الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون

دسلی زمانے کی مجسم یادگار، شریعت و طریقت کا سرچشمہ حقیقت و معرفت کا منبع دل میں
کیکپی پیدا کر دینے والے شرر انگیز مضامین کا انمول ذخیرہ۔ ارباب ذوق کے پر درد دلوں
میں غیر معمولی جوش پھیلانے والے مطالب و نکات کا لبریز و معمور خزانہ المعروف

حیات باقیہ

جس میں قطب دوران، مقتدائے زمان، سراج العارفین
خواجہ محمد الباقی الاویسی النقشبندی المشہور
زندگی کے بالکل سچے تاریخی، اخلاقی
میں نہا

دہلی گائڈ - المعروف بہ سیر دہلی - دہلی کے حالات عمارات وغیرہ قدیم وجدید میں بس یہ ایک ہی کتاب ہے
جو ہزاروں فروخت ہوئی ہیں اور ہو رہی ہیں قیمت فی جلد عمر

الفاروق - مصنفہ مولانا شبلی نعمانی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حالات پھر مولانا شبلی جیسے مورخ کے قلم سے نکلے ہوئے دیکھ…
کے قابل ہیں آخر کتاب میں فتوحات کا نقشہ بھی دیا ہے - لکھائی چھپائی اعلیٰ درجہ کی کاغذ نہایت دبیز چکنا قیمت ۳ ر

سفرنامہ روم و شام مصنفہ مولانا شبلی نعمانی بے نظیر سفرنامہ ہے تمام حالات سفر نہایت عمدگی اور دلچسپ پیرا…
میں لکھے گئے ہیں کہ پڑھنے سے طبیعت محظوظ ہوتی ہے قیمت عہ

بڑی سوانح عمری حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری ثم الاجمیری علیہ الرحمۃ کے حالات میں بہتیری کتابیں لکھی گئی…
ہیں مگر جو حالات اس میں درج ہیں وہ دوسری کسی کتاب میں نہیں مل سکتے اس سے بہتر خواجہ خواجگان کے حالات میں
اور کوئی کتاب نہیں ہے خوش عقیدہ حضرات کی دلچسپی اور تازگی اور تزکیہ نفس کا عمدہ مشغلہ ہے قیمت صف ۸ ر

دیوان - ملک الشعرا مولوی عبدالرحمٰن صاحب راسخ مرحوم کی یادگار ہے قیمت ۶ ر

تفسیر الم نشرح - یہ تفسیر مولانا مولوی عبدالقادر صاحب مرحوم سجادہ نشین جناب خواجہ قطب الدین خانصا…
مرحوم دہلوی کی تصنیف ہے جو نہایت مقبول ہے بار ہا چھپی اور ہاتھوں ہاتھ فروخت ہوئی قیمت ۲ ر

تاریخ اسپین - مصنفہ میسر یہ کا لیکٹ جنکو مولوی محمد احمد خانصاحب جج سیتاپور نے نہایت سلیس عمدہ زبان…
…کیہ عمدہ کاغذ چکنے ولایتی پر چھاپی ہے - ہسپانیہ کے حالات قابل دید ہیں ایک ہزار صفحوں کے قریب ضخامت ہے فی جلد…

کشت زار - مصنفہ زبدۃ الحکما جناب حکیم محمد وارث علی خاں مرحوم - یہ کتاب فن طب میں ایسی بے مثل…
… علامہ مصنف نے طب کے تمام دشوار گذار گھاٹیوں کو پاک صاف کر دیا ہے اور…
…اہ اور ہر مرض کے متعلق صرف وہی نسخے درج…
… ہے بڑی خوبی اس میں یہ ہے کہ اکثر ا…
… کے دوائیاں لکھی ہیں یہ کتاب…
…نہا سکے صرف یہی ایک ایسی کتاب…
…جانتے ہیں تو اس کتاب…
…ہر قیمت ۳…
…لیف خانہ…

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سراج العارفین رضی الملۃ والدین حضرت خواجہ محمد الباقی

رحمۃ اللہ علیہ کے ابتدائی حالات

محترم و بزرگ خواجہ کے والد بزرگوار کا اسم گرامی قاضی عبد السلام [illegible]
سمیت کابل میں سکونت پذیر تھے قاضی عبد ال[illegible]
اُن کی سیرت یا لائف کا پورا تو پو[illegible]
اتنا معلوم ہوتا ہی کہ آپ حسن [illegible]
تھے۔ مزاج میں انتہا درجہ کا [illegible]
تصوفیہ اور فقہ وحدیث میں [illegible]
ایک نہایت برگزیدہ اور [illegible]
کے لیے کوئی ایسی صفت [illegible]
یہی فضل وکمال آپ کو کا[illegible]
اظہار کمالات اور اکتسا[illegible]

محترم خواجہ کی [illegible]
ہم یوں کہیں کہ آپ سنہ ۹۷۱ [illegible]
اختلاف بالکل اُٹھ جاتا ہی [illegible]

Marfat.com

کیا حالت تھی یہ ظاہر کرنا بہت مشکل ہے۔ قاضی عبدالسلام کے جزئی حالات دریافت ہونے کے بعد اس قدر اور صرف اسی قدر کہا جاسکتا ہے کہ وہ گو گھر سے خوشحال تھے مگر اُن کو چنداں تمول بھی نہ تھا اس لئے خواجہ کی طفولیت کا زمانہ معمولی حالت میں گزرا ہوگا۔ مگر آگے چل کر یاوری اقبال سے وہ سامان پیدا ہوگئے جن کی کسیکو خبر بھی نہ تھی اور بہت تھوڑا عرصہ نہ گذرا تھا کہ آپکا دینی اقتدار یہانتک پھیلا کہ سلاطین وقت کی گردنیں آپ کے آگے جھکنے لگیں۔ کیا کوئی شخص یہ کہہ سکتا تھا کہ خواجہ اپنی خداداد قابلیت سے اپنی قوم و ملک کے فخر کہلائے جائینگے اور کیا کسی کے خیال میں یہ بات آئی تھی کہ افغانستان سے لیکر ہندوستان تک میں آپ کے علم و فضل کا علم شہرت گڑ جائیگا۔

طفولیت کے زمانہ میں آپ کی نصیبہ ور اور فراخ پیشانی سے اطوار بزرگی اور آثار احترام نمایاں تھے اور نجابت اور شرافت ٹپکی پڑتی تھی۔ ابھی پورے دو سال بھی نہ تھے کہ آپ کی دل آویز طفلانہ حرکات سے قیافہ شناس لوگوں نے معلوم کرلیا تھا کہ یہ بچہ ضرور ہونہار ہوگا اور آئندہ کسی زمانہ میں یہ ہلال بدر کامل ہوکر دنیا میں چمکیگا جس کی خنک اور تسکین بخش شعاعوں کے اثر سے ایک عالم کے پژمردہ دل ترو تازہ ہوں گے ؛

جب آپ پانچ سال کے ہوئے تو متانت اور سنجیدگی کے آثار چہرۂ شریف سے عیاں ہونے لگے اس زمانہ میں آپ دن دن بھر تنہا ایک گوشے میں خاموشی اور سکوت کے ساتھ سر بگریباں بیٹھے ... ضرورت بات نہ کرتے اسی زمانہ میں آپکی تحصیل علوم رسمیہ کا آغاز ہوا ... مائے خود ایک بڑے جلیل القدر فاضل تھے

اعتبار تھا۔ ہوش سنبھالتے ہی

... قرآن مجید اور دیگر ابتدائی علوم سے

... کرنیکے لئے کمر ہمت باندھی اور مجمع

... پہنچے جو اس زمانہ میں ارباب فضل و کمال کے

... تسلیم کئے جاتے تھے خواجہ کو مولانا کی

... یا اور آپ ان کی رفاقت میں کابل سے

... میں روز ازل سے معتقدائے مذہب اہل

Marfat.com

پیشوائے عالم ہونا لکھا تھا۔ اس لیے اُس کے سامان بھی خود بخود فراہم ہو گئے تھے۔ اِدھر آپ کی سوچی ہوئی فطرت اور عقل سلیم اُدھر مولانا صادق کی آپ کی تعلیم و تدریس کے بارے میں مستعدی اور سرگرمی اور سب سے بڑھکر ارادہ ازلی لگے اشاروں پر چلنے اور علوم رسمیہ کی دقیق اور مشکل کتابیں پانی کی طرح پینے ماوراء النہر میں تشریف لائے ہوئے تھوڑا ہی عرصہ گذرا تھا کہ سلسلہ درس پورا ہونیکے قریب ہو گیا او آپ کے زور طبع اور عقل رسا اور خداداد قابلیت کے چرچے جستہ جستہ لوگوں میں پھیل گئے اِسے خواجہ کی خوش قسمتی کہنا چاہیے کہ مولانا صادق کو آپ کی تعلیم کے بارے میں خاص طرح کا اعتنا تھا اور غالباً وہ سمجھتے تھے کہ عنقریب ایک زمانہ آنے والا ہے جس میں اس شخص کی بدولت دینی علوم کے شیریں اور خنک چشمے ولایت افغانستان اور تمام ہندوستان میں نہایت پیاری اور دلربائی کے ساتھ بہیں گے۔ جنسے آئندہ نسلوں کے ہونہار پودے نہایت سرسبز و شاداب ہو کر اپنی خوبی و دلربائی کیطرف لوگوں کو متوجہ کریں گے؛

الغرض محترم خواجہ نے اکتساب علوم میں وہ ترقی کی کہ تھوڑے ہی زمانہ میں اپنے معاصرین میں امتیازیہ نظروں سے دیکھے جانے لگے۔ اور آپ کی ذہانت طباعی کی شہرت حدود ماوراء النہر سے نکل کر دور دور پھیل گئی۔ علوم رسمیہ کی تحصیل میں قدرے قلیل حصہ باقی رہگیا تھا کہ آپ نے راہ تصوف میں قدم ڈالا۔ لیکن یہ آپ کی ذکاء فطرت اور صفائی نسبت کا بدیہی نتیجہ تھا کہ جو علوم تحصیل سے باقی رہ گئے تھے اُن میں بھی آپ کو کمال درجہ کا درک حاصل تھا جیسا کہ ایک واقعہ سے اس کا ثبوت اچھی طرح ہو سکتا ہے؛

ماوراء النہر میں ایک علمی مجلس قائم تھی اور اُسکا رکن اعظم ایک بڑا جلیل القدر فاضل تھا یہ مجلس ہفتہ میں ایک روز مرتب ہوتی اور شہر کے اکثر علماء کی تشریف آوری اسکو رونق و زینت دیتی ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ مجلس میں بہت سے علماء موجود تھے اور اِدھر اُدھر کی باتیں ہو رہی تھیں شدہ شدہ یہانتک نوبت پہنچی کہ محترم خواجہ کی تحصیل علوم کا ذکر چھڑ گیا لوگوں نے بیان کیا کہ انہوں نے جذبات الٰہیہ کے ہجوم کیوجہ سے علوم رسمیہ کی تحصیل کو ترک کر دیا۔ فاضل نے قدرے اظہار افسوس کے بعد کہا اگر خواجہ چندروز اور مطالعہ کتب میں سرگرم رہتے حتی کہ اُن کی مولویت کمال و کمال کے درجے کو پہنچ جاتی تو بہت اچھا ہوتا۔ محترم خواجہ نے فاضل کی یہ تقریر سُنی تو فرمایا کمال مولویت کا مفہوم صرف

Marfat.com

اسقدر ہے کہ کتب متداولہ کے سلسلہ میں جو کتاب سب سے مشکل اور ادق اور مالاینحل ہو آدمی کا کما حقہ مطالعہ کر سکے اور نہ صرف خود مطالعہ کر سکتے بلکہ دوسرے کو اچھی طرح سمجھا سکے۔ میں بلا مبالغہ دعوے کے ساتھ کہتا ہوں کہ جس کتاب کو وہ نہایت دقیق اور حدید البصر سمجھتے ہوں میرے سامنے پیش کریں اگر کسی مسئلہ میں مجھسے اُن کی تشفی نہ ہو سکے تو بیشک وہ سچے ہیں اور میں جھوٹا ؛

مولانا صادق کے سلسلہ تلامذہ میں ایک بڑا فاضل تھا اُسکا بیان ہو کہ جب ہم لوگوں کے کان میں یہ بات پہنچی کہ خواجہ نے تحصیل علوم کو خدا حافظ کہکر راہ درویشی میں قدم رکھا ہی تو ہم لوگوں نے متفقہ الفاظ میں کہا کہ ہمپر اس نوجوان کی فطرت وہمت کے وہ گرانبہا جوہر نمایاں ہوئے ہیں کہ اُن سے بڑھکر کسی دوسرے شخص میں پائے جانے کی امید بہت کم ہے ہم یقین کے ساتھ کہتے ہیں کہ یہ شخص جس راہ میں قدم رکھیگا اسے بسہولت ضرور طے کریگا۔ اور جس کام میں ہاتھ ڈالیگا اُسے انجام کو پہنچائیگا اور انجام کار ایسا ہی ہوا بھی ؛

غرضکہ حضرت خواجہ کو تحصیل علوم کے زمانہ میں جو آپ کے شباب کا زمانہ تھا راہ درویشی کا شوق دامنگیر ہوا اور بار یافتگان محفل لِی مَعَ اللہِ کی صحبت کا مبارک ولولہ اور جوش پیدا ہوا یہاں تک کہ آپ نے تحصیل علوم کی راہ چھوڑکر دوسری راہ اختیار کی اور بلاد ماوراالنہر میں جو اُن دنوں کبار مشائخ کا مرکز تھا اولیا اللہ کی تلاش میں سرگرمی کیساتھ گشت لگاتے پھرے بعضوں سے مستفید و مستفیض ہوئے اور بعضوں کے ہاتھ پر توبہ و انابت کی تجدید کی ؛

ماوراالنہر سے جب آپکی طبیعت اُچاٹ ہو گئی تو ہندوستان کیطرف متوجہ ہوئے یہاں آپ کے معاصرین میں سے بعض لوگوں نے جو وجاہت اور ثروت اور شاہی مناصب سے ممتاز تھے بہتیرا چاہا کہ آپ بھی کسی معزز منصب پر مامور ہو کر دنیاوی مال سے تمول اور تونگری حاصل کریں مگر چونکہ آپکی قسمت میں روز ازل سے دینی دولت کا کافی حصہ لینا لکھا تھا اس لیئے اُن کی تمام کوششیں رائیگاں گئیں اور جذبات الٰہیہ کے سلطان نے آپ کو اپنی طرف کھینچ لیا اب آپ کو ارباب محبت و معرفت کی کتابوں کے پڑھنے کا شوق دامنگیر ہوا اور اُن کے اشتیاق ملاقات کی آگ اور بھی بھڑک اٹھی ایک درویش کا بیان ہی کہ محترم خواجہ نے اپنی زبان درفشان سے فرمایا کہ میں ایک روز ایک کتاب کے مطالعہ میں مشغول تھا دفعۃً ایک ایسی تجلی نمایاں ہوئی کہ میں آپے سے بے آپے ہو گیا اور تمام ہوش و حواس ایک ایک کرکے غائب ہو گئے

Marfat.com

میں اسوقت محوحیرت تھا اور ساری دنیا حیرت کدہ نظر آتی تھی۔ آخرکار حضرت خواجہ بہاؤالدین قدس سرہٗ
کی روحانی کششوں نے میری دستگیری کی اور میں نے تمام تعلقات کو بالائے طاق رکھکر ارباب معرفت
کی طلب وسراغ میں نہایت ستعدی اور سرگرمی کیساتھ کوشش کی۔ ایک اور درویش کا بیان ہے جو ہمہ وقت
آپکی خدمت میں حاضر رہتا تھا کہ بزرگ خواجہ نے سالکوں اور مجذوبوں کی جستجو میں اسقدر کوشش کی کہ اس
سے بڑھکر خیال میں بھی نہیں آسکتی۔ برسات کا موسم تھا اور کیچڑ اور گارے کی کثرت سے آدمیوں کو
تھوڑی دور بھی چلنا سخت دشوار اور مشکل تھا مگر آپ باوجود نازک تنی کے لاہور کے قبروں اور جنگلوں اور
پہاڑوں کو کسی صاحب دل کی اشتیاق ملاقات میں کھوندتے پھرتے تھے۔ ایک روز میرے دل میں یہ
ولولہ پیدا ہوا کہ آج میں بھی خواجہ کیساتھ چلوں اور جنگل اور صحرا کی بہار سے دل پژمردہ کو تازہ کروں
ہرچند آپ نے منع کیا مگر میں اپنے ارادہ سے باز نہ آیا۔ تھوڑی دور چلا ہونگا کہ کیچڑ کی کثرت سے پاؤں
شل پڑ گئے اور پنڈلیوں میں درد ہونے لگا میں چاہتا تھا کہ نہایت بے صبری کیساتھ اپنا حال ظاہر
کروں مگر ادب اور حیا دلوں عرض حال کی اجازت نہ دیتے تھے۔ حتےٰ کہ خواجہ خود آگاہ ہوئے اور
مجھے رستہ میں سے واپس کر دیا مجھے اسوقت اس امر کا یقین کامل ہو گیا کہ آپ ان ظاہری قدموں
کی قوت سے نہیں بلکہ دوسرے قدموں کی قوت سے اس قسم کی دشوار گذار اور سنگلاخ راہیں طے
کرتے ہیں ؏ قطع این راہ بجز پائے جنوں نتواں کرد ؎

خواجہ کا ایک رفیق خاص مظہر ہے کہ لاہور کے قبرستان اور باغات کے حوالے میں ایک مجذوب
رہا کرتا تھا صاحب حال خواجہ کو اُسکی کیفیت معلوم ہوئی تو مدتوں اُسکے پیچھے پیچھے پھرا کئے اور
اسکا حال یہ تھا کہ جب آپ کو اپنے پاس آتا دیکھتا بجز دشنام دہی کے اور کچھ بات نہ کہتا۔ اور کبھی
پتھروں کا مینہ برساتا اور گاہے آپ سے پیچھا چھڑانے کے لیئے دوسری جگہ چلا جاتا لیکن خواجہ طلب
میں اسقدر ثابت قدم اور راسخ دم تھے کہ باوجود اس تنفر اور توحش کے اُسکا پیچھا نہ چھوڑتے تھے
یہانتک کہ ایک روز اس دیوانہ کی مہربانی کی رگ جو حقیقت میں سودا نشمندوں کا ایک دانشمند اور ہزار
عقلمندوں کا ایک عقلمند تھا حرکت میں آئی۔ آپ کو اپنے پاس بلایا اور خاص نظریں سوال کر حصول مراد اور
کامیابی کیساتھ مقصود دلی کے پہنچنے پر دعائیں دیں یہ اُن ہی دعاؤں کا اثر تھا کہ خواجہ کو بے انتہا
دینی و دنیاوی فوائد نصیب ہوئے ؎

Marfat.com

خلاصہ یہ کہ محترم خواجہ نے سالکوں اور مجذوبوں کی تلاش جستجو میں انتہا درجہ کی کوشش کی اور بہت سے پاک دلوں کی صحبت میں رہ کر فوائد عظیم حاصل کیے جن ارباب معرفت کے ہاتھوں پر اپنے بیعت کی اور اجازت طریقہ وخرقہ حاصل کی اُن میں سے چند حضرات کے اسم گرامی ذیل میں درج ہوتے ہیں:

حضرت خواجہ عبید رحمہ اللہ ۔ یہ اپنے زمانہ کے بڑے مشہور علامہ اور نہایت جلیل القدر فاضل تھے علم وفضل کے علاوہ صاحب کرامات وخوارق بھی تھے۔ اور ارباب معرفت ومحبت کے حلقوں میں بہت بڑے اقتدارات رکھتے تھے۔ آپ خلیفہ تھے مولانا لطف اللہ رحمہ اللہ کے اور مولانا لطف اللہ خلیفہ تھے مولانا خواجگی دہیدی علیہ الرحمتہ کے:

حضرت امیر عبداللہ بلخی رحمہ اللہ ۔ یہ بزرگوار بڑے پایہ کے آدمی تھے انکی تمام خدمات واوصاف کو چھوڑ کر اگر صرف علمی کمال پر نظر کیجاتی ہے تو پھر اُس عہد کا کوئی عالم وفاضل ایسا نظر نہیں آتا جو آپ کی برابری کا دعوی دار ہو سکے جامع علوم ہونیکے علاوہ قرأت ودرایت میں اعلیٰ درجہ کا کمال تھا فن ادب علم الرجال والانساب فقہ حدیث اور ان کے سوا تمام علوم میں مجتہدانہ کمال رکھتے تھے اور یہی وجہ تھی کہ اپنے ہمعصروں میں باعتبار شہرت مقبولیت عام رکھتے تھے اور بڑے بڑے فضلا اپنے تئیں آپ کے سامنے طفل مکتب سمجھتے اور زانوے شاگردی تہ کرتے تھے:

شیخ سمرقندی رحمہ اللہ ۔ یہ بزرگوار حضرت خواجہ احمد یسوی رحمہ اللہ کے بڑے معزز اور جلیل القدر خانوادہ تھے۔ محترم خواجہ نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر تجدید توبہ کی اور تھوڑے روز خدمت اقدس میں رہکر ماوراء النہر واپس آنیکی اجازت چاہی مگر شیخ نے اجازت نہیں دی اور فرمایا تم ابھی نوجوان ہو چند روز یہاں اور رہو لیکن آخر کار خواجہ کے اصرار سے رخصت دی اور آپ کے حق میں دعائے خیر کی کہ خدا تعالیٰ دولت استقامت سے مالا مال کرے:

حضرت شیخ بابا می ولی قدس اللہ سرہ العالی ۔ آپ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں بڑے ممتاز پیر تھے اور کشمیر میں سکونت رکھتے تھے دنیاوی اعزاز اور مذہبی تقدس میں اس سے بڑھکر اور کیا درجہ ہو سکتا ہے کہ باشندگان کشمیر کے واجب الاحترام مقتدا تسلیم کئے جاتے تھے وہاں کے بڑے بڑے روسا اور خود حاکم وقت کی گردن تسلیم آپ کے سامنے خم تھیں اور تمام ملک وقوم میں آپ کا نام

Marfat.com

نہایت اعزاز و اقتدار کے ساتھ لیا جاتا تھا:

حضرت مولانائے اعظم خواجہ املنگی رحمہ اللہ آپ اپنے وقت کے مشہور و معروف مشائخ میں سے تھے اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی جیتی جاگتی چلتی پھرتی یادگار تھے موجودہ مشائخ نقشبندیہ میں ایک آپ ہی ایسے شخص تھے جو خاص خواجہ بزرگ کے طریقے پر پہاڑ کی طرح مستقیم و ثابت قدم تھے آپ معمر سن ہونیکی وجہ سے بھی واجب الاحترام اور شایاں بزرگی تھے آپ کا نصب صرف دو واسطوں سے خواجہ احرار رحمہ اللہ تک پہنچتا ہے یعنی آپ کو اپنے والد بزرگوار مولانا درویش محمد املنگی رحمہ اللہ سے ارادت حاصل تھی اور مولانا درویش محمد اپنے محترم ماموں مولانا زاہد وخشواری کے مرید تھے اور مولانا زاہد حضرت قطب الاخیار خواجہ احرار قدس سرہ کے۔ جن دنوں میں بزرگ خواجہ ماوراء النہر کے شہروں میں اور قصبوں میں مشائخ کبار کی تلاش و جستجو میں پھر رہے تھے حضرت مولانائے اعظم خواجہ املنگی واقعے میں آپ پر ظاہر ہو کر فرمانے لگے کہ اے فرزند ہم تمہارے منتظر ہیں جلد آؤ اور ہمارے انتظار کی تشویش کو دور کرو خواجہ اس سے بہت خوش ہوئے اور ذیل کی ایک بیت بیساختہ زبان مبارک پر جاری ہوئی ؎

میگز شتم زغم آسودہ کہ ناگہ ز کمیں ؛ عالم آشوب نگاہے سر راہم بگرفت

محترم خواجہ کی مشائخ کی فہرست سے ہمیں صرف یہی چند حضرات دستیاب ہوئے جنکے اسمائے گرامی سے ہمنے اپنے ان چند اوراق کو زینت و رونق دی ہے۔ قطع نظر اسکے جب ہم تھوڑی دیر کے لیے آپ کے حالات زندگی اور واقعات پر نظر ڈالتے ہیں تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ آپ اویسی تھے۔ یعنی حضرت خواجہ بزرگ بہاء الحق والدین اور آپ کے ممتاز خلیفہ بلکہ خود جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت مبارکہ سے تربیت پائی تھی اور ان بزرگواروں کی نظر عنایات نے اس خدمت کو انجام پر پہونچایا تھا جیسا کہ خود آپ کے ایک مضمون سے ترشح ہوتا ہے فرماتے ہیں **ابیات**

شنیدم کاشف راز نہانی ؛ ابوالقاسم چراغ کبر کانی

کہ بودے در دو جاں نام او بیش ؛ کہ باشد شربے از نام او بیش

کیم من کیں ہوس گیرد دماغم ؛ نیابد نور ایں سودا چراغم

زنامم زیں تلفظ گرچہ بند است ؛ سرم بنخواست صیدایں کمند است

اگرچہ یہ کمال آپ کو پہلے ہی سے حاصل تھا مگر چونکہ بدون پیر ظاہر کے اس کا اظہار مشکل اور سخت دشوار تھا

Marfat.com

اس لئے آپ ماوراء النہر تشریف لے گئے اور مولانا خواجگی کے ہاتھ پر بیعت کر کے طریقہ نقشبندیہ کی اجازت حاصل کی۔ اس دعوی کے ثابت کرنے کے لئے محترم خواجہ اویسی تھے ہمارے پاس دو شاہد عدل موجود ہیں صاحب زبدۃ المقامات لکھتے ہیں کہ ایک صاحبدل صادق القول نے جو اکثر اوقات خواجہ کی خدمت میں حاضر رہتا تھا مجھ سے بیان کیا کہ بزرگ خواجہ لاہور کی ایک مسجد میں نماز ادا کرنے کے لئے تشریف لائے اور یہ اسوقت کا واقعہ ہے کہ ابھی تک آپ ہندوستان سے ماوراء النہر تشریف نہیں لے گئے تھے ہم لوگ مصروف نماز تھے کہ دفعۃً آپ کے سینہ سے ایک نہایت ہیبت ناک آواز پیدا ہوئی جس نے تمام نمازیوں کو حیرت میں ڈالدیا۔ امام کے سلام پھیرتے ہی حضرت خواجہ نہایت سرعت کیساتھ مسجد سے باہر تشریف لے گئے اور اُسدن کے بعد سے پھر مسجد میں رونق افروز نہیں ہوئے بلکہ اپنے دو تین ساتھیوں کو جمع کر کے مکان ہی پر جماعت سے نماز پڑھ لیا کرتے :

ایک اور عزیز کا بیان ہے کہ جو لوگ بزرگ خواجہ کے پیچھے نماز پڑھا کرتے تھے اُن میں ایک میں بھی تھا جو بلا ناغہ اس مقتدائے عالم کی اقتدا سے فیض و برکت حاصل کرتا رہتا تھا ایکدن کا ذکر ہے کہ خواجہ نماز میں مشغول تھے ادہر تین چار آدمی آپ کے پیچھے کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔ اثنائے نماز میں دیکھتا کیا ہوں کہ حضرت خواجہ قبلہ رخ کھڑے مجھے دیکھ رہے ہیں یعنی آپ کا رخ مبارک قبلہ کیطرف بھی ہے اور میری طرف بھی اور جس طرح آپ سامنے کی چیزوں کو ملاحظہ فرما رہے ہیں اسیطرح پیچھے کی چیزوں کو بھی دیکھ رہے ہیں۔ اس عجیب و غریب اور حیرتناک واقعہ سے میرے جسم پر ایک غیر معمولی لرزہ پڑا اور میں سر سے پاؤں تک تھر تھر کانپنے لگا ہزار دشواریوں کیساتھ جوں توں کر کے نماز پوری کی اور جو کچھ دیکھا تھا حضرت کی خدمت میں عرض کیا آپ نے میری سرگذشت سنکر ایک نہایت خوش آیند مسکراہٹ کے بعد فرمایا کہ اس واقعہ کا کسی سے ذکر مت کرنا :

یہ دو خاص معاملے اس بات کی صاف گواہی دیتے ہیں کہ بزرگ خواجہ کو جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے کمال مناسبت اور تبعیت حاصل تھی کیونکہ پیغمبر صاحب کی سیرت پر نظر کرنیسے معلوم ہوتا ہے کہ جب آپ نماز میں مشغول ہوتے تھے تو سینہ مبارک میں ایک ایسا جوش اٹھتا تھا کہ جسکی آواز قریبا ایک میل تک پہنچتی تھی اور یہ بات بھی پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم جس طرح سامنے کی دیکھتے تھے اسی طرح پیچھے سے بھی آپ کو ہر چیز نظر پڑتی تھی چنانچہ بخاری شریف کی ایک روایت میں پایا

پیغمبر صاحب نے صفوف جماعت کو ہموار و برابر کرتے وقت فرمایا کہ صفوں کو سیدھا کرو اور باہم ملکر کھڑے ہو کیونکہ میں تم کو عقب سے دیکھتا رہتا ہوں جس طرح سامنے سے دیکھتا ہوں محدثین کرام نے اگرچہ اس بیان کو جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات میں شمار کیا ہے اور کہا ہے کہ آپ کو یہ کیفیت ہر وقت حاصل تھی۔ لیکن عجب نہیں کہ کسی بزرگ امت کو جو آپ کے اتباع میں منہمک و مستغرق ہو کسی وقت یہ دولت حاصل ہو جائے۔ بالخصوص نماز کے وقت جسے معراج مومن کہا گیا ہے کیونکہ بزرگوں کا قول ہے کہ تابع کامل کو متبوع کی تمام اوصاف و کمالات میں سے کچھ نہ کچھ حصہ ضرور پہنچتا ہے؛

الغرض ان کمالات و حالات حاصل ہونے کے بعد بھی محترم خواجہ کوشش سے نہیں تھکے اور مشائخ کاملین کی تلاش و جستجو میں اسیطرح سرگرم رہے جسطرح پہلے تھے باوجودیکہ اس زمانہ میں طلاب کا رجوع آپ کے آستان مبارک پر کثرت سے تھا اور لوگ جوق جوق اکتساب کمالات کے لیے حاضر ہوتے تھے۔ مگر آپ کی ہمت عالی مشیخت اور تعلیم طریقت پر مائل نہیں ہوئی بلکہ ماوراءالنہر اور بلخ اور بدخشاں کیطرف کشاں کشاں لے گئی تاکہ سلسلہ نقشبندیہ اور دیگر سلاسل کے ان بزرگوں کی صحبت میں پہنچکر جو مسند ارشاد پر جلوہ گر ہیں فوائد حاصل کریں اور احوال حاصلہ کی تصحیح فرمائیں چنانچہ آپ شہر بشہر اور قصبہ بقصبہ ہوتے ہوئے حضرت خواجہ امکنگی کی خدمت میں پہنچے۔

انہوں نے آپ پر انتہا سے زیادہ عنایت اور رعایت مبذول فرمائی اور تین شبانہ روز متصل خلوت میں صحبت رکھی۔ اور بعض مزید فوائد کی اطلاع دیکر فرمایا برخوردار من بالفضل خدا تمہارا کام اس سلسلہ عالیہ کے اکابر کی روحانی تربیت سے نہایت خیر و خوبی کیساتھ انجام کو پہنچ گیا ہے۔ اب پھر تم ہندوستان میں جاؤ کیونکہ وہاں اس سلسلہ عالیہ کے نازک پودے تمہاری آبیاری کے ذریعہ سے نشو و نما پائیں اور سرسبز و شاداب ہوں گے۔ ہند کے عالیمقدار مستفید تمہاری تربیت کی برکت سے کمال کو پہنچیں گے۔ اور ہونہار طلاب تمہاری نظر فیض اثر سے پھلے پھولیں گے۔ بزرگ خواجہ نے از راہ انکسار عذر کیا کہ میں ابھی آپ کی تعلیم و تلقین کا محتاج ہوں اور چاہتا ہوں کہ چند روز خدمت اقدس میں ٹھیر کر کچھ اور فوائد حاصل کروں۔ مگر مولانا نے آپ کا کوئی عذر نہیں سنا استخارہ کیا تو اس سے بھی مولانا ہی کی تائید ہوئی؛ ناچار خواجہ کو مولانا کی صحبت

Marfat.com

سے مفارفت کر کے ہندوستان آنا پڑا۔

حضرت مولانا کے بعض قدیم الخدمت اور صاحب النسب یاروں نے جب سنا کہ مولانا نے خواجہ کو صرف چند روزہ صحبت میں خلافت کاملہ اور اجازت تامہ عنایت فرما کر ہندوستان کیطرف جانے کی اجازت دی ہے۔ اور آپ کو وہاں کا مقتدا اور امام بنایا ہے تو اُن کی غیرت کی رگ حرکت میں آئی اور شورش کا نعرہ بلند ہوا۔ مولانا کو اُن کی اس شورش و برہمی کی اطلاع ہوئی تو آپ نے ان لوگوں کو جمع کر کے فرمایا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ یہ جوان کس رتبہ کا آدمی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ شخص ہمارے پاس تحصیل تعلیم و تلقین کے لیئے نہیں بلکہ احوال حاصلہ کی تصحیح کے لیئے آیا تھا۔ اسکی تحصیل و تعلیم و تلقین تو ایک اور ہی ذریعہ سے ہوئی تھی اور کامل و مکمل کر کے تمہارے پاس بھیجا گیا تھا اور جب یہ ہے تو ضرور ہے کہ جو شخص جیسا آئیگا ویسا جائیگا۔ غرضکہ بزرگ خواجہ بیابان ہندوستان کے تشنہ لبوں کے لیئے ابر رحمت بنکر اس طرف متوجہ ہوئے اور زمانہ نے بزبان حال یہ شعر پڑھا۔ شکر شکن شوند ہمہ طوطیان ہند زین قند پارسی کہ بہ بنگالہ میرود۔ ہندوستان کی سرزمین میں قدم رکھا تو کامل ایک سال تک لاہور میں جلوہ فرما رہے اور یہاں کے بہت سے علما و فضلا آپ کی محبت کے شیفتہ اور دلدادہ ہوگئے لیکن چونکہ ہمارے ہندوستان میں صرف دہلی ہی ایک ایسی جگہ تھی اور اب بھی ہے جسے دارالاولیا اور بیت الفقرا کا فخر حاصل ہے۔ لہذا آپ یہاں تشریف لائے اور قلعہ فیروز آباد میں جو ایک نہایت دلکش مقام تھا اور ساحل دریا پر بڑی خوبصورتی اور دلکشی کے ساتھ واقع تھا رونق افروز ہوئے خاص قلعہ میں ایک مسجد تھی نہایت عظیم الشان جس کی کچھ نمود اب بھی موجود ہے اور سابق کی رونق اور چہل پہل کی شہادت دے رہی ہے۔ حضرت خواجہ خاص اس مسجد میں سکونت پذیر ہوئے اور زمانہ وفات تک یہیں سکونت پذیر رہے۔

خواجہ کے عام اخلاق و عادات

محترم خواجہ کے عام اخلاق و عادات پر نظر ڈالنے سے پہلے یہ کہنا شاید بیجا نہو گا کہ ہندوستان کے طبقہ مشائخ نقشبندیہ بالخصوص طبقہ مشائخ متاخرین نقشبندیہ میں کوئی شخص ایسا نہیں گذرا جو اخلاق و فضائل میں خواجہ کا دعویدار ہو اور اگر بفرض محال کسی صفت میں کوئی شریک ہو بھی تو یہ دعوے

نہیں کیا جا سکتا کہ تواضع اور بے نفسی اور خشوع اور خضوع اور عجز و انکسار میں بھی خواجہ سے افضل ثابت ہوا ہو۔ آپ ہمیشہ عزت اور گوشہ نشینی میں زندگی بسر کرتے تھے مگر آپ کی عزت اور گوشہ نشینی تارک الدنیا فقرار اور راہبوں جیسی نہ تھی بلکہ متشرع اولیار اور صلحار کی سی تھی کہ دل بیار اور دست بکار کبھی آپ درویشوں اور معمولی آدمیوں سے باتیں کرتے دکھائی دیتے تھے۔ اور کبھی حاجتمندوں کی حاجت روائی میں سرگرم و مستعد پائے جاتے تھے گاہے بازاروں اور جنگلوں میں پھرتے چلتے نظر پڑتے تھے اور گاہے مسجد اور معبد میں خدائے خلاق اور علام کی عبادت گزاری میں مشغول پائے جاتے تھے۔

خاموشی اور کم گوئی آپ کا عام شیوہ اور خاص عادت تھی پہروں عالم سکوت میں گردن جھکائے بیٹھے رہتے اور کسی شخص کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتے تھے۔ اگر کسی نے کچھ پوچھا تو بقدر ضرورت اور وہ بھی نہایت مختصر لفظوں میں جواب دیدیا۔ لیکن جب تصوف کا علمی مسئلہ جو نہایت دقیق و معنی ہوتا تو اسکی تفصیل و تنقیح میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھتے اور نہایت وضاحت اور بسط کے ساتھ بیان کرتے۔ یہاں تک کہ سائل کو باحسن الوجوہ تشفی حاصل ہو جاتی اور اس سے آپ کی صرف یہ غرض ہوتی کہ مبادا مسئلہ کا حل طالب کے ذہن نشین نہ ہو یا ذہن نشین ہو تو الٹا ہو اور اس سے اسکے دینی عقائد میں خرابی پڑے

عجز و انکسار باوجود استغنا اور جمعیت عام کے آپ کے مزاج میں انتہا درجہ کا عجز و انکسار تھا سادات و علما کی تعظیم میں حد سے زیادہ مبالغہ کرتے درویشوں اور عالموں سے ان کے مکان پر جا کر ملاقات کرتے بلکہ کسی عالم کو پاپیادہ دیکھتے اور خود گھوڑے پر سوار ہوتے تو فوراً گھوڑے پر سے اتر پڑتے اور سلام و مصافحہ میں پیشقدمی فرماتے۔ مسلمانوں کی حاجت روائی میں نہایت مستعدی و سرگرمی کیساتھ کوشش کرتے اور ان کی امداد سے کبھی پہلو تہی اور دریغ جائز نہ رکھتے۔ جزئی اور کلی امور میں فقہار متورعین کی طرف رجوع فرماتے۔ اور سب سے بڑی یہ خوبی یہ تھی کہ غایت انکسار کی وجہ سے کسی پر اپنے مرتبہ اور کمال کا اظہار نہ کرتے بلکہ حتی الامکان مخفی کرتے اور اپنے تئیں اخذ من الناس خیال کرتے چنانچہ آپ کے ملفوظات سے اس امر کا بخوبی پتہ چلتا ہے کہ جب کوئی طالب خدمت اقدس میں پہنچتا تو آپ انتہا درجہ کے عجز و انکسار کی وجہ سے اپنے تئیں اس عظیم الشان کام کے لائق نہ سمجھکر معذرت کرتے لیکن اگر طالب صادق اور ثابت قدم ہوتا تو آپ کے اس انکسار کو علو منزلت کی دلیل سمجھتا اور اپنے تئیں آپ کی خدمت میں سپرد کر کے زبان حال سے کہتا

قطعہ

ازیں در نداریم روئے گریز ٭ اگرچہ از دو عالم گزر کردہ ایم

بیان نمکہائے این سنگبار ٭ حوالہ بریش جگر کردہ ایم

کہتے ہیں کہ ایک خراسانی نوجوان مدت تک خواجہ قطب الدین بختیار اوشی قدس اللہ سرہ کے مزار فائض الانوار کا مجاور رہا۔ اور حضرت خواجہ کی روحانیت سے ایک کامل مکمل پیر کی درخواست کرتا رہا اسی اثنا میں دکھایا گیا کہ طریقہ نقشبندیہ کا ایک بزرگ ابھی شہر میں آیا ہے اُسکی خدمت میں حاضر ہو خراسانی نوجوان حسب الارشاد محترم خواجہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنا سارا واقعہ بیان کیا زبان درفشان پر جاری ہوا کہ یہ مسکین تو اپنے تئیں اس لائق نہیں دیکھتا واقعہ میں جس بزرگ کا تمہیں حوالہ دیا گیا ہے وہ کوئی اور شخص ہوگا۔ غرض جب آپ نے کثرت انکسار سے بہت کچھ معذرت کی تو خراسانی نوجوان پھر اپنی جگہ آ بیٹھا دوسری رات کو اس سے کہا گیا کہ جس بزرگ کا ہم نے تجھے پتا دیا تھا وہ یہی بزرگ ہے جس کی خدمت میں تو کل پہنچا اور اُسکا عجز و انکسار دیکھا تھا صبح کو پو پھٹتے ہی خراسانی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور قبولیت کی عزت حاصل کرکے مرتے دم تک آپ سے جدا نہیں ہوا ٭

اکثر ایسا ہوتا کہ بزرگ خواجہ اپنی جبلی انکسار کیوجہ سے بعض صادق العقیدت طلبہ سے جو سالہا سال سے آپکی صحبت اور خدمت میں تھے فرمایا کرتے تھے کہ تمہاری یہ ساری کوششیں محض بیحاصل اور رائگان ہیں تم نے جو گمان میرے ساتھ کر رکھا ہے سراسر بے نتیجہ ہے میں تمہارے حق میں مناسب خیال کرتا ہوں کہ دوسری جگہ جاکر کوشش کرو اور مطلوب کی تلاش اور جستجو میں تردد کرو اور اگر کوئی رہنما پاؤ تو اس حقیر کو بھی اطلاع دو تاکہ میں بھی اُسکی خدمت میں حاضر ہوں اور زخم دل کا مرہم پاؤں۔ خواجہ حسام الدین احمد جو خواجہ رح کے ممتاز خلیفہ اور نہایت خدمت گزار تھے بیان کرتے ہیں کہ مجھے بھی محترم خواجہ نے ایسا ہی ارشاد کیا اور جب میں نے آپ کیطرف سے انتہا درجہ کا اصرار دیکھا تو عدم تعمیل حکم اور توقف کو دور از ادب خیال کرکے متوجہ آگرہ ہوا شہر میں پہنچا تو حیران و پریشان تھا کہ کیا کروں اور کہاں جاؤں۔ کبھی دل میں کہتا تھا کہ کسی شخص سے دریافت کروں شائد کسی صاحب معرفت کا پتہ مل جائے۔ کبھی کہتا تھا نہیں اب دہلی ہی واپس چلوں انجام کار میں نے اپنے دل میں قطعی فیصلہ کر لیا کہ حضور خواجہ کے آستان مبارک پر حاضر ہو کر عرض کروں کہ حضور کے ارشاد کی تعمیل میں تا بمقدور کوشش کی مگر میں نے تو کوئی ایسا شخص پایا نہیں جس کی بابت آپ نے ارشاد کیا تھا۔ میں ان ہی سلسل خیالات میں محو تھا کہ ایک نہایت دلکش اور دلربا آواز

نے مجھے اپنی طرف متوجہ کر لیا میں چونک کر ادھر اودھر دیکھنے لگا تو ایک عالیشان مکان کی اونچی دیوار سے گانے کی آواز میرے کان میں پہنچی غور سے سُنا تو قوال شیخ سعدیؒ کی یہ بیت بار بار گا رہے تھے ؎

تو خواہی آستیں افشاں و خواہی امن اندرکش　　مگس ہرگز نخواہد رفت از دکان حلوائی

اس بیت نے میرے آخری خیال کی چنگاری کو مشتعل کر دیا اور میں نہایت عجلت اور سرعت کیساتھ خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور جو کچھ دیکھا اور سنا تھا حرف بحرف عرض کیا:

شفقت اور ترحم کی مثالیں

یہ ہم اول ہی لکھ چکے ہیں کہ تواضع اور بے نفسی میں خواجہ معظم وہ پایہ رکھتے تھے جس کی نظیر متاخرین مشائخ نقشبندیہ میں بمشکل مل سکیگی۔ بلکہ سچ یہ ہے کہ اس صفت خاص میں کوئی شخص آپکی برابری کا دعویٰ نہیں کر سکتا اسکے ساتھ ہی عفو و ترحم آپ کی جبلت میں گویا کوٹ کوٹ کر بھر دیا گیا تھا کثرت شفقت نے ملک میں شہرت عام پیدا کر دی تھی اور غریب حاجتمندوں کا مجمع صبح اور شام کو خواجہ کے عام رہگزر پر ہوتا تھا اور سب با فراغ دعائیں دیتے ہوئے چلے جاتے تھے۔ ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ لاہور میں خشک سالی کے آثار نمایاں ہوئے اور سارے ملک پر قحط و غربت کی گھٹا چھا گئی اُس زمانہ میں محترم خواجہ لاہور میں تشریف رکھتے تھے آپ نے جب قحط زدوں کی مصیبت کا خیال کیا تو خود بھی کھانا پینا چھوڑ دیا اور چند روز کے بعد خدام نے کھانا پیش کیا تو حضور نے پرنم آنکھوں سے آنسوؤں کی ندیاں بہا کر فرمایا کہ یہ انصاف سے بہت دور ہے کہ ایک شخص تو بڑا دن میں بھوک کیوجہ سے رات بھر تڑپ تڑپ کر گزارے اور ہم سیر ہو کر کھانا کھائیں۔ یہ فرمایا اور جسقدر کھانا پیش کیا گیا تھا سب بھوکوں کو تقسیم کرا دیا:

جب آپ لاہور سے دہلی تشریف لائے ہیں تو راہ میں اکثر ایسا اتفاق ہوا ہے کہ ابھی آپ نے ایک فرسخ بلکہ ایک میل بھی طے نہیں کیا کہ کوئی عاجز پا پیادہ رستہ چلتا نظر پڑ گیا خود گھوڑے پر سے اتر پڑے اور اسے سوار کر دیا۔ وہ منزل تک گھوڑے پر اور آپ پا پیادہ چلے آئے۔ اور اس غرض سے کہ کوئی آپ کو جانے پہچانے نہیں۔ سر مبارک پر لنگی ڈال لیتے تھے مگر جب منزل قریب ہی رہجاتی تو آپ بہ نیت اخفا گھوڑے پر سوار ہو لیتے۔ ان دونوں واقعوں سے بزرگ خواجہ کی شفقت و ترحم کی صفت خاص ظاہر ہوتی ہے اور ساتھ ہی خلوص کا بھی ثبوت ہوتا ہے کہ آپ اپنے عمل خیر پر کسی کا مطلع ہونا پسند نہیں کرتے تھے پھر آپ کا یہ شفقت اور ترحم صرف گروہ بنی آدم ہی کے ساتھ مخصوص نہ تھا بلکہ حیوانات کے بھی شامل حال تھا

Marfat.com

چنانچہ آپ کے ملفوظات سے ثابت ہوتا ہے کہ ایک رات تہجد کے لیے اُٹھے بلی لحاف پر سو گئی آپ نماز سے فارغ ہو کر بستر پر تشریف لائے تو بلی کو لحاف پر سوتے دیکھا شفقت و ترحم نے اتنی اجازت نہ دی کہ آپ بلی کو جگا کر لحاف اوڑھیں۔ چنانچہ صبح تک یونہی بیٹھے جاڑے کی سخت تکلیف جھیلتے رہے اور بلی کے جاگنے اور تکلیف کے روادار نہ ہوئے ؛

رقت طبع آپ کے ہمسایہ میں ایک نوجوان سکونت پذیر تھا ظالم اور شریر الطبع ممنوعات شرعیہ میں کوئی چیز ایسی نہ تھی جسکا وہ مرتکب نہ تھا طرح طرح کی بیجا شرارتیں اُس سے ظہور میں آتی تھیں اور اوس کی یہ شرارتیں متعدی و متجاوز تھیں۔ ایک دن کا ذکر ہے کہ خواجہ حسام الدین نے شہر کے کوتوال سے اُسکی ساری شرارتوں کا ذکر کیا اور اُس نے اسے گرفتار کر کے حوالات میں بند کر دیا محترم خواجہ کو خبر ہوئی تو آپ نے خواجہ حسام الدین کو بلا کر عتاب کیا۔ انہوں نے عرض کیا کہ حضور وہ شخص پلہ درجہ کا فاسق و شریر ہے اور اُسکی شرارت نہ صرف اُسکی ذات کیساتھ محدود ہے بلکہ متعدی و متجاوز ہے۔ خواجہ یہ سُنکر اور بھی متاثر ہوئے اور دل پُر درد سے ایک سرد آہ کھینچکر فرمایا۔ ہاں بھائی سچ ہے۔ چونکہ تم اپنے تئیں صالح باصفا اور گناہوں سے پاک دیکھتے ہو اس لیئے وہ تمہاری نظروں میں فاسق و شریر ہے ہم تو اپنے تئیں کسی بات میں بھی اس سے ممتاز نہیں پاتے۔ اور یہ پیچھے تو کس بنا پر اُسے برا کہہ سکتے ہیں ازاں بعد آپ نے شہر کے کوتوال سے اس کی سفارش کی۔ اور اُس نے فوراً نوجوان کو چھوڑ دیا۔ آپ کی شفقت کی برکت سے خدا نے اُسے نیک ہدایت دی اور وہ گروہ صلحا میں ایک ممتاز صالح شمار کیا جانے لگا ؛

تحمل و بردباری تحمل و بردباری و بے نفسی کے لحاظ سے خواجہ جس رتبہ کے آدمی تھے اُنکی نظیر بمشکل مل سکتی ہے۔ صاحب زبدۃ المقامات کا بیان ہے کہ میں ایک دن ایک مسجد کے گوشہ میں تنہا بیٹھا ہوا تھا مجھ سے کچھ فاصلے پر دو فقیر اور بیٹھے ہوئے باہم باتیں کر رہے تھے ایک دوسرے سے کہنے لگا کہ کچھ شیوۂ اولیاء اللہ کا تذکرہ کرو۔ دوسرے نے متقدمین صلحاء امت کی دو چار حکایتیں اور ان کے عادات و اخلاق بیان کئے۔ اور اسی ضمن میں یہ بھی بیان کیا کہ میں نے عمر بھر میں صرف ایک شخص کو دیکھا ہے جسکی نسبت میں یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ بے نفسی اور بُردباری میں کوئی شخص اوسکا سہیم نہیں ہو سکتا اور اُس مقام پر پہنچ کر اس نے ہمارے محترم خواجہ کا نام مبارک لیا اور کہا ایک دن کا ذکر ہے کہ میں خواجہ قطب الدین بختیار رحمہ اللہ کے مزار پر موجود تھا دفعتہً خبر پہنچی کہ حضرت خواجہ محمد باقی قدس اللہ سرہ

Marfat.com

تشریف لاتے ہیں خدام مزار نے جو مزار کے قریب ہو جوار میں رہتے تھے آپ کی تشریف آوری کی خبر سُن کر ایک تخت بچھایا۔ اور اُسپر فرش و تکیہ لگا کر استقبال کے لیئے کھڑے ہو گئے اتنے میں ایک بے قید و آزاد فقیر آیا اور تخت بچھونے کو دیکھکر خدام مزار کیطرف روئے سخن کر کے کہا یہ کیا ہے اور کس لیئے ہے خدام نے کہا کہ خواجہ بزرگ جناب خواجہ محمد باقی تشریف لاتے ہیں یہ تخت اُن کے جلوہ آرا ہونیکے لیئے بچھایا گیا ہے ان لفظوں کے سنتے ہی بے قید و آزاد اور بدزبان فقیر پر بجلیاں گر پڑیں اور نہایت غضبناک لہجہ میں خواجہ کو سخت و سُست کہنے لگا۔ اسی اثنا میں خواجہ میں بھی تشریف لے آئے آپ کو دیکھکر وہ اور بھی برافروختہ ہوا اور منہ در منہ ہرزہ گوئی اور دشنام دہی میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا اور کہا اے شخص تو ایسی کون سی لیاقت اور رتبہ رکھتا ہے کہ لوگ میرے لیے یہاں فرش و فروش کریں۔ محترم خواجہ کے ہمراہ جو درویشوں کی جماعت تھی وہ اس بے لگام فقیر کی یہ دل آزار اور تکلیف دہ باتیں سُنکر بیچین تھی اور چاہتی تھی کہ بہت جلد اُسکی بدزبانی اور دشنام دہی کا مزہ اسے چکھا دیا جائے۔ مگر فوراً خواجہ نے اُن کی طرف خشم آلود نگاہ سے دیکھا اور اشارہ کیا کہ خبردار اس پر ہاتھ نہ ڈالنا اس اشارہ کو پاتے ہی سب لوگ صم بکم کھڑے کے کھڑے رہ گئے اور فقیر کی سخت و درشت باتیں جو اُن کے دلوں میں زہر آلود تیروں سے زیادہ اثر کر رہی تھیں نہایت سکونت و خاموشی کے ساتھ سنتے رہے۔ بے لگام فقیر جب سب کچھ کہہ چکا تو بزرگ خواجہ اُس کے پاس گئے اور نہایت نرمی اور عاجزی کے لہجے میں فرمایا کہ آپ جو کچھ فرماتے ہیں بالکل ٹھیک اور بجا فرماتے ہیں حقیقت میں میں ویسا ہی ہوں جن لفظوں کے ساتھ آپ نے مجھے یاد فرمایا ہے۔ خدام مزار کا یہ فعل جسکی بابت آپ کو رنج اور ناگواری پیدا ہوئی سچ بات یہ ہے کہ میرے بے اشارے اور بے علم ظہور میں آیا یعنی مجھے اسکا بالکل علم نہ تھا کہ خدام نے میرے لیئے اسقدر تکلف کیا ہے آپ برائے خدا معاف کیجئے اور مجھ بدنصیب کے پیچھے اپنا مغز خالی نہ فرمائیے۔ الغرض آپ زبان مبارک سے یہ فرماتے جاتے اور اپنی آستین سے اُسکی پیشانی کا پسینہ پونچھتے جاتے تھے اور طرح طرح کی تواضع و انکسار کا اظہار کرتے تھے اس پر بے قید فقیر کا غصہ کچھ دھیما پڑا اور اُس نے آپ سے چند درہم مانگے آپ نے فوراً جیب میں سے نکال کر حوالے کیئے فقیر ان درہموں کو لیکر چلتا بنا۔ دعیں اُسوقت ایک گوشہ میں کھڑا ہوا یہ تمام واقعات دیکھ رہا تھا اور مجھے سب سے زیادہ خیال اس بات کا تھا کہ دیکھوں خواجہ ان باتوں سے کہاں تک متاثر ہوتے ہیں مگر میں سچ کہتا ہوں کہ میں نے کسی طرح کا تغیر و تذبذب آپکے حال و قال میں نہیں پایا اُسوقت مجھے یقین کامل ہو گیا کہ جنکو نفس ملکی کہتے ہیں وہ حقیقت میں یہی شخص ہے

Marfat.com

فیاضی محترم خواجہ میں فیاضی کا جبلی مادہ تھا کیونکہ کسی موقع پر آپ کا ہاتھ فیاضی سے نہ رکتا تھا جس طرح آپ اپنے مخلص طالبوں کو فیاضی کی نصیحت کیا کرتے تھے اسی طرح پر ہر موقع پر آپ اپنی فیاضی کے اعلیٰ پیمانہ پر نمونے دکھلایا کرتے تھے بسا اوقات ایسا ہوتا تھا کہ مخلص امرا آپ کی خدمت میں سیم و زر اس غرض سے بھیجتے تھے کہ آپ کے صوابدید اور رائے سے فقرا میں تقسیم کیا جائے آپ اس رقم میں اپنی طرف سے کچھ اور اضافہ کر کے مستحقوں کو تقسیم کر دیتے تھے ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک شاہی امیر نے جو بزرگ خواجہ سے انتہا درجہ کی عقیدت رکھتا تھا بہت سا روپیہ خدمت میں بھیجا اور عرض کیا کہ اے حضور اپنی رائے سے مستحقین پر صرف کر دیں آپ نے اپنے خادم سے فرمایا کہ جو کچھ ہمارے خزانہ میں موجود ہو سب لے آؤ اور اس رقم میں شامل کر دو خادم نے اس واجب الاذعان فرمان کی فوراً تعمیل کی اور آپ نے سارا روپیہ اُسی وقت اُن لوگوں کو تقسیم کر دیا جو استحقاق رکھتے تھے اس موقع پر بعض جاہل محتاجوں نے زبان طعن دراز کی اور کہا کہ ہمیں اسقدر نہیں ملا جتنے کا ہمیں استحقاق حاصل تھا آپ کے اصحاب نے اُن کے منہ بند کرنے اور زبان درازی سے روکنے کی کوشش کی تو آپ نے منع فرمایا اور نہایت نرمی اور آہستگی کے لہجہ میں ارشاد کیا کہ بھائیو! جسقدر میں نے اب تم کو دیا ہے اتنا ہی تمہارے حق میں بہتر ہے تم رنج نہ کرو آئندہ تمہیں زیادہ دیا جائیگا؛

زہد و استغناء آپ میں زہد و استغنا اسقدر بڑھا ہوا تھا کہ مجلس شریف میں امور دنیاوی کے متعلق کبھی کوئی بات مذکور ہی نہیں ہوتی تھی۔ مگر ہاں جب کوئی حاجتمند حاضر ہوتا تھا تو اُسکی سفارش میں دو چار مختصر کلمے فرما دیتے تھے۔ آپ نے اپنے اور اپنے مخلص درویشوں کے لیے کبھی کسی سے کچھ طلب نہیں کیا بلکہ جب کسی عقیدتمند امیر نے آپ کے یا آپ کے مخلص درویشوں کے نام سے کوئی ہدیہ بھیجا تو اُسے فوراً رد کر دیا چنانچہ جسوقت آپ نے سفر حجاز کا عزم کیا تو اُسکی خبر ابو المظفر شہاب الدین محمد شاہجہاں بادشاہ کے وزیر اعظم عبد الرحیم خان المخاطب بہ **خانخاناں** کو پہنچی جو حسب قرار سے عموماً اور بزرگ خواجہ سے خصوصاً کمال عقیدت رکھتا تھا اُس نے ایک لاکھ روپیہ نقد آپ کے اور آپ کے ہمراہیوں زادِ راحلہ کے لیئے بھیجا۔ اور ایک رقعہ میں نہایت عجز و انکسار سے لکھا کہ مجھے امید ہے کہ حضور اس ناچیز رقم کو قبول فرما کر میری عزت افزائی فرمائینگے۔ محترم خواجہ کے پاس جب یہ رقعہ اور رقعہ کے ساتھ روپے کی تھیلیاں پہنچیں تو آپ سخت ناراض ہوئے اور اسی غضبناکی کی حالت میں نہایت برہمی کے ساتھ فرمایا کہ

Marfat.com

لوگوں کو یہ مناسب نہیں ہے کہ مسلمانوں کا سیم وزر صرف کر کے اور اُن کے گاڑھے پسینے کی کمائی مال ضائع کر کے حج کو جائیں غرضکہ وہ روپیہ آپ نے قبول نہ کیا اور خادموں سے کہکر فوراً واپس کرا دیا ؛

آپ ہمیشہ مسکنت و فقر میں زندگی بسر کرتے تھے اور اسی میں خوشی بھی تھی عموماً تمام اوقات میں بخصوص نماز پنج وقتہ کے بعد یہ دعا کیا کرتے تھے اللھم احینی مسکیناً و امتنی مسکیناً و احشرنی فی زمرۃ المساکین پھر جس طرح فقر و مسکنت اپنے لیے پسند کرتے تھے اسی طرح رشید مریدوں کے حق میں بھی پسند کرتے تھے۔ اور جسے فقر و فاقے اور قناعت و توکل کے اوصاف کے ساتھ متصف پاتے اُسے دل سے محبوب رکھتے تھے بلکہ بار بار فرمایا کرتے تھے کہ جس شخص کو ہماری سرکار سے مالی امداد پہنچے وہ یقین کرے کہ ہمیں اس سے دینی محبت بہت کم ہے۔ آپ کے عقیدتمندوں میں کچھ لوگ متمول اور مالدار بھی تھے اور وہ ہمیشہ التماس کرتے تھے اگر حکم ہو تو آستان شریف کے فقراء کے لیئے کچھ روزینہ مقرر کر دیا جائے مگر آپ اُن لوگوں کے بارے میں اجازت نہیں دیتے تھے جنھوں نے آپ سے نسبت معنوی کو صحیح اور درست کر لیا تھا البتہ نو وارد و مسافروں کے حق میں منظور فرماتے اور اُن کے وظائف مقرر کرا دیتے تھے ؛

سادہ مزاجی کھانے پینے اور سکن میں آپ کی بے تقییدی اور سادہ مزاجی کی یہانتک نوبت پہنچ گئی تھی کہ اگر متواتر چند روز تک ایک ایسا کھانا آپ کے سامنے لایا جاتا جو آپ کو مرغوب طبع نہ ہوتا تو بھی آپ کبھی یہ نہیں فرماتے تھے کہ دوسری طرح کا کھانا لاؤ۔ علی ہذا القیاس اگر بدن مبارک کے کپڑے میلے اور نہایت میلے ہو جاتے تب بھی یہ نہ کہتے کہ دوسرے سفید و صاف کپڑے حاضر کرو۔ یہی حال آپ کے مکان کا تھا کہ ٹوٹا پھوٹا ہے تو کچھ پرواہ نہیں تنگ و تاریک ہے تو کچھ شکایت نہیں گوڑے کرکٹ سے پٹا ہوا ہے تو کچھ گلا نہیں۔ غرضکہ آپ تسلیم و رضا کے دریا میں اسقدر غرق تھے کہ ان باتوں کی طرف کبھی میل ہی نہیں کرتے تھے اور نہایت سادگی اور آزادی کے ساتھ زندگی بسر کرتے تھے ؛

احتیاط آپ کھانے پینے میں انتہا سے زیادہ احتیاط کرتے جب کہیں سے ہدیہ پہنچتا تو اگرچہ بحکم حدیث صحیح نحن لا نرد الھدیۃ اُسے رد نہ کرتے لیکن بجنسہ اپنی مصارف میں لانے سے مضائقہ کرتے بلکہ کسی ایسی جگہ سے قرض حسنا لیکر اُس کی عوض اُسے دیدیتے جس کی کسب کمائی میں ذرا بھی شبہ نہ ہوتا تھا آپ خدام کو نہایت مبالغے اور تاکید کے ساتھ فرمایا کرتے تھے کہ کھانا پکانے والا کھانا پکانے اور

Marfat.com

تیار کرنے کے وقت وضو سے رہی بلکہ ارباب حضور و صفا کے گروہ میں سے ہو تو بہت بہتر ہے
تاکہ کھانا تیار کرتے وقت دنیاوی امور کے متعلق ایک حرف تک زبان سے نہ نکالے آپ یہی فرمایا کرتے
تھے کہ جو لقمہ بے حضور و بے احتیاط کھایا جاتا ہے اُس سے ایک ایسا دھواں پیدا ہوتا ہی جس سے مجاری
فیض بند ہو جاتے ہیں اور ارواح طیبہ جو وسائل فیض ہیں دل کے مقابل نہیں ہونے پاتے ایکدن کا
ذکر ہے کہ ایک صاحب حال و کشف درویش حضرت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں اپنے کام میں
تنگی اور باطن میں کدورت پاتا ہوں نہیں معلوم کہ یہ بات کس وجہ سے پیدا ہوئی۔ کیا مجھ سے کوئی ایسی تقصیر
سرزد ہو گئی ہے جو اس کدورت کی موجب ہی یا کیا بات ہی۔ محترم خواجہ نے توجہ کے بعد فرمایا کہ لقمہ
میں کچھ بے احتیاطی ہو گئی ہے درویش نے عرض کیا کہ میں معمولی کھانا کھاتا اور شبہے سے ہمیشہ دور
رہتا ہوں۔ فرمایا غور کرکے دیکھو ہمیں تو بجز اس کے اور کچھ نظر نہیں آتا۔ درویش نے جب بہت تفتیش
کی تو معلوم ہوا کہ جن لکڑیوں سے درویش کا کھانا پکتا تھا اُن میں دو تین لکڑیاں ایسی بھی شامل ہو گئی
تھیں جن میں زیادہ احتیاط سے کام نہیں لیا گیا تھا

طرز عمل محترم خواجہ اگرچہ ریاضت شاقہ کی وجہ سے انتہا درجہ کے نحیف الجسم اور ضعیف البدن
تھے مگر اپنے منصبی فرائض کے ادا کرنے میں نہایت چست و چاق اور مستعد و سرگرم دکھائی دیتی تھے
دوام وضو اور تکثیر طاعات میں شغف تمام رکھتے اور اوقات کو عبادت الٰہی سے ہمیشہ معمور رکھتے آپ کا معمول تھا
کہ نماز عشا سے فارغ ہو کر حجرے میں تشریف لیجاتے اور تھوڑی دیر تک مراقب رہتے مگر جب اعضاء پر ضعف
وکسل غالب ہوتا تو اُٹھ کر تجدید وضو کرتے اور دوگانہ ادا کرکے پھر حجرے میں تشریف لا کر مصروف مراقبہ
ہوتے غرضکہ رات کا اکثر حصہ اسی طرح گذارتے اور صبح ہوتے تھوڑی دیر آرام فرماتے۔ تمام امور میں آپ کا
عمل عزیمت۔ اولی پر ہوتا تھا یہی وجہ تھی کہ اپنے صرف اس غرض سے کہ قرأت خلف امام کی صحیح روایتیں
کثرت سے کتب حدیث میں وارد ہیں۔ ایک عرصہ تک امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھتے رہی اسی اثناء میں
امام الائمہ سراج الامۃ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کو اپنے معاملہ میں دیکھا کہ ایک طرف کو کھڑے ہوئی اپنی
مدح میں ایک نہایت عمدہ قصیدہ پڑھ رہے ہیں جس سے یہ مضمون مستفاد ہوتا تھا کہ میرے طریق و مذہب
پر ہزارہا اولیاء کبار ہو گذرے ہیں اُسی روز سے آپ نے امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنی چھوڑ دی
آپ شرع اور علمائے شرع کا ادب اسقدر کرتے تھے کہ اُس سے زیادہ کرنا ممکن نہیں۔ اتباع سنن میں

Marfat.com

میں نہایت سرگرمی کے ساتھ کوشش کرتے اور اسی کو ہمیشہ اوڑھنا بچھونا بنائے رہتے۔ چنانچہ آپکی ملفوظات سے اس بات کا ثبوت اچھی طرح ہو سکتا ہے اور ذیل کی رباعی سے بھی جو آپ ہی کی نتائج طبع کا نتیجہ ہے **رباعی**

در راہ خدا جملہ ادب باید بود تا جان باقی است در طلب باید بود

دریا دریا اگر بکامت ریزند کم باید کرد و خشک لب باید بود

تفرید محترم خواجہ تفرید میں وہ رتبہ رکھتے تھے جس کے اظہار سے قلم و زبان دونوں عاجز و گنگ ہیں آغاز عمر سے انتہائے عمر تک کے مابین اگرچہ بڑے بڑے عظیم الشان حالات آپ پر منکشف ہوئے مگر آپ کی بلند ہمت نے کسی ایک حال و کشف پر بھی قناعت نہیں کی اور جس طرح ابتدا میں سرگرم طلب تھے آخر تک اُسی میں کوشاں رہے۔ شیخ تاج الدین جو بزرگ خواجہ کے ایک نہایت جلیل القدر اور معزز خلیفہ ہیں بیان کرتے ہیں کہ ایک دن ہمارے خواجہ دریا کے ساحل کی طرف متوجہ ہوئے اور عجیب کیفیت کے ساتھ متوجہ ہوئے قبا کے بند کھلے ہوئے سینہ ننگا۔ عمامہ پریشان۔ چہرۂ مبارک سے شکستگی اور قلق و اندوہ کے آثار نمایاں اور پیشانی سے غیبی نور کی حیرت انگیز جھلک عیاں۔ آپکی یہ کیفیت دیکھکر میں بھی آپ کے پیچھے ہو لیا۔ دریا کے کنارے پہونچکر آپ کو میرا احساس ہوا میری طرف مڑکر دیکھا اور آہ درد کیساتھ فرمایا کہ تاج الدین اور غور سے سُن ہم پر عالم بالا سے اسقدر واردات و احوال اور فیوضات و انوار اور اسرار ریزش کرتے ہیں کہ اگر یہ سارا دریا لکھنے کی سیاہی بنجائے تو بھی اُن کے لکھنے اور شمار میں لانے کو وفا نہ کر سکے۔ مگر ہم کو ان سے کیا کام ہمارا مقصد اصلی اور مطلوب دلی دید و دانش سے کوسوں دور ہے۔ یہ کہکر آپ نے فی البدیہہ یہ شعر پڑھا **شعر**

طلب بے چون و مطلب ہیچ گونہ نہ آن را شبہ و نے این را نمونہ

یہ بھی شیخ تاج الدین کا بیان ہے کہ ایک روز میں صف جماعت میں خواجہ کے ہم پہلو تھا اثنائے نماز میں آپ پر استیلائے گریہ و اضمحلال کے آثار محسوس ہوئے۔ نماز سے فارغ ہوئے تو اسی طرح حیران و گریان حجرے میں جلوہ آرا ہوئے۔ میں بھی دل کڑا کر کے آپ کے عقب میں روانہ ہوا اور حجرے میں پہنچکر دیکھا تو آپ اسی طرح آہ و بکا میں مصروف ہیں اور حزن و اندوہ ہے کہ چہرہ مبارک سے پڑا ابل رہا ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد میں نے خلاف ادب گستاخانہ عرض کیا کہ حضور اس بے اختیار رونے اور اندوہ و آشفتگی کا سبب کیا ہے؟ فرمایا تاج الدین تو اس بات کو دریافت نہ کر اور ہمکو اسی درد و

اندوہ میں چھوڑ دے۔ چونکہ خواجہ کی بے انتہا عنایتوں نے مجھے بہت کچھ دلیر کر دیا تھا میں نے باصرار دریافت کیا۔ فرمایا عین نماز میں جسے مومن کی معراج کہتے ہیں میری روح نے مطلب ورا الورا کی طلب میں عروج کیا اور نامقصود اُس کی جستجو میں کوشش کی۔ مگر جب مقصد پر کامیاب نہیں ہوئی تو حیران و گریان اپنے تئیں قفس قالب میں لا ڈالا۔ اُس کا یہ گریہ یہ اندوہ اسی حسرت کیوجہ سے تھا

الغرض تفرید آپ پر اسقدر غالب تھی کہ طلبہ کو اپنی صحبت میں رکھنے اور مشیخت کرنے کا خیال تک نہ تھا صرف دو یا تین سال درویشوں کی تربیت میں مصروف رہے اور یہی آپ کی توجہ کا زمانہ کہلایا جاتا تھا۔ کمال واکمال کے درجہ کو پہنچتے ہی آپ نے ارباب ارادت کی تعلیم اور صحبت سے دست کشی فرمائی اور یاروں کو دوسرے لوگوں کے حوالہ کر کے خود عزلت و گوشہ نشینی اختیار کی اور قطب افاق بوعلی وقاق قدس اللہ سرہ کی طرح درد و اندوہ کے ساتھ سر مبارک گریبان نیستی میں لیگئے ان دنوں میں آپنے لوگوں سے ملنا جلنا آنا جانا سب کچھ ترک کر دیا تھا اور بجز مسجد جماعت کے اور کہیں آمد و رفت نہیں کرتے تھے۔ اس موقع پر جو شخص آپ کو دیکھتا تھا جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مَنْ اَرَادَ اَنْ یَّنْظُرَ اِلٰی مَیِّتٍ یَّمْشِیْ فِیْ وَجْہِ الْاَرْضِ فَلْیَنْظُرْ اِلٰی اِبْنِ اَبِیْ قُحَافَۃَ کا سما اُسکی نظروں میں سماجاتا تھا۔

شوکت و وقار باوجود اس کے جو ہیبت و دہشت اور شوکت و سطوت آپ کے رخ مبارک سے نمایاں تھے اُن کی نظیر کہیں ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملسکتی تھی غافل اور بے خبر لوگوں کو آپ کے دیدار سے خدا یاد آتا تھا اور منکروں پر آپ کی ہیبت کا ایک اثر خاص پڑتا تھا چنانچہ ایک روز کا ذکر ہے کہ آپ کو ایک بستی پر سے گذرنے کا اتفاق ہوا جس کے باشندے ہندو تھے۔ بستی کے باہر کچھ لوگ اپنے کھیتوں پر بیٹھے ہوئے ادہر اُدہر کی باتیں کر رہے تھے۔ جوں ہی اُن کی نظر آپ کے چہرے مبارک پر پڑی باہم ایکدوسرے کے کہنے لگے کہ یہ عجیب شخص ہے کہ اسکے دیکھنے سے ہمیں خدا یاد آتا ہے۔ ایک معمر فاضل کا بیان ہے کہ میں ایک روز بزرگ خواجہ کی مسجد میں نماز پڑھنے گیا دیکھا تو صف جماعت کھڑی ہے اور خواجہ بھی صف میں تشریف رکھتے ہیں۔ پہلی صف بالکل بھر گئی تھی اور اتنی جگہ باقی نہ تھی کہ میں اس میں کھڑا ہو جاتا غور سے دیکھا تو خواجہ کے پہلو میں تھوڑا سا فرجہ تھا جسے درویشوں نے خواجہ کے ادب کیوجہ سے چھوڑ دیا تھا۔ چونکہ مجھے خواجہ کیساتھ چنداں عقیدت نہ تھی اور میں نے آپ کو ہیچ سا دیکھا تھا

Marfat.com

لہذا رعایت ادب مجھے اس بات سے مانع نہیں ہوئی کہ میں اس فرجہ میں کھڑا نہ ہوں چنانچہ میں بے محابا اس فرجہ میں گھس گیا اور نماز کی نیت مستحکم کر لی۔ ابھی ایک ساعت بھی نہیں گذری تھی کہ خواجہ کی عظمت و شکوہ نے میرے دل پر حملہ کیا۔ ہر چند میں اپنے جسم کو سکیڑتا اور آپ سے علیحدہ ہوتا تھا مگر میرے دل سے آپ کی ہیبت کا اثر کم نہیں ہوتا تھا حتیٰ کہ میں عین نماز میں بے اختیارانہ پیچھے ہٹا اور ہٹتے ہٹتے یہاں تک نوبت پہنچی کہ اگر ایک قدم پیچھے اور ہٹوں تو چبوترے سے نیچے گر پڑوں یہاں تک پہنچکر میں ہشیار ہوا۔ اور اب میں آپکی خدمت اور ارادت میں شب و روز بسر کرنے لگا۔ چند روز گذرنے تھے کہ اس عارف بزرگوار کی توجہ خاص سے اس کے حقیقی مخلصوں کے سلسلہ میں میں بھی داخل ہو گیا

عظمت و علو مرتبت ان سب باتوں کو چھوڑ کر اگر محترم خواجہ کی صرف عظمت و علو مرتبت پر نظر ڈالی جاتی ہے تو ہمیں اسکی مثال اکابر نقشبندیہ میں بہت مشکل سے مل سکتی ہے۔ یہ نوٹ تعجب اور نہ صرف تعجب بلکہ سخت حیرت کیساتھ پڑھنے کے قابل ہے کہ بزرگ خواجہ نے صرف تین سال مسند شیخیت کو رونق و زینت دی اور ہزارہا بندگان خدا آپ کے خوان نعمت سے روزی مند ہوئے اور ہندوستان کے وسیع ملک میں تنے تھوڑے عرصے میں آپ کی برکات کے آثار و اقتدارات اس کونے سے لیکر اُس کونے تک تمام میں پھیل گئے۔ مضامین تاریخ اور مشائخ کے تذکروں کے پڑھنے سے ثابت ہوتا ہے کہ سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ کے بہت سے مشائخ و بزرگوار اس سرزمین پر یکے بعد دیگرے جلوہ آرا ہوئے اور اُنہوں نے اپنے متبرک انفاس کے ذریعہ سے اس سلسلہ کو جو ان دنوں محض غریبانہ اور مسافرانہ حالت میں تھا رواج دینا چاہا۔ لیکن جو برکات محترم خواجہ کے اسقدر قلیل مدت میں طریقہ نقشبندیہ کی نسبت ظہور میں آئیں وہ اکابر نقشبندیہ کی سالہا سال کی کوششوں سے بہت زائد تھیں۔ ایک فاضل کا بیان ہے کہ بعض بزرگوار مشائخ جو صاحب حال و قال بھی تھے اور جن کی عظمت و وقار کا پھریرا ہندوستان میں نہایت زور سے اڑ رہا تھا۔ ساٹھ ساٹھ اور ستر ستر سال تک کرسی شیخیت پر رونق افروز رہے۔ مگر ہزار تلاش و جستجو کے بعد بھی معلوم نہیں ہوتا کہ ہندوستان میں اُن کی تازہ اور جیتی جاگتی چلتی پھرتی ایک یادگار بھی باقی ہو محترم خواجہ کی بزرگی اور عظمت کی نسبت صرف اسی قدر کہنا بس کرتا ہے کہ صرف چالیس سال دنیا میں رہے اور زیادہ سے زیادہ تین یا چار سال مسند شیخیت کو رونق و زینت عطا فرمائی مگر سچ پوچھئے تو ایک عالم کو بہرہ ور کر دیا۔ اور

ہندوستان کے ہر حصے میں طریقہ نقشبندیہ کی نہایت خوشگوار نہریں بہت ہی دلربا اور پیاری ادا کے ساتھ لہریں لینے لگیں۔ جناب شیخ محمد بن فضل اللہ رحمہ اللہ جو اپنے زمانے کے اہل عرفان میں ممتاز اور نہایت بزرگ شخص تسلیم کئے جاتے تھے۔ بیان کرتے ہیں کہ بزرگ خواجہ کی عظمت و فضیلت کا صرف ایک یہی نشان کافی ہے کہ آپ تین چار سال سے زیادہ خلق اللہ کی ہدایت میں مصروف نہیں ہوئے اور پھر آج تک آپکے آثار و برکات روز افزوں ہیں اور نہ معلوم کبتک رہیں گے۔

انتقال محترم خواجہ جب عمر کے چالیس مرحلے طے کر چکے تو آپ کو اس جہان پر ملال سے ہوس انتقال دامنگیر ہوئی۔ ان دنوں میں آپ کی یہ کیفیت ہو گئی تھی کہ جب کسی کی خبر رحلت گوش گزار ہوتی تو ایک آہ سرد کھینچکر فرماتے اچھا ہوا کہ بیچارہ دنیا کے ختم ہونے والے بکھیڑوں سے چھوٹ گیا۔ انتقال سے کچھ دنوں پیشتر آپنے اپنی نسبت واقعے میں دیکھا کہ ایک بڑا طومار ہے اور اُس کے آخر میں یہ عبارت لکھی ہوئی ہے۔ فَبَقِیْتُ وَحِیْدًا طَرِیْدًا فَرِیْدًا اسی اثنا میں آپنے ایک روز اپنی بی بی سے فرمایا کہ جب میری عمر کامل چالیس برس کی ہو جائیگی تو مجھے ایک عظیم الشان واقعہ پیش آئیگا اور ان سمجھانے کیلئے اپنی ہتیلی کھول کر دکھائی اور فرمایا دیکھو یہ خطوط جو میری ہتیلی میں ہیں اُس بات کی بین علامت ہیں جو تم سے ابھی بیان کر چکا ہوں ان ہی دنوں کا ذکر ہے کہ آپنے آئینہ دست مبارک میں لیکر اپنی اہلیہ بی بی سے فرمایا کہ آؤ ہم تم دونوں آئینہ دیکھیں۔ بی بی صاحبہ کا بیان ہے کہ میں جو آئینہ میں نظر کرتی ہوں دیکھتی کیا ہوں کہ اُس میں ایک بوڑھے آدمی کی شبیہ ہے جس کی داڑھی کے تمام بال سفید ہیں یہ دیکھکر ڈری اور عرض کیا کہ آپ یہ کیسی صورت دکھاتے ہیں جس کے دیکھنے سے میرے جسم لرزہ براندام اور کپکپی چھوٹتی ہے۔ میں تو اس صورت کے دیکھنے کی تاب نہیں رکھتی۔ آپنے تبسم فرمایا اور اپنی اصلی صورت آئینہ میں ظاہر کی۔

آپ کی قدیمی عادت تھی کہ اپنے مکشوفات کو خواب سے تعبیر فرما کر لوگوں کے سامنے مذکور فرمایا کرتے تھے۔ ایک دن کا ذکر ہے کہ زبان مبارک پر جاری ہوا کہ بعض خوابوں سے ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ اسی زمانہ میں طریقہ علیہ نقشبندیہ کا کوئی بڑا شخص فوت ہونے والا ہے۔ یہ کہکر ارشاد فرمایا کہ شہر دہلی کے کنارے کوئی جگہ اختیار کرنی چاہئے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس کے بعد سے محترم خواجہ نے لوگوں سے ملنا جلنا ترک کر دیا اور اپنے بعض مخلص دوستوں کو استخارے کا حکم فرمایا۔ لیکن جب اجازت کی کوئی ظاہری

وجہ معلوم نہیں ہوئی تو اس ارادے سے دستبرداری فرمائی۔ پھر ایک روز کا مذکور ہے کہ آپ نے اپنے اپنے اصحاب کی طرف روئے سخن کرکے فرمایا ایسا دیکھا گیا ہے کہ کھلے لفظوں میں کہا جاتا ہے کہ جس غرض کیلئے تجھے لایا گیا تھا وہ پوری ہو گئی۔ اب سامانِ سفر مہیا کرکے کوچ کی آمادگی ظاہر کرنی چاہئے۔ الغرض جمادی الاخری ۱۰۱۲ھ ہجری میں امراض جسمانی نے آپ پر غلبہ کیا ان ایام میں آپ نے فرمایا میں نے خواجہ احرار رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا ہے فرماتے ہیں کہ فرزند میں پیراہن سے اپنے جسم کو ڈھانک لو یہ خواب بیان کرکے بزرگ خواجہ نے ایک نہایت خوش آئندہ تبسم کے ساتھ فرمایا کہ اگر ہم کچھ دنوں زندہ رہے تو ایسا ہی کرینگے ورنہ کفن بھی ایک طرح کا پیراہن ہے۔

جمادی الاخری کی پچیسویں تاریخ ہفتہ کا دن تھا کہ محترم خواجہ پر احتضار کے آثار نمایاں ہوگئے یہ ایک نہایت المناک سین ہے جس کے کھینچنے میں قلم کا مصور (باوجودیکہ پتھر کی چھاتی اور لوہے کا کلیجہ رکھتا ہے) تھر تھر کانپتا ہے۔ در و دیوار سے حسرت و یاس پڑی ٹپک رہی تھی اور اہل مجلس پر سکوت و خاموشی کا عالمگیر سناٹا چھایا ہوا تھا۔ ادھر محترم خواجہ الوداعی نظروں سے اپنے اصحاب کو دیکھ رہے تھے اور ادھر اہل مجلس پر نم آنکھوں سے خون کی ندیاں بہا رہے تھے۔ کبھی آپ تبسم اور تبسم کے ساتھ تعجب ظاہر کرکے گویا اشاروں میں حاضرین کو سمجھاتے تھے کہ تعجب ہے تم درویش ہو کر رضا بقضا کے وسیع دائرے سے قدم باہر رکھتے اور جزع و فزع کرتے ہو۔ اور کبھی حاضرین مجلس کیطرف سے موٹھ موڑ کر ذکر الٰہی میں مشغول ہوتے تھے۔ غرضکہ اسی کشمکش میں سارا دن گذر گیا۔ پہر دن باقی تھا کہ بزرگ خواجہ اسم ذات کے ذکر میں مصروف ہوئے اور اللہ اللہ کہتے ہوئے جان بحق تسلیم کی (انا للّٰہ وانا الیہ راجعون کا پُر درد نعرہ مجلس سے بلند ہوا۔ اور اہل مجلس اور حرم سرائے خاص میں ایک عام تہلکہ پڑ گیا۔

انتقال کے بعد آپ کے مخلص دوستوں کی قرارداد کے مطابق ایک عمدہ زمین میں قبر تیار کی گئی لیکن جب دلریش درویشوں نے جنازہ کو اٹھایا تو اس قدر بوجھ ہو گیا اور بے حواسی کی وجہ سے جو حاملان جنازہ کو طاری تھی تابوت کو اس مقام پر نہیں اتارا جہاں پہلے ہی سے قبر تیار کی گئی تھی۔ بلکہ ایک اور زمین میں پہنچکر تابوت رکھا۔ معلوم ہوا کہ یہ وہی زمین ہے جہاں ایک روز محترم خواجہ نے وضو کرکے دوگانہ ادا فرمایا تھا اور اپنے اصحاب کو تلقین و تعلیم کی تھی اور اٹھتے وقت جب اپنے دامن مبارک پر

دیکھا تھا کہ وہاں کی کچھ خاک لگ گئی ہو تو زبان فیض ترجمان سے فرمایا تھا کہ یہ موضع ہمارا دامنگیر ہے یہی ہمارا مدفن ہوگا۔ چنانچہ یاروں نے وہ واقعہ یاد کر کے اسی جگہ قبر کھودی اور آپ کو دفن کیا۔ بعد کو خواجہ حسام احمد نے آپ کے مزار کے ارد گرد بہت سے خوشنما درخت لگائے اور چند ہی روز میں وہ قطعۂ زمین رشک گلستان بن گیا

محترم خواجہ کے انتقال پر بہت سے نامور فضلا اور مشہور عرفا نے نہایت دردناک مرثیے کہے اور برجستہ تاریخی مادے نکال کر اُن کے ساتھ نتیجہ خیز مصرعے چسپاں کئے جن سے بزرگ خواجہ کا سنہ انتقال اور سنہ انتقال کے ساتھ آپ کے فضل و کمال اور اخلاق و عادات کی تصویر کے دونوں رخ صاف طور پر دکھائی دیتے ہیں۔ ہم نے اُن میں سے ذیل کی چند تاریخیں انتخاب کیں اور اُن ہی کو ہدیہ ناظرین کرتے ہیں

(۱) ذاتے کہ بدو ہست بود باقی — از خود ہمہ فانی الصفت بود
برخالق کوشش جملگی عشق — برخلق تمام عاطفت بود
دے تشنہ دلم لبال خموش — خوش گفت کہ بحر معرفت بود تشنہ

(۲) خواجہ باقی آن امام اولیاء — عارف باللہ اسرار نہفت
نکہت بستان سرائے انبیاء — از نہال جعفری خوش گل شگفت
چونکہ بد مشرب فنا اندر بقا — محو حق گشتہ در اسرار سفت
سال تاریخ وصالش خسروے — فی البدیہہ نقشبند وقت گفت

یہ تاریخ آپ کے روضۂ مبارک کے جنوبی دروازے پر نہایت خوشنما حرفوں میں کندہ ہے۔ اور "نقشبندِ وقت" سے آپکی تاریخ وفات نکلتی ہے۔

(۳) قبلۂ ارباب معنی کعبۂ اصحاب دیں — مظہر فیض الٰہی صاحب علم الیقین
حامی دین نبی اکمل امام المتقیں — مورد فضل گرامی آل ختم المرسلین
کاشف اسرار مطلق واقف عین الیقیں — محو ذات اقدس و باللہ باقی بالیقیں۔
غوث اعظم عروۃ الوثقٰے رب العالمیں — قطب ارشاد جہاں ہم معنی از حق الیقیں
کامل عالی طریقہ مہدی راہ متیں — بحر عرفان الٰہی مقتداء العارفین
رضیٔ و مرضی حق بر ذات و شان ہمچنیں — ایں کرامت ہست بر محبوب العالمین

Marfat.com

نوبچمن بر جنبش تافت از حق المبین | شد زبس ہمتش روشن قلوب المومنین
کے توانم گفت مدح آن خلاصۂ اصلیں | ہست ذات خواجہ باقی رحمۃ للعلمین
نعمت اللہ باقی بود باقی شد یقیں | مرجع انس و ملک از فضل رب العالمیں
چوں کمالش وصل دائم بود معنی دلنشیں | شد وصال غیب و آخر بعمر اربعین
دان ز ہجرت بعد الف اثنا عشر بود و ہمیں | از وفات قطب دوران تکیہ گاہ سلیں
ہر کہ آید بر مزارش از سر صدق و یقیں | حاجتش گردد روا ہم مقصد دنیا و دیں

محترم خواجہ کے مزار مبارک کے سرہانے ایک صاف پتھر کھڑا ہی جس میں یہ تاریخ بہت ہی خوبصورت اور دلربا حرفوں میں کندہ کی ہوئی ہے۔

محترم خواجکی اولاد ذکور

خواجہ عبیداللہ یہ دنیا کے نامور اور مشہور فاضل اور ارباب باطن کے قبلۂ دین حضرت خواجہ محمد الباقی کے فرزند اکبر ہیں جنکی نسبت باطنی اور علم معنوی کے پر فخر اور قابل قدر واقعات سے صفحات تاریخ کو زینت ہے اور تا قیام قیامت رہے گی۔ بلحاظ شہرت اور دیگر فضائل کے ناظرین پر صاف طور پر ثابت ہو جائیگا کہ خواجہ عبیداللہ الولد سر لابیہ کے پورے فوٹو تھے۔ آپ کے پیدا ہونے پر آپ کے والد بزرگوار نے ایک نہایت برجستہ اور معنی خیز قصیدہ لکھا جس سے آپ کا سال ولادت اور وقت ولادت ظاہر ہوتا ہی۔ محترم خواجہ فرماتے ہیں۔

او گشتہ دریں خرابہ منزل | روز یکم از ربیع الاول
بود آخر عصر کان یگانہ | افتاد درین سیاہ خانہ
طبعم غزل از نشاط بشگفت | دیدم ناگہ بہار بشگفت
تاریخ کسناس تیز بیں مرد | بشگفت بہار در خط آورد

بزرگ خواجہ نے غالباً " بہار بشگفت " میں خواجہ عبیداللہ کا سن ولادت ظاہر کیا ہے اگر واقع میں ایسا ہی ہے تو یکم ربیع الاول ۱۰۱۰ھ ہجری میں عصر کے وقت خواجہ عبیداللہ کی ولادت ہوئی۔ گویا والد بزرگوار کے انتقال سے دو سال پہلے پیدا ہوئے۔ آپ کے اس نام سے پکارے جانے

Marfat.com

کی وجہ یہ ہے کہ ولادت کے قبل ایک صاحب حال درویش کو واقعے میں دکھایا گیا کہ محترم خواجہ کے گھر میں ایک حمیدہ خصائل فرزند پیدا ہونے والا ہے۔ اس کا نام خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہٗ کے نام نامی پر رکھنا چاہیئے اس درویش نے اپنے واقعے کا راز خواجہ کے گوش گزار کیا۔ اور جب یہ فرزند ارجمند پیدا ہوا تو خواجہ نے اس کا نام خواجہ عبید اللہ رکھا۔

کچھ کم دو سال تک خواجہ عبید اللہ نے والد بزرگوار کی نظر میں پرورش پائی اور اس کے بعد خواجہ حسام الدین احمد نے آپ کو اپنی کفالت میں لے لیا۔ سن شعور میں قدم رکھا تو قرآن مجید اور دینی مسائل کی چھوٹی چھوٹی کتابیں پڑھیں اور طریقہ نقشبندیہ علیہ کا شغل شیخ الہداد سے حاصل کیا اور جب عمر کا ابتدائی حصہ اعلیٰ درجے کی تعلیم و تربیت کے ساتھ گزر گیا تو مخدوم زادے کو جناب شیخ احمد سرہندی نے جو محترم خواجہ کے ممتاز اور جلیل القدر خلیفہ تھے اپنی سرپرستی میں رکھا اور بزرگ خواجہ کی مزید شفقت و مرحمت اور اُس آخری وصیت پر نظر کر کے جو حضور نے شیخ سرہندی کو اپنے دونوں فرزندوں کے بارے میں کی تھی تعلیم و تلقین کا کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا اور نہایت سرگرمی اور مستعدی کے ساتھ خواجہ عبید اللہ کو تمام باطنی امور سے آگاہ کر دیا۔

صاحب زبدۃ المقامات کا بیان ہے کہ محترم خواجہ نے ایام حیات ہی میں جناب شیخ احمد سرہندی قدس سرہ کو اپنے دونوں فرزندوں کے حق میں دعا کرنے اور ان کے حال پر توجہ کرنے کا اشارہ فرمایا تھا اور ساتھ ہی یہ بھی ارشاد کیا تھا کہ جب یہ بچے سن شعور کو پہنچیں تو انھیں چند روز اپنی صحبت میں رکھکر تعلیم و تلقین سے بہرہ ور کرنا۔ چنانچہ جناب شیخ احمد سرہندی کے اس خطبہ سے جو انہوں نے آخر میں ان دونوں مخدوم زادوں کی خدمت میں لکھا تھا یہ بات نہایت صراحت کے ساتھ ظاہر ہوتی ہے۔ وہو ہذا۔

سہ مرتبہ فقیر بدولت عتبہ بوسی حضرت ایشاں مراد از حضرت ایشاں خواجہ بزرگ حضرت خواجہ محمد باقی ست مشرف گشت مرتبہ اخیر فقیر را فرمودند کہ ضعف بدن بر من غالب آمدہ است امید کہ حیات کم ماندہ از احوال طفلاں خبردار خواہی بود و در حضور خود شما را طلبیدند و شما در حجور مرضعات بودید و بفقیر امر کردند کہ بایشاں توجہ بکن ما بر ایشاں در حضور ایشاں بشما توجہ کردہ بودیکہ ظاہراً اثر آں توجہ نیز ظاہر شد امید ہست کہ ببرکت حضور ایشاں آں توجہ شمر نتائج باشد۔ انتہی۔

Marfat.com

الغرض خواجہ عبیداللہ کچھ تو والد بزرگوار کی نظروں کی برکت سے اور کچھ خواجہ حسام الدین احمد اور شیخ الہداد کی ہمت و صحبت سے اور آخر میں جناب شیخ احمد سرہندی کی تعلیم و تلقین سے بہرہ ور ہوکر اعلے درجہ پر پہنچ گئے اور اپنے منصب کو نہایت قابلیت اور مستعدی کے ساتھ ادا کر گئے

محترم خواجہ کے دوسرے فرزند ارجمند **محمد عبداللہ** ہیں یہ خواجہ عبیداللہ سے چار مہینے چھوٹے ہیں اور دوسری والدہ کے بطن سے پیدا ہوئے انکے پیدا ہونے پر بزرگ خواجہ نے چند بیتوں کا قصیدہ کہا اور اُس میں ان کی تاریخ ولادت اور سال ماہ کیطرف اشارہ کیا۔

تاریخ یکے چو شد نمودار	ہنگام تولد دگر آر
افتادہ بہ بحر در تلاطم	ماہ رجب و بگاہ ششم
ماہین ظہور این دو گوہر	بگذشتہ چار ماہ اکثر
چوں صبح رسید آخر شب	چوں روز ز روشنی لبالب
چوں ماہ تمام منشرح صدر	درظلمت شب چو ساعت قدر

خواجہ محمد عبداللہ صورت میں شباہت میں سیرت میں اپنے والد بزرگوار کی ہو بہو تصویر تھے آپنے سن طفولیت کے ابتدائی مرحلے کرکے جب سن رشد میں قدم رکھا تو تعلیم کا شوق دامنگیر ہوا اول بہت تھوڑے عرصے میں قرآن حفظ کرلیا پھر علوم عقلیہ و نقلیہ کیطرف متوجہ ہوئے اور بہت جلد ان میں بھی پوری دستگاہ حاصل کرلی۔ آپ کا ذہن رسا اور عقل سلیم تھی جودت ذہن کیوجہ سے اکثر کتب متداولہ بے مطالعہ کئے ہوئے طلبہ کو اس طرح پڑھاتے تھے کہ گویا خود مصنف بیٹھا ہوا اپنا مافی الضمیر ادا کررہا ہے۔ قطع نظر علوم عقلیہ و نقلیہ کے علوم فقراء اور ان اصطلاحات و رموزات سے اس درجہ واقفیت رکھتے تھے کہ بیان سے باہر ہے۔

خواجہ عبداللہ کی ابتدائی تربیت و پرورش بھی خواجہ حسام الدین احمد سے متعلق تھی۔ لیکن جب سن شعور کو پہنچے تو جناب شیخ سرہندی نے اپنی کفالت میں لے لیا جیسا کہ ہم اوپر بیان کرآئے ہیں شیخ سرہندی نے تعلیم ذکر اور سلسلہ نقشبندیہ کا مراقبہ آپ کو تلقین کیا جس کی وجہ سے آپ میں وہ عظیم الشان ولولہ اور جوش پیدا ہوگیا کہ کئی دفعہ دیوانہ وار دہلی سے سرہند پیادہ دوڑے چلے گئے اور بہت دنوں تک شیخ سرہندی کی خدمت میں رہے اور الطاف اور نظرات خاصہ سے بہرہ ور

اور بالامال ہوئے بعض کتب کلامیہ جیسے شرح مواقف وغیرہ اور کچھ تصوف کے دقیق اور مشکل رسائل بھی شیخ سے پڑھے۔ اور علوم باطنیہ اور اسرار خاصہ سے بہت کچھ فائدہ اٹھایا۔ شیخ سرہندی آپ کے بارے میں فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے مخدوم زادے خواجہ عبد اللہ محمدی المشرب اور محبوب خدا ہیں۔ ان پر نسبت توحید غالب آگئی ہے اور آزادگی و تفرید میں اپنا نظیر نہیں رکھتے ہیں۔ ایکدفعہ شیخ نے ایک بڑے مجمع میں آپکی نسبت فرمایا کہ ہمارے خواجہ زادے خواجہ عبد اللہ سلسلہ میں اگر شوریدہ حالی اور کمال بے تقیدی نہ ہوتی تو ہم اُن کو تعلیم طریقت کی اجازت دیتے۔ تاکہ اپنے والد بزرگوار کے سجادے پر متمکن ہو کر طلاب کے افادے اور افاضے میں مشغول ہوتے۔

الغرض مخدوم زادے خواجہ عبد اللہ اس سلسلہ میں اعلیٰ درجہ کے شخص تھے آپکی بے تقیدی اور بے تعینی وسیع پیمانے پر تھی اور چونکہ نسبتِ توحید آپ پر غالب ہوگئی تھی مظاہر جمیلہ کے نظارہ سے انتہا درجے کا حظ رکھتے تھے اور اسی وجہ سے کبھی کبھی استماع سرود سے بھی لذت حاصل کرتے تھے۔ اکثر اوقات شوریدہ حال اور فارغ البال جنگلوں بیابانوں میں سیر کرتے اور پُرسوز اشعار پڑھتے اور گرم و سرد آہ دل پُر درد سے کھینچتے رہتے تھے آپ نے اپنا تخلص احمد رکھا تھا اور برجستہ گوئی میں بے نظیر ناظم تسلیم کئے جاتے تھے۔ صاحب زبدۃ المقامات کا بیان ہے کہ ایکدن راقم الحروف خدمت اقدس میں حاضر تھا۔ آپ نے فی البدیہہ یہ بیت فرمائی ؎

گشت گلستان بہانہ ایست نگارا — بوئے تو آوارہ کردہ باد صبا را

ازاں بعد میری طرف روئے سخن کرکے فرمایا کہ تم بھی چند بیتیں اس زمین میں کہو میں نے ذیل کی دو بیتیں معروض کیں آپ بہت خوش ہوے اور میرے کلام کی بیحد داد دی ؎

راز نہانی بلب رساند دل اَشب — خوبی کبوتر کہ داد بلبل یارا

خلق بمحراب ابروت بسجود اند — شیشۂ دل بشکند قبلۂ ما را

محترم خواجہ کے خلفاء کبار

یوں تو بزرگ خواجہ کے نامور خلفاء بہت ہیں مگر جن پر تاریخی روشنی شہرت کی چمک کے ساتھ پڑ رہی ہے وہ صرف چار ہیں شیخ احمد سرہندی المعروف بمجدد الف ثانی۔ شیخ تاج الدین سنبھلی۔ خواجہ

حسام الدین احمد، شیخ الہداد۔ دیگران میں بھی جناب شیخ سرہندی کو سب پر فوق ہے۔ انکے کارنامے
اور واقعات کثرت سے تذکروں میں موجود ہیں کہ اگر فی صدی پانچ کا بھی انتخاب کیا جائے تو
حیات باقیہ اُنکی وسعت نہیں رکھتی اس لئے ہم آپکے تمام تاریخی حالات کسی اور وقت
کیلئے اُٹھا رکھتے ہیں اگر خدا نے توفیق دی اور زمانہ نے مساعدت کی تو ہم ایک مستقل تاریخ یعنی
سوانحعمری شیخ سرہندی رحمۃ اللہ علیہ بدل پیرایے میں مرتب کرکے ہدیہ ناظرین کریں گے۔

شیخ تاج الدین دیار ہندوستان کے ایک بزرگ زادے اور محترم خواجہ کے اجلہ
اصحاب میں سے ہیں۔ آپ شروع شروع میں حضرت شیخ اللہ بخش قدس سرہ کی خدمت میں رہتے تھے اور
حضرت شیخ اللہ بخش خلیفہ تھے حضرت مجذوب اللہ سید علی قوام کے۔ شیخ اللہ بخش قدس سرہ آپسے بہت
محبت رکھتے اور ہمیشہ الطاف بے پایاں سے ممتاز کرتے رہتے تھے۔ ابتداء میں جبکہ بزرگ خواجہ مشائخ
کی تلاش وجستجو میں دیار ہندوستان کو ڈھونڈتے پھرتے تھے موضع سنبل میں شیخ اللہ بخش کی صحبت
میں پہنچے تھے۔ اور ان ہی شیخ تاج الدین نے محترم خواجہ کو اپنے شیخ کی صحبت میں رہنے اور ارادت
وبیعت حاصل کرنے کی فہمائش کی تھی لیکن محترم خواجہ نے جب اس بارہ میں استخارہ کیا تو اکابر خواجگان
نقشبندیہ سے اس انتساب کی اجازت نہ پائی اور سنبل سے کسی اور طرف تشریف لے گئے مگر پھر بھی
شیخ اللہ بخش کے شیوہ فقر ومستی اور ان کے حال وقال کے آپ معتقد تھے اور اکثر اوقات
انھیں تعظیمی الفاظ سے یاد کرتے تھے۔

بزرگ خواجہ نے جب ماوراءالنہر سے ہندوستان کیطرف مراجعت فرمائی اور طالبان راہ خدا کے
ارشاد وتعلیم کی جانب توجہ کی اور اس اثنا میں شیخ اللہ بخش قدس سرہ سفر اختیار کر گئے تو شیخ تاج الدین
باوجودیکہ اپنے شیخ سے اجازت وسند حاصل کرچکے تھے۔ بلکہ اُن کے قائم مقام اور عظیم الشان خلیفہ سمجھے
جاتے تھے مگر پھر بھی محترم خواجہ کی شرف صحبت وتربیت کے شوق میں سنبل سے نکل کر دہلی تشریف
لائے اور خدمت خواجہ میں حاضر ہوئے۔ خواجہ قدس سرہ نے آپکی اس طلب اور تواضع کو بہت پسند کیا اور
نظر عنایات وبرکات سے مالا مال کرکے خلوت خاص کا انیس وجلیس مقرر فرمایا۔ چنانچہ بیان کیا جاتا ہے
کہ حضرت خواجہ قدس سرہ کے مستفیضوں میں جتنی صحبت شیخ تاج الدین کو نصیب ہوئی دوسرے کو میسر نہ
ہوئی یہی وجہ ہے کہ شیخ تاج الدین کو استفسار احوال اور پرسش اسرار میں ایک خاص طرح کی جرات اور دلیری حاصل تھی

Marfat.com

بالجملہ بزرگ خواجہ نے شیخ تاج الدین کو کاملیت نقشبندیہ کی نسبت سے روشناس کر کے تعلیم طریقہ کی اجازت
عنایت فرمائی کہتے ہیں کہ سب سے پیشتر جس شخص کو محترم خواجہ نے اجازت مرحمت کی وہ شیخ
تاج الدین تھے۔ اجازت کے حاصل ہوتے ہی شیخ تاج الدین کے نفس و نظر میں وہ اثر پیدا ہو گیا
کہ جس کو اپنے اس طریقہ کا ذکر تلقین فرمایا۔ جذبات و غلبات نے اسے فوراً اچک لیا اور فی الوقت
احوال ظاہر ہوگئے

محترم خواجہ کے انتقال کرتے ہی شیخ تاج الدین نے آوارہ دلی کی وجہ سے سیر و سیاحت
کی راہ اختیار کی، اور اکثر ممالک ہندوستان میں اور کشمیر وغیرہ کی سیر کرتے ہوئے زیارت حرمین
محترمین کے شوق میں متوجہ دیار عرب ہوئے۔ وہاں پہنچکر بہت لوگوں کو سلسلہ علیہ نقشبندیہ میں داخل
کیا اور مشائخ نقشبندیہ کی برکات کی روشنی ہر طرف پھیلائی ایک عرصہ کے بعد دیار حجاز سے ہندوستان
تشریف لائے اور چندیں قیام کے بعد ولایت لحسیہ اور بصرہ کیطرف متوجہ ہوئے جم غفیر نے آپ
کے ہاتھ پر بیعت کی اور وہاں کا حاکم آپ کا مخلص معتقد بنگیا۔ اسی اثنا میں موسم حج قریب آگیا
اور قافلہ حرمین نے کوچ کا نقارہ پیٹ دیا شیخ نے طبل رحیل کی آواز سنکر ایک سرد آہ کھینچی اور پُر درد
لہجے میں فرمایا ؎

یکطرف بانگ حدی یک جانب آواز درائی — از گران جانی بو آنزا کہ ماند دل بجائے

الغرض شیخ تاج الدین نے مشیخت اور تعلیم طریقہ کی صحبت سے دست کشی کی اور وہیں سے لباس
احرام زیب تن فرما کر ایک اونٹنی اور دو ایک خادم ساتھ لے نہایت بے سرو سامانی اور فقر و فاقہ
کی حالت میں متوجہ بیت اللہ ہوئے۔ صالح نام ایک نہایت راست گو اور بزرگ شخص کا بیان ہے کہ میں نے
سنہ ۱۰۳۷ ہجری میں شیخ تاج الدین کو میدان عرفات میں دیکھا اور عجب حالت میں دیکھا کہ لباس احرام جو آپ کے جسم
شریف کو چھپائے ہوئے تھا نہایت میلا اور چکٹ ہو گیا تھا۔ آپ کے سر مبارک اور داڑھی کے بال بہت
پریشان اور غبار آلود تھے۔ سفر کی مشقت اور رنج سے جسم نحیف و لاغر ہو گیا تھا اور نشہ مستی سے آنکھیں کھلتی
نہیں ہیں آپکی یہ حالت دیکھکر سخت متاثر ہوا شیخ میری طرف متوجہ ہوئے اور زبان فیض ترجمان سے فرمانے لگے کہ میں
نے سالہا سال سے شہروں اور بیابانوں کو کھوندا ہے اور سرد گرم کو آزمالیا ہے اب ارادہ ہے کہ بقیہ الـ
اپنے مالک کے گھر کی جاروب کشی میں گزاروں اور یہیں خاک ہو جاؤں ؎ خوش آن سر

کہ برآں آستان خاک شود۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا آپ نے ارباب ذوق وحال کے اطوار واخلاق میں ایک نہایت عمدہ نہایت مفید نہایت ضروری رسالہ تصنیف کیا اور اہل عرب کو فائدہ پہنچانے کی غرض سے خواجگان نقشبندیہ کے بعض رسائل جو فارسی زبان میں لکھے گئے تھے عربی قالب میں ڈھال کر ہر کہ ومہ کے سامنے پیش کیے جن سے بہت سے بندگان خدا متمتع ہوئے۔

خواجہ حسام الدین احمد یہ بزرگوار بھی خواجہ باقی باللہ کے مخلص دوستوں اور اجلہ احباب میں ممتاز دوست تھے ان کے والد ماجد قاضی نظام الدین بدخشانی ارباب فضل وکمال میں اعلے درجے کے فاضل تسلیم کیے جاتے تھے۔ ان کو مولانا ربانی سید میرکستانی کی شاگردی اور مولانا الدقیق احمد جنید کے سلسلہ تلامذہ میں داخل ہونے کا فخر حاصل تھا۔ سنہ ۹۹۲ ہجری میں انتقال کیا چونکہ خواجہ حسام الدین کے والد بزرگوار سلطان ہند کے امراء میں داخل تھے اور سلطنت سے ایک خاص قسم کا تعلق رکھتے تھے اسلیے خواجہ کو بھی شروع شروع میں اس تعلق کا مقید ہونا اور کچھ عرصے تک حکومت وجاہ کے گلوگیر پھندے میں مبتلا رہنا پڑا ازبسکہ آپ کو اولیاء اللہ کے گروہ اور خاصان خدا سے کامل مناسبت حاصل ہو چکی تھی آپ کا دل ہمیشہ فقراء کی صحبت وخدمت کی طرف مائل رہتا تھا اور کوشش میں تھے کہ جس طرح ہو سکے اس تعلق سے دست کشی کرکے گوشۂ عزلت میں زندگی بسر کرنی چاہیے۔ اتفاق سے اُن ہی ایام میں حضرت خواجہ باقی قدس سرہ دہلی پہنچے۔ خواجہ حسام الدین خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور آپ کی صحبت کی برکت سے ان کے شوق گوشہ نشینی میں ایک غیر معمولی جوشش وولولہ پیدا ہو گیا۔ محترم خواجہ قدس سرہ تو ماوراء النہر تشریف لے گئے اور خواجہ حسام الدین پر اسدرجہ جذبات الٰہی نے غلبہ کیا کہ تمام تعلقات کی رسی کو دفعتہً کاٹ ڈالا۔ اور دنیاوی تجملات پر لات مار کر ابراہیم ادہم کی طرح ٹاٹ کا لباس زیب جسم کرکے شہر سے نکل کھڑے ہوئے۔ سلطان وقت کو چونکہ آپ سے ایک خاص ہمدردی تھی اور وہ آپ پر انتہا سے زیادہ مہربانی وعنایت کیا کرتا تھا لہٰذا اُس نے شیخ ابوالفضل کو جو سلطنت کا رکن اعظم تھا اور خواجہ حسام الدین کا خسر بھی تھا اسے آمادہ کیا کہ خواجہ کو اس ارادہ سے باز رکھے شیخ ابوالفضل نے اگرچہ اس بارے میں ان تھک کوششیں کیں مگر انجام کار اُس کی تمام کوششیں رائیگان گئیں۔ اب وزیر السلطنۃ اور خواجہ میں ایک طرح کی کشیدگی بلا خصوصیت قائم ہو گئی اور خواجہ کو اُس کے ہاتھوں طرح طرح کی

تکلیفیں اور مصیبتیں پہنچنے لگیں۔ یہ سب کچھ ہوتا تھا مگر خواجہ کو بالکل پروانہ تھی اور چونکہ توفیق الٰہی پیر کے سر پر سایہ ڈال چکی تھی مخالفوں کی بے شمار تدبیروں اور انتھک کوششوں سے بھی آپ کے قدم جادۂ استقامت سے ذرا نہ ڈگمگائے اور آپ اپنے ارادے میں کامیاب ہوئے

سعی بیہودۂ اغیار بجائے نرسید

الغرض خواجہ حسام الدین نے گوشہ نشینی اختیار کی اور محترم خواجہ قدس سرہ کے ماوراء النہر سے واپس آنے کے انتظار میں ایک ایک دن کا شمار کرتے رہے۔ بزرگ خواجہ دہلی میں رونق افروز ہوئے تو خواجہ حسام الدین خدمت پہنچے اور اذکار اور مراقبات خواجگان نقشبند حاصل کیے۔ اسوقت شیخ ابوالفضل پھر مزاحم ہوا اور آپ کو نقصان پہنچانے کی تدبیروں کا جال پھیلانے لگا۔ خواجہ نے اس مردم آزار کی شکایت پیر بزرگوار سے کی۔ اور دل تنگی ظاہر فرمائی محترم پیر نے ارشاد فرمایا کہ تمہیں اطمینان رکھنا چاہیئے۔ انشاء اللہ عنقریب اُس کے کاروبار میں برہمی پیدا ہوتی ہے۔ چنانچہ تھوڑے ہی دن گزرے تھے کہ شیخ ابوالفضل کے مقتول ہونے کی خبر سارے شہر میں پھیل گئی اور واقعی قتل وہ کر دیا گیا بھی خلاصہ یہ کہ خواجہ حسام الدین سالہا پیر کی خدمت میں رہے اور نہایت صدق و انکسار کے ساتھ خدمات شائستہ بجالاتے رہے جس کے صلہ میں محترم خواجہ قدس سرہ کے مخلص دوستوں کے زمرہ میں شمار کیے جانے لگے۔ اور سلوک کے اعلیٰ درجے پر پہنچ گئے۔ اگرچہ محترم خواجہ کی سرکار سے آپ کو تعلیم و ارشاد کی اجازت حاصل تھی۔ مگر چونکہ نسبت تفرید اور آزادی آپ پر غالب تھی اس لیے اس منصب کو آپ نے اپنے اوپر لازم نہیں رکھا۔ بزرگ خواجہ کے مرض موت میں بجز آپ کے اور کوئی دوست حاضر نہ تھا خواجہ کی بیمار داری آپ ہی کے متعلق تھی اور آخر کار خواجہ کے انتقال کے بعد تکفین و تجہیز و تدفین کی خدمت کا وقوع بھی آپ ہی کے ہاتھوں پر ہوا۔ پیر کے انتقال کے بعد آپ اسی خانقاہ میں رہے اور پیرزادوں کی تعلیم و پرورش میں انتہا سے زیادہ کوشش کی اور آپ کی یہ کوشش مشکور بھی ہوئی کہ مخدوم زادے چند ہی روز میں فضل و صلاح کے مرتبہ کو پہنچ گئے۔ خواجہ حسام الدین کی یہ خدمت ایک ایسے اعلیٰ درجے کی خدمت تھی جس کا تمام خلفاء کو اعتراف تھا اور سب شکر گزار تھے۔ چنانچہ حضرت شیخ سرہندی نے جو خط مخدوم زادوں کو لکھا اُس میں خواجہ حسام الدین کی اس خدمت کی وقعت اور قیمتی لفظوں میں شکر گزاری کی ہے۔ آپ لکھتے ہیں "معارف آگاہ خواجہ حسام الدین احمد را حق سبحانہ از ما

جزائے خیر دہاد کہ ہوتہ ما مقصران را بر خود الزام نمودہ کمرِ ہمت را در خدمت عتبہ علیہ بستہ اند و ما دور افتادگان را فارغ ساختہ اند۔ گر برتنِ من زبان شود ہر موئے ؛ یک شکر تو از ہزار نتوانم کرد ؛

محترم خواجہ کے انتقال کے بعد جناب شیخ سرہندی اور خواجہ حسام الدین احمد میں ایک خاص سبب سے کچھ ملال بھی پیدا ہو گیا تھا مگر آخر کار چند روز کے بعد غبار ملال ڈھل گیا اور دونوں حضرات شیر و شکر ہو گئے اور یہاں تک اخلاص بڑھ گیا کہ خواجہ حسام الدین احمد نے اپنے بڑے صاحبزادے کو شیخ کے آستانہ پر تربیت و تعلیم کیلئے بھیجا اور شیخ نے مہربانی اور عنایت کی نظر سے چند ہی روز میں اس قرۃ العین کو علم و فضل سے مالا مال کر دیا۔ خواجہ حسام الدین احمد کے اخلاق و اطوار کے متعلق ہم صرف اتنا ہی کہتے ہیں کہ جو صفات حمیدہ اور خصائل مرضیہ ایک بڑے بزرگ اور صاحبِ ولایت میں ہونے چاہئیں وہ سب آپ میں موجود تھے۔ آپ کی خرق عادات اور کرامات اتنی بہت ہیں کہ اگر ہم انکا عشر عشیر بھی لکھیں تو حیات باقیہ اُن کی گنجائش نہ رکھے۔ اس لیے ہم اُن سے بالکل خاموشی اختیار کرتے اور محترم خواجہ کے چوتھے نامور اور مشہور خلیفہ شیخ الہداد کے متعلق چند سطور لکھکر اس مضمون کو ختم کرتے ہیں۔

محترم خواجہ کے مشہور و نامور خلفا میں چوتھے نمبر پر شیخ الہداد ہیں جو خواجہ کی سرکار سے اجازت تعلیم و تلقین کا گرانبہا اور قیمتی تمغہ حاصل کر چکے تھے۔ جس زمانہ میں بزرگ خواجہ قدس سرہ لاہور سے ماوراء النہر تشریف لیجانے کی تیاریاں کر رہے تھے شیخ الہداد آپکی خدمت میں پہنچے اور نظر عنایات سے بہرہ ور ہو کر طریقہ مراقبہ اور ذکر و اذکار اکابر نقشبندیہ حاصل کیا۔ خواجہ کا اشارہ پاکر گو شیخ الہداد نے بہت کوشش کی کہ اس سفر میں خواجہ کی ہمرکابی کا فخر حاصل کریں مگر کسی خاص مصلحت کی وجہ سے آپ کو خواجہ کی مرافقت میسر نہیں ہوئی۔ لیکن خواجہ نے جب دیکھا کہ شیخ الہداد اس سفر میں میری موافقت نہیں کر سکے تو آپنے اپنے عقیدتمند مخلصوں کی اس جماعت کو جو ہندوستان کے مختلف گوشوں میں موجود تھی اعلان دیدیا تھا کہ شیخ الہداد کی ملازمت کو ہماری خوشی کا سبب سمجھنا چاہیے چنانچہ اس امر کا ثبوت بزرگ خواجہ کے اس مکتوب سے ہوتا ہے جو انھوں نے ایام سفر سے کچھ پہلے اپنے ایک مخلص دوست کو قلمبند کیا تھا وہ یہ تھا " دریں روز با داعیہ سیر ولایت قوی گشتہ امید ہست کہ بعد از چند روز دیگر متوجہ شوم و خدمت شیخ الہداد خویشتن داری کردہ خود را بود و باندن قرار دادند طوبےٰ لمن یکون معہٗ وفاز فوزاً عظیماً شعر

داغ بے یاری و درد بے دلی　　　انہمہ بر خود پسندیدیم و رفت

برگرا ملازمت ایشاں میسر شود غنیمت ست حقا و لعزت اللہ کہ بتکلف میگویم ؂

دادیم ترا از گنج مقصود نشاں　　　گر ما نرسیدیم تو شاید برسی

بزرگ خواجہ سفر سے لوٹے تو شیخ الہداد کمال عقیدتمندی اور شکستگی اور غربت کے ساتھ خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور پھر خواجہ کے انتقال تک کبھی ملازمت سے غیر حاضر نہیں ہوئے مسافروں کے آب و طعام کی نگرانی اور خانقاہ شریف کی خدمتگاری آپ ہی سے متعلق تھی لیکن باوجود ان اشغال کے شیخ کبھی اذکار اور احوال باطن سے غافل نہیں رہتے تھے اور ہمیشہ پیر بزرگوار کی توجہات خاصہ سے مالا مال رہتے تھے غرضکہ شیخ الہداد اپنے زمانے کے ایک نہایت بزرگ اور جامع شخص تھے اور ارباب فنا و نیستی میں ممتاز اور بے نظیر مانے جاتے تھے۔ بھلے برے کی غیبت اور غنی و فقیر کی عیب جوئی کے متعلق کبھی کسی نے آپ کی زبان سے ایک شوشہ تک نہیں سُنا۔ پیر بزرگوار کے انتقال کے بعد آپ سالہا سال مزار کے مجاور رہے اور گوشہ میں بیٹھے ہوئے اللہ اللہ کرتے رہے۔ جب کوئی طالب خواجہ حسام الدین احمد کی خدمت میں حاضر ہوکر اس سلسلے کے ذکر و مراقبہ کی التماس کرتا تو آپ شیخ کی خدمت میں بھیج دیتے۔ خواجہ حسام الدین احمد اور شیخ الہداد میں غایت درجہ کی محبت و دوستی تھی اور دونوں حضرت یک جان و دو قالب تھے۔

خاتمۃ الطبع

مجھے یاد پڑتا ہے کہ کسی حدیث کی کتاب کا یہ مضمون میری نظر سے گزرا ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس مجلس میں خاصان خدا و اولیاء اللہ کا ذکر ہوتا ہے اُس پر رحمت خدا نازل ہوتی ہے۔ اگر یہ سچ ہے تو میری اور نہ صرف میری بلکہ مترجم و کاتب بلکہ پڑھنے پڑھانے والے سب کو نجات کا یہ ذریعہ کافی ہے و کفے بہ فخراً۔ اسی لیے میں نے مصمم ارادہ کر لیا ہے کہ جہانتک بن سکے اولیاء اللہ اور خاصان خدا کے حالات و ملفوظات چھاپ چھاپ کر اچھی صورت میں شائع کروں۔ میں نے بڑی جانفشانی سے بزرگ خواجہ کی مثنوی اور رقعات بہم پہنچائے ہیں اگر حضرات ناظرین قدر افزائی اور توجہ سے کام لیں تو عجب نہیں کہ ان کے چھاپنے اور شائع کرنے کی بھی کمترین کو جرات ہو۔

چھاپا کیا سائے ابرار محمد شفیع الدین مالک افضل الاخبار و افضل المطابع دہلی

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بعد از حمد و صلوٰۃ نمودہ مے آید کہ چوں بسابقہ عنایت ازلی در رہنمونی سعادت لم یزلی این ذرۂ احقر کہ نام خود را از غایت بے اعتباری شائستہ اندراج این نامہ بلند قدر نمی بیند از جملہ باریافتگان درگاہ خواجہ جہاں پناہ مرجع حق پرستان قبلہ راستان و درستان مہر ہدایت و سپہر معرفت النور الاتم و سر اللہ الاعظم صاحب تصرف الانفسی والآفاقی ابو الوقت **خواجہ محمد باقی** النقشبندی الاویسی من اللہ علی العالمین ببقایہ و شرح صدور المومنین بلقائہ شد اکثر اوقات از ہیبت آن مقام بخلوت خاص راہ بردن دشوار بودے۔ مگر آنکہ لطف عمیم آن دریائے کرم دستگیری فرمودہ دراں موطن قدس جائے دادے و در بعضی مجالس کہ آن لسان وقت گہر ریز شدے بخاطر سوختہ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ترجمہ

حمد و صلوٰۃ کے بعد ظاہر کیا جاتا ہے کہ جب عنایت ازلی کے سابقہ اور سعادت لم یزلی کی رہنمونی کی بدولت اس حقیر ذرہ نے کہ انتہا درجہ کی بیوقعتی کیوجہ سے اپنا نام اس نامہ بلند قدر میں درج کرنیکے قابل نہیں سمجھتا۔ خواجہ جہاں پناہ حق پرستوں کے مرجع سچوں اور راستبازوں کے قبلہ ہدایت کے آفتاب معرفت اور خداشناسی کے آسمان۔ نور کامل خدا کے سر اعظم تصرف انفسی و آفاقی کے صاحب۔ ابو الوقت حضرت **خواجہ محمد باقی** نقشبندی اویسی۔ (خدا تعالیٰ اُنکے باقی رکھنے کیوجہ سے دونوں جہان پر اپنی نعمتوں کا مینہ برسائے اور اُنکی ملاقات سے مسلمانوں کا دل کھول دے) کی بارگاہ میں حاضر ہونیکی اجازت پائی تو اکثر اوقات اُس مقام کی ہیبت سے خلوت خاص میں راہ پانا دشوار ہوتا تھا مگر اُسوقت نہیں جبکہ اُس دریائے کرم کا لطف عمیم دستگیری فرما کر بقعہ پاک میں جگہ دیتا تھا بعض موقعوں پر جو حضور کی زبان مبارک سے موتی جھڑتے تھے تو بیساختہ دل شیدا اور خاطر سوختہ میں

ودل شیدا رسید که این کلمات جانفزا و سخنان دلکشا که سامعه می افروزد و پنبهٔ غفلت می سوزد و دل را تازگی
می فزاید و دماغ را بهار آویزد و بر هوش شیشه می شکنند و روح را با طلاق می انبازد در قید کتابت آورده شود تا هر
که مزهٔ حق پرستی در دل و لذت حق شناسی در ذوق و طلب تحقیق در استعداد داشته باشد از مطالعه آن خوش
وقت شود و بهره بردار بود که پرتوی از چشمه آیین صاحب دل بر وقت محرر افتد و او را از مضیق تعلقات خلاص
بخشد اکنون بآن خواهش فایز میگردد و حق سبحانه حضرت ایشان را بر مفارق طالبان باقی و پاینده دارد
این جواهر گران بها بر صفحهٔ ظهور آناً فاناً جلوه گر باد بالنبی و آله الامجاد ۔

مخفی نماند که هر جا درین رساله لفظ حضرت ایشان ثابت افتد مراد حضرت **خواجه** خواهند بود و آنچه از
معارف و حقایق که از زبان مبارک حضرت ایشان استماع می افتد چون قوت مدرکهٔ محرر از ادراک کنهٔ
آن قاصر بود و قوت حافظه در ضبط عبارات شریفه بعینها غیر وافی. اگر در ضمن بیان خللے در لفظ یا در معنی راه یابد
محمول بر قصور و نقصان حال کاتب حروف خواهد بود عفی الله عنه و عن جمیع المسلمین. بعد ذلک خواستم که مجملے از

خیال پیدا ہوتا تھا کہ یہ جانفزا کلمے اور دلکشا باتیں جو قوت سماعی کو جلا دیتی، غفلت کی روئی کو جلاتی، دل کو تازگی بخش
دماغ کو فرحت پہنچاتی، ہوش حواس میں تیزی پیدا کرتی، روح کو مسرور و شادمان کرتی ہیں۔ قید تحریر میں لائی جائیں
تاکہ جو شخص خدا پرستی کا مزہ دل میں، حق شناسی کی لذت ذوق میں، طلب تحقیق کی چاشنی استعداد میں رکھتا ہو
انکے پڑھنے سے خوش وقت و شادمان اور محظوظ ہو اور کاتب الحروف پر اس صاحب دل کا نفس مبارک
اپنا سایہ ڈالکر اُسے تعلقات کے تیرہ و تنگ بھنور سے رہائی دے چنانچہ اب ایک عرصہ کے بعد کمترین اپنی مراد
پر کامیاب ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ حضرت کو طالبوں کے سر پر قایم و دایم رکھے اور یہ بیش قیمت جواہر صفحۂ ظہور پر
آناً فاناً جلوہ گر اور درخشاں ہیں۔ جناب نبی کریم اور آپکی آل پاک کے طفیل سے۔

واضح ہو کہ اس رسالہ میں جہاں کہیں "حضرت ایشان" کا لفظ لکھا جائے گا اُس سے حضرت
خواجہ (محمد باقی) مراد ہونگے حضرت خواجہ کی زبان مبارک سے جسقدر معارف و حقایق کے سننے کا اتفاق ہوا
چونکہ کاتب الحروف کی قوۃ مدرکہ انکی حقیقت دریافت کرنے سے قاصر اور قوۃ حافظہ حضور کی عبارت و الفاظ کے
ضبط کرنے میں ناکافی تھی اگر اثناء بیان میں کوئی لفظی یا معنوی غلطی واقع ہو جائے تو اوسے کاتب الحروف کے قصور اور
نقصان حال پر محمول کیا جائے خدا کاتب الحروف اور تمام مسلمانوں کی لغزشیں معاف فرمائے۔
اب میں چاہتا ہوں کہ حضرت خواجہ کا تھوڑا سا وہ ابتدائی حال

Marfat.com

تا ال حضرت ایشان و استفادہ نسبت و اخذ طریقہ از وسائط ما تقدم در
ابتدائے این رسالہ نقل کنم برخی ازان بخط شریف آنحضرت یافتہ شد و آن اینست۔
ابتدائی توبہ از معاصی در ملازمت خدمت خواجہ عبید کردہ شد لیکن خیال رجوع و عزم ترک در باطن
بود و التماس فاتحہ در ظاہر ایشان از خلفاء مولینا لطف اللہ بودند و مولنا لطف اللہ خلیفہ مولینا
خواجگی اسبیدے علیہ الرحمۃ بودند چون توفیق استقامت نیافت بار دیگر توبہ در ملازمت بندگان منتجا
شیخ کہ در سمرقند تشریف داشتند و از کبار خالوادہ حضرت خواجہ احمد یسوی بودند کردہ شد اگرچہ جناب ایشان
رضا نداشتند و میفرمودند شما جوانید لیکن چون عزیمت فقیر مصمم بود بضرورت فاتحہ خواندند و فرمودند خدا استقامت
بدہد موافق تفرس آن بزرگواران عزیمت برہم خورد و خرابیہا عجب و کبر وادبار دیگر بی ضبع و اختیار فقیر در بندگی
حضرت امیر عبید اللہ بلخی مد ظلہ تجدید توبہ بظہور رسید مقرون بمصافحہ آن نعمتے بود غیر مترقبہ امید کہ برکات آن مواہب
الی یوم القیام باند القصہ چندگاہ دیگر در مقام نگاہداشت خود بود باز تاثیر اسم المضل آن سد را شکست عاقبت بہیہ ہیئت احمد

اس کے شروع میں بالاجمال نقل کروں جو حضور کے خط شریف سے پایا گیا ہے اور ساتھ ہی اس نسبت اور
طریقہ کا بھی ذکر کروں جو آپ نے اگلے بزرگوں کے وسیلوں سے حاصل کیا +
آپ فرماتے ہیں کہ پہلی پہل خواجہ عبید کی خدمت میں خدا کی نافرمانیوں سے توبہ کی لیکن خیال رجوع اور
قصد ترک باطن میں تھا۔ اور التماس فاتحہ ظاہر میں۔ خواجہ عبید مولانا لطف اللہ کے خلیفہ تھے اور مولانا لطف اللہ
خلیفہ تھے مولانا خواجگی دہبیدی علیہ الرحمۃ کے مگر جب استقامت کی توفیق حاصل نہیں ہوئی تو دوبارہ شیخ کی خدمت
میں توبہ کی جو شیخ سمرقند میں تشریف رکھتے اور حضرت خواجہ احمد یسوی علیہ الرحمۃ کے بڑے خالوادوں میں سے تھے شیخ سمرقندی
اگرچہ سفر کی اجازت نہیں دیتے اور فرماتے تھے کہ ابھی تم جوان ہو فاتحہ کی درخواست مت کرو لیکن چونکہ فقیر عزم مصمم کر چکا تھا ناچار
آپ نے فاتحہ پڑھی اور فرمایا خدا تمہیں استقامت کی دولت عنایت فرمائے ان بزرگوں کے تفرس کے موافق میری تمام عزیمت درہم برہم
ہو گئی اور عجب و نخوت کی خرابیاں سامنے آئیں تیسری مرتبہ حضرت امیر عبد اللہ بلخی مد ظلہ کی خدمت میں تجدید توبہ ظہور میں آئی اور بغیر
قصد و اختیار فقیر کے ظہور میں آئی مصافحہ کرنے کے ساتھ وہ نعمت حاصل ہوئی جس کے حاصل ہونے کی امید نہ تھی خدا سے التجا ہے کہ ان
بخششوں کی برکتیں قیامت تک باقی رہیں القصہ کچھ عرصہ بعد چند روز تک مقام نگہداشت میں محدود رہا مگر پھر بہت
جلد اسم المضل کی تاثیر سے وہ دیوار جو بیچ میں سد راہ تھی ٹوٹ گئی اور انجام کار خداوندی ہدایت سے

Marfat.com

در خواب بشرف ملازمت حضرت خواجہ بزرگ خواجہ بہاؤ الحق والدین صورت توبہ منعقد شد و میل طریقۂ اہل اللہ بظہور رسید بحکم اَلْغَرِیْقُ یَتَعَلَّقُ بِکُلِّ حَشِیْشٍ بہر طرف دستے مے انداخت. عاقبت بعضے از مخادیم فرمودند کہ ذکرے کہ سنش تا بحضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میرسد نتیجہ مند ست تعطش بر انداشت کہ از ہمان عزیز طریق ذکر و مراقبہ اخذ کردہ شد مدت دو سہ سال بر آن ذکر و مراقبہ داد و از سلسلۃ العزیز مداومت نمود شد شنیدہ شدہ بود کہ تا سالک مدتی قریب چہل سال میدان۔ لَآ اِلٰہَ را قطع نکند بمنزل اِلَّا اللّٰہُ نخواہد رسید سادہ لوحی بر آن میداشت کہ مردار زبان را در ذکر غنیمت شمارد و بہمان صورت عبادت و قناعت نماید ہرچند کہ درین میان اشارات غیبیہ بسلوک طریقہ دیگر ظہور میکرد قدم استوار را از جائی برداشت و در زمین کرم بزرگواران آن طبقہ تخم وَفِیْہَا مَا تَشْتَہِیْہِ الْاَنْفُسُ میکاشت انشاء اللہ العزیز عاقبت دست کرم آن تخم را از جوئبار مَا لَا عَیْنٌ رَاَتْ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ سیراب گرداند بالآخر بکشمیر رسیدہ شد و بملازمت حضرت شیخ بابای والی قدس اللہ سرہ العالی اتفاق افتاد و از برکات نظرش بہرہ مند شد الحمد للہ والمنۃ کہ آن نظرات نتیجہ باقبول آمد

خواب میں حضرت خواجہ بزرگ خواجہ بہاؤ الحق والدین کی شرف ملازمت میں توبہ حاصل ہوئی اور طبیعت کا رجحان اہل اللہ کے طریقہ کیطرف خود بخود ظاہر ہو گیا فقیر بموجب اَلْغَرِیْقُ یَتَعَلَّقُ بِکُلِّ حَشِیْشٍ یعنی ڈوبتا ہوا ایک ایک تنکے کا سہارا پکڑا کرتا ہے ہر طرف ہاتھ ڈالتا تھا۔ آخر کار ایک مخدوم نے فرمایا کہ سودمند اور نتیجہ خیز وہی ذکر ہے جو بطریق عنعنہ سلسلہ بسلسلہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم تک پہونچتا ہے میری تشنگی اور بیقراری نے مجھے اسپر آمادہ کیا کہ اس عزیز سے ذکر و مراقبہ کا طریقہ حاصل کیجیے چنانچہ کیا گیا۔ دو تین سال تک اس عزیز کے بتائے ہوئے ذکر و مراقبہ پر مداومت کیگئی۔ سُنا گیا تھا کہ سالک جبتک چالیس سال کے قریب لَا اِلٰہ کے میدان کو طے نہیں کر لیتا اِلَّا اللّٰہُ کی منزل تک نہیں پہونچتا۔ فقیر کی ناتجربہ کاری نے اس بات پر آمادہ کیا کہ چالیس سال ذکر میں گذرنے کو غنیمت خیال کرے اور اسی صورت پر عبادت اور قناعت کیے جائے ہرچند کہ اس اثنا میں اشارات غیبیہ دوسرے طریقہ کے چلنے میں ظہور کرتی تھیں مگر فقیر اپنے مضبوط قدم کو جگہ سے نہیں ہٹاتا تھا اور اس طبقے کے بزرگوں کی زمین کرم میں وَفِیْہَا مَا تَشْتَہِیْہِ الْاَنْفُسُ کا بیج بوتا تھا اور امید کرتا تھا کہ انشاء اللہ آخر کار کسی بزرگ کا دست کرم اس بیج کو مَا لَا عَیْنٌ رَاَتْ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ کی نہر سے سیراب کرکے رہیگا آخر کار فقیر کشمیر میں پہونچا اور حضرت شیخ بابا ے والی قدس اللہ سرہ کی ملازمت میں حاضر ہونیکا اتفاق ہوا اور انکے فیض اثر نظر کی برکات سے بہرہ مند ہوا خدا کا شکر و احسان ہے کہ ان نظروں نے درجۂ قبول حاصل کیا۔

ترجمہ اردو

ع۱ اور اس میں وہ چیزیں ہیں جنہیں جی چاہیں ۱۲ ع۲ جسے کسی آنکھ نے دیکھا نہ کان نے سنا ۱۲

چون کہ حضرت شیخ از سلسلہ عالیہ نقشبندیہ نیز مجاز بودند واستعداد طالب متوجہ آستانہ آن بزرگواران نگاہ بابیدار
دریچہ ہمان خانوادا اقبال فرمودو بعد از انتقال آنحضرت بدار القرار غیب معہودہ حضرات خواجہا جلوہ گر شدو ارواح
طیبات ایشان در بشارت نمودن گرفتند و تلقینات فرمودند و ہمین توجہ ایشان آن نسبت را قوتی پیدا شد و
دایرہ غیبت وسعتی پیدا کرد و راہ روشن شد و فی الجملہ جمعیتے دست داد تا آنکہ بجذب عنایت ایشان بخدمت
مخدومی حقایق پناہی ارشاد دستگاہی حضرت مولینا خواجگی امکنگی رسیدہ شد و بطوع و رغبت خود بیعت و مصافحہ
بدست آوردہ طریقہ خواجگان اخذ کردہ شد و بطفیل ملازمت آنحضرت و ارواح طیبہ خواجہ نقشبند و خلفاء ایشان
در سلک افتادگان این راہ و نیازمندان این درگاہ درآمدہ شد اَللّٰھُمَّ اَحْیِنِیْ مِسْکِیْنًا وَّاَمِتْنِیْ مِسْکِیْنًا
وَّاحْشُرْنِیْ فِیْ زُمْرَۃِ الْمَسَاکِیْنِ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی انتہیٰ کلام سلمہ اللہ تعالیٰ +

شنبہ غرہ صفر ختم اللہ بالخیر والظفر سنہ تسع والف

ترجمہ اردو

چونکہ حضرت شیخ بابائے والی کو سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی بھی اجازت حاصل تھی آپ نے اُن بزرگواروں کے آستانے
کیطرف توجہ کرنے والے پراسی خانوادہ کی کھڑکی سے توجہ فرمائی جب وہ دار دنیا سے جنت کیطرف انتقال کر گئے
تو فقیر پر حضرات خواجگان کے اشارات غیبیہ لگے جلوہ گر ہونے اور انکی پاکیزہ روحین لگیں خواب میں خوشخبریان
دینے اور طرح طرح کی تلقین فرمانے۔ انکی توجہ کی برکت سے اُس نسبت کو قوت پیدا ہوئی۔ اور غیبت کا
دائرہ نہایت وسیع و فراخ ہوگیا اور ہر طرف سے رستہ روشن ہوگیا غرضکہ کچھہ کچھہ جمعیت حاصل ہوئی حتی کہ
انکی جذب عنایت نے مخدومی حقایق پناہی ارشاد دستگاہی حضرت مولنا خواجگی امکنگی کی خدمت میں پہونچایا
اور اپنی خوشی و رغبت سے بیعت و مصافحہ کرکے خواجگان کا طریق حاصل کیا گیا اور مولانا خواجگی امکنگی کی ملازمت
اور خواجہ نقشبند اور انکے خلفاء کی ارواح پاک کے طفیل سے اس رستہ کے چلنے والوں اور اس درگاہ کے نیازمندوں
کی سلک میں آگیا۔ خداوندا! مجھے حالت مسکینی ہی میں زندہ رکھیو اور حالت مسکینی ہی میں موت دیجیو۔ اور
مساکین ہی کے زمرہ میں میرا حشر کیجیو وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی یہانتک حضرت خواجہ محمد باقی رحمۃ اللہ کا
کلام پورا ہوگیا +

صفر کی پہلی تاریخ ہفتہ کا دن ۱۰۰۹ ہجری

Marfat.com

سعادت حضور روی داد و درین اثنا این فقیر را دل بجوانے آویخت بود چنانچہ خطرہ او بسیار می آمد و تشویش میداد و بزبان باطن ہمتے از حضرت ایشان درخواستم کہ ازین تشویش خلاص یابم۔ زمانی برین بگذشت کہ از مخلصان نوکر خدائے از در درآمد و سلام کرد عنایت بسیار درباره او فرمودند و امر نشستن کردند بعد از زمانی بر لفظ مبارک راندند کہ خدائی عیب را دارد ضرر اول بنفس عاید شود چہ نفس را باعث شہوات پیدا آید مثل مار سرما زدہ کہ بحرکت و جنبش افتادہ بود ناگاہ تاب آفتاب باو رسید جان تازہ یافت این زمان از قید احاطہ بدر رسید و علاجش آنکہ منہمک در شہوات کامرانی نگردد و عنان اختیار کشیدہ تر دارد ضرر ثانی بدل راجع گردد و آن بر طرف شدن یقین ست چہ درین محل فتورے در یقین رازقیت رزاق حقیقی تعالی و در توکل بحق سبحانہ راہ یابد علاجش آنکہ غم روزی نباید خورد کہ رزاق علی الاطلاق ضامن عباد شدہ است ہم درین محل فرمودند کہ توکل نہ آنست کہ ترک اسباب کنند نقشبند چہ این سوء ادبی ست بلکہ اقامت سبب مثل کتابت وغیرہ میباید کرد و نظر بر سبب نباید دوخت زیرا کہ سبب مثل دروازہ ہست کہ حق سبحانہ برائے

سعادت حضوری حاصل ہوئی ان دنون اس فقیر کا دل ایک نوجوان پر آیا ہوا تھا چنانچہ اکثر اوقات اسی کا کھٹکا دل پر لگا رہتا اور نہایت تشویش لاحق حال رہتی تھی۔ میں نے ظاہر کی زبان سے نہیں بلکہ باطن کی زبان سے حضرت خواجہ سے دعا کی درخواست کی کہ اس پریشانی سے نجات پاؤن تھوڑی دیر گذری تھی کہ حضرت کے مخلصوں میں سے ایک نوکر خدا نے دروازے سے آکر سلام کیا حضور نے اُسکے حال پر بہت سی عنایت ظاہر فرمائی اور بیٹھنے کی اجازت دی تھوڑے عرصہ کے بعد زبان مبارک پر جاری ہوا کہ شادی کرنے مین تین طرح کے نقصان ہیں ایک نقصان تو نفس کی طرف عود کرتا ہے کیونکہ اسوقت نفس کے لیے خواہشوں اور شہوتوں کا ایک بھار نے اکسانیوالا پیدا ہوجاتا ہے جیسے ٹھٹھر کا مارا ہوا سانپ کہ بیحرکت پڑا تھا دفعۃً اوسے آفتاب کی گرمی پہونچی اور اُس نے جان تازہ پائی یہی حال کتخدا کا ہے کہ وہ اسوقت احاطہ کی قید سے باہر ہوجاتا ہے مگر اُسکا علاج یہ ہے کہ خواہش نفسانی اور کامرانی میں غرق نہو اور اختیار کی باگ تنی کھینچی رکھے دوسرا نقصان دل کیطرف رجوع کرتا ہے یعنی آدمی کا یقین جاتا رہتا ہے کیونکہ آدمی کو شادی سے پہلے جو رزاق حقیقی کی رزاقیت کا یقین حاصل ہوتا ہے اُسوقت اُسمین فتور پڑجاتا اور خدا پر جو بھروسہ ہوتا ہے اُسمین نقصان آجاتا ہے اسکی تدبیر یہ ہے کہ روزی کا غم نکرنا چاہیے کیونکہ خدا تعالی جو رزاق مطلق ہے بندونکی روزی کا ذمہ دار ہے اسی موقعہ پر آپنے یہ بھی فرمایا کہ توکل اسکا نام نہیں ہے کہ ظاہری اسباب کو

Marfat.com

وصول سبب ساختہ درین میان کس در دروازہ را بر بندد کہ از بالا خواہد بر تاآوت بی ادبی کردہ باشد چہ در دروازہ بنا کردہ اوست و دلالت دارد بر اینکہ کشادہ بنشینند بعد ازان او داند خواہ از راہ دروازہ فرستد یا از بالا بر تابد و آنہا کہ بنشینند و در بر بندند و نظر بر فتوح دارند ازین باب است کہ با وجود قدرت بر کسب نظر بر فتوح داشتن بے ہمتی و ترک اسباب است ضرر ثالث بروح راہ یابد و آن سستی انجذاب است کہ از فرط میل بصور جمیلہ پیدا میشود چہ روح محل انجذاب حق است سبحانہ در دنیا کہ میل بصور جمیلہ پیدا گردد انجذاب کمی زفت علاجش آنکہ میل مفرط بصور جمیلہ پیدا نکند چہ کسیکہ دریں نشاء بعشق صورت مبتلا ماند تا ابد در حجاب عظیم است و اگر آن صورت نامحرم باشد در آن نشاء تواند بود کہ بشکل کریہش مبدل سازند و او را بدان مبتلا گردانند در آن وقت بوے از لذت حضور حق سبحانہ بمشام او نرسد و آنکہ بعضی عشق صوری را طریق نہادہ اند محل تامل است و در طریقہ عالیہ نقشبندیہ قدس اللہ تعالیٰ ارواحہم بغایت مستبعد است ہمدرین محل فرمودند کہ در بعضی کتب مسطور است کہ خواجہ بزرگ حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند قدس سرہ بحض غلیظ الاستعدادان در آوان ابتدا احیانا باین روش مے داد

مسبب تک پہونچنے کا ذریعہ بنایا ہی ایسی صورت مین اگر کوئی شخص دروازہ کو توکر دے بند اور توقع رکھے اسکی کہ خدا اوپر سے پھینکیگا تو یہ اسکی گستاخی اور بے ادبی ہے کیونکہ دروازہ خدا ہی کا بنایا ہوا ہی اور اس بات پر دلالت کرتا ہی کہ آدمی اسے کھولکر بیٹھے بعد ازان اُسے اختیار ہے چاہے دروازے کی راہ سے بھیجے چاہے اوپر سے پھینکدے اور جو لوگ ہاتھ پر ہاتھ رکھکر بیٹھ جاتے اور دروازہ بند کرکے فتوحات پر نظر رکھتے ہیں وہ بھی اسی قبیل سے ہیں کیونکہ با وجود کمائی پر قدرت رکھنے کے فتوحات پر نظر رکھنی سراسر بے ہمتی اور ترک اسباب ہے کمائی کا تیسرا نقصان روح کو پہنچتا ہی اور وہ انجذاب میں سستی کا ہونا ہی جو خوشرو صورتوں کی طرف بکثرت میل پیدا کرنے سے پیدا ہوتی ہی وہ یہ کہ روح خدا تعالیٰ کے انجذاب کا محل ہے تو جسوقت آدمی کو خوشرو صورتوں کی طرف میل پیدا ہوگا انجذاب خداوندی میں کمی واقع ہوگی اسکا علاج یہ ہے کہ خوشرو صورتوں کی طرف بکثرت میل پیدا ہونے دے کیونکہ جو شخص اس دنیا میں کسی صورت کے عشق میں مبتلا رہا وہ ابدالآباد تک حجاب عظیم مین قید رہیگا اور اگر وہ اجنبی اور نامحرم کی صورت ہے تو ممکن ہے کہ اُس جہان میں اُسے نہایت کریہ و بد رونی شکل میں بدلکر اسکے ساتھ مبتلا رکھیں اسوقت اسکے دماغ میں خدا تعالیٰ کی حضوری کی لذت کی بو تک بھی تو نہیں پہنچیگی بعض صوفیون نے جو عشق صوری کا ایک طریق نکالا ہی وہ محل تامل ہے مگر طریقہ نقشبندیہ عالیہ مین یہ بات نہایت بعید ہے اسی موقعہ پر حضرت نے یہ بھی فرمایا کہ بعض کتابون میں جو یہ لکھا ہی کہ خواجہ بزرگ

Marfat.com

که عشق صوری پیدا کنید بعد از آنکه پیدا میکردند کمال بے تعلقی شان بحاصل آمدے چنانچه غیر از مهمان یک تعلق
دیگر نمیماندے باندک تصرف دل آنها را از محبت صورت میگذرانیدند لاجرم چون جمیع علائق مرتفع میشد حضور و آگاهی
نهان پیدا ے آمد و این عمل حضرت خواجه مبتنی بر آن مسئله فقه است اگر طبیب حاذق به بیماری امر بارتکاب شئ
حرام کند که علاج منحصر درین است ارتکاب آن جائز است ؛ و بعضی آئمه و صاحب کشف المحجوب که از امامان طریق
است بتکفیر قومی که باباحت این امر قائل شده اند کرده چه جائیکه مدار سلوک برین نهاده باشند و حضرت خواجه بزرگ
نه آنست که با اهل این سلوک امر باین کار میفرمودند بل کسانیکه میل در آمد طریق پیدا ستند و در استعداد او شان
قبول طریق حضور و آگاهی ابتدا نمی بود در اوان ابتدا چند روز درین کار میگذاشته اند و بمقصد اعلی میرسانیدند
اندرین اثنا بنده درگاه عرضداشت که اگر کسی را درعین سلوک طریق حضور ابتلا باین بلا واقع شود علاجش
چه کنند فرمودند اگر مرشدی داشته باشد باو گوید تا بتصرف او را ازین مهلکه بر آرد یا سفر اختیار کند
آن شهر بگذارد و چون او در ورزش نسبت حضور د

اور فرماتے تھے کہ ظاہری عشق پیدا کرو مگر جب وہ ایسا کر لیتے تھے تو بہت تھوڑے عرصہ میں انہیں کمال درجہ کی بے تعلقی
حاصل ہو جاتی تھی چنانچہ مہمان کے علاوہ صرف اس تعلق کے دوسرا تعلق نہیں رہتا تھا اور خواجہ ادنی تصرف کے ساتھ
انکے دل کو ظاہری محبت سے پھیر لیتے تھے اور جب یہ تھا تو بالضرور انکے تمام تعلقات مرتفع ہوتے اور حضور و آگاہی
ظاہر ہوتی تھی حضرت خواجہ کے اس عمل کی بنا ایک فقہی مسئلہ پر ہے وہ یہ کہ اگر ماہر و تجربہ کار طبیب کسی بیمار کو حرام چیز
مرتکب ہونے کا حکم دے کیونکہ اسکا علاج اسی پر موقوف ہے تو بیمار کو اسکا مرتکب ہونا جائز ہے مگر بعض امام اور بالخصوص صاحب
کشف المحجوب جو اس طریقہ کے اماموں میں ایک بڑا امام ہے اُن لوگوں کو کافر بتایا ہے جو اس امر کے مباح ہونیکے
قائل ہیں چہ جائیکہ وہ لوگ جنہوں نے اپنے سلوک کا دارومدار رکھا ہو اور حضرت خواجہ بزرگ ہر ایک سلوکی طریقہ چاہنے والے کو اس کام
کا حکم نہیں فرماتے تھے بلکہ جو لوگ اس طریقہ میں آنیکی خواہش ظاہر کرتے تھے اور انکی استعداد میں ابتدا حضور و آگاہی کے طریق کی قابلیت
نہیں ہوتی تھی تو ایسے لوگوں کو شروع شروع میں صرف چند روز کیلئے اس کام میں چھوڑ دیتے اور پھر آخر کار مقصد اعلی پر پہنچا دیتے
تھے اسی اثنا میں کمترین خادم نے عرض کیا کہ اگر کسی کو حضور و آگاہی کے عین رستے میں یہ مصیبت پیش آئے اور وہ اس
مصیبت میں مبتلا ہو جائے تو کیا تدبیر کرنی چاہئے فرمایا اگر مرشد رکھتا ہو تو اس سے بیان کرے تا کہ وہ اپنے تصرف
کی قوت سے اسکو اس خطرناک [illegible] سے باہر نکال لے یا سفر اختیار کرے اور شہر کو چھوڑ جائے کہ جو کچھ [illegible]

داتا گنج بخش

سوال

آگاہی بجد خواہد بود و در امبت مفرط نخواہد بود و سفر و بر و چندان شاق نخواہد آمد چہ حضور خاصیتے دارد کہ در برابر او ہیچ چیز را لذتی و رونقی نے ماند و این بیت را در اشارہ بتحصیل دوام آگاہی خواندند **بیت**

چندگاہے بے لب و بے کام باش ٭ بعد ازان بنشین و یار جام باش ٭ بعد ازین موافق این سخن فرمودند کہ حضرت خواجہ ما خواجہ احرار قدس سرہ مخلصے داشتند ملا لطف اللہ نام مردی منبسط بر مطائبہ بود چنانچہ بعضے اوقات حضرت خواجہ را خوش می آمد با وے سخن میکردند روزے از وے پرسیدند کہ ملا لطف اللہ اگر کدخدا شوی چہ طور زنے خواہی خواست گفت سبز و شیرین۔ فرمودند در اندک زمانے شیرینیہا خواہد رفت ہمین سبزی خواہد ماند۔ ہمدرین محل فرمودند کہ از اکابر ہیچکس بکمال صورت متوجہ نماندہ است وحضرت مولانا عبد الرحمن جامی قدس سرہ السامی کہ از پیشروان این قافلہ بودند در آخر تبری ازین نمودند چنانچہ احوال بالیشان و بسیاری از سخنان ایشان دلالت برایں معنے دارد و از انجملہ است این رباعی ٭ **رباعی**

حاصل ہو چکا ہوگا اسلئے اُسے وطن اور اہل وطن کی زیادہ محبت نہ ہوگی اور یہ سفر کچھ ایسا گران نہ گزریگا کیونکہ حضور میں ایک ایسی خاصیت رکھی گئی ہے جس کا مقابلہ کسی چیز کی لذت و رونق نہیں کرسکتی۔ پھر حضور نے دوام آگاہی کی تحصیل کیطرف اشارہ کرنیکے لیے یہ بیت پڑھی **بیت** چندگاہے بے لب و بے کام باش ٭ بعد ازان بنشین و یار جام باش ٭ یعنی تھوڑے دن ناکامی اور بدمزگی میں گزار دے پھر باطمنان بیٹھکر جام شراب کا ہمدم رہ۔ ازان بعد حضور نے اُسکے مطابق ایک تمثیلی حکایت بیان فرمائی کہ ہمارے حضرت خواجہ بزرگ خواجہ احرار قدس سرہ ایک شخص سے دوستی رکھتے تھے جسکا نام تھا ملا لطف اللہ خوش مزاج ظریف الطبع۔ حضرت خواجہ بزرگ کو بعض اوقات اُسکی باتیں بھلی معلوم ہوتیں۔ اور آپ اُس سے باتیں کیا کرتے۔ ایک دن آپ نے اُس سے پوچھا کہ ملا لطف اللہ! اگر تو شادی کرے تو کیسی عورت پسند کرے۔ کہا سبز شیرین۔ فرمایا کہ شیرینی تو تھوڑے عرصے میں مٹ جائیگی اور سبزی باقی رہ جائیگی۔ اسموقعہ پر حضور خواجہ نے فرمایا کہ اگلے بزرگوں میں سے کوئی شخص بھی صورت کے حُسن و کمال کیطرف متوجہ نہیں ہوا حضرت مولانا عبد الرحمن جامی قدس سرہ جو اس قافلے کے سالار اور پیش پیش تھے اُنھوں نے بھی آخر میں اس سے بیزاری ظاہر کی جیسا کہ اُنکے حالات زندگی اور اُن کے بہت سے اشعار و رباعیات اس بات پر صاف طور سے دلالت کرتے ہیں منجملہ اُن کے ایک رباعی یہ ہے۔ **رباعی**

Marfat.com

رفت آنکہ بقبلۂ بتاں رو آرم　　حرف غم شان بلوح دل بنگارم
آہنگ جمال جاودانی دارم　　حسنے کہ نہ جاوداں از و بیزارم

انتھی کلامہ سلمہ اللہ تعالی والبقاہ چون کاتب از مجلس برخاست دل سرد ی تمام ازان علاقہ دست داده بود و بالکلیہ مرتفع شد * الحمد للہ والمنۃ

یکشنبہ دوم صفر ختم اللہ بالخیر والظفر سنہ مذکور

دولت زمین بوس رو داد از حاضران شخصے از معنی حضور بے مزاحمت نفی و اثبات کہ در رسائل این طریقہ عالیہ واقع است استفسار کرد فرمودند چون حضور صاف بخود قائم دست دہد مزاحمت نفی و اثبات را گنجائش نماند ہمدرین محل بر لفظ مبارک راندند کہ تا حضور ذاتی کہ حضور صاف عبارت از انست سالک را حاصل نشود از تقید توحید جسمانی خلاص نیابد چہ توحید صوری در مراتب اجسام میباشد چنانچہ وجود جسمانی خود را و غیر را وجود حق میداند و درین وقت تمیز و تفرقہ باقی است روح بلفنا و اضمحلال

رفت آنکہ بقبلۂ بتان رو آرم　　حرف غم شان بلوح دل بنگارم
آہنگ جمال جاودانی دارم　　حسنے کہ نہ جاودان از و بیزارم

یعنی وہ زمانہ گیا کہ میں بتوں کے قبلہ کیطرف متوجہ ہوں اور لوح دل پر انکے غم کے حرف کو لکھوں اب میرا قصد و ارادہ ہمیشگی کے جمال اور خوبصورتی کیطرف مائل ہے اور میں اُس حُسن سے بیزار ہوں جسے دوام نہیں - الغرض کاتب حروف جب مجلس سے اُٹھا تو اس تعلق سے دل بالکل سرد تھا جو اس سے پیشتر رکھتا تھا یعنی وہ علاقہ جو میں ایک خوبرو کے ساتھ رکھتا تھا بالکلیہ مرتفع ہو گیا *

دوسری صفر روز یکشنبہ سنہ مذکور

دولت زمین بوسی حاصل ہوئی حاضرین مجلس میں سے ایک شخص نے حضور بے مزاحمت نفی و اثبات کے معنی دریافت کیے جو طریقہ عالیہ نقشبندیہ کے بہت سے رسالوں میں مذکور ہے - فرمایا جب حضور صاف یعنی حضور ذاتی حاصل ہوئی مزاحمت نفی و اثبات کی گنجائش نہیں رہی اسی موقع پر زبان مبارک پر یہ لفظ جاری ہوئے کہ تا وقتیکہ سالک کو حضور ذاتی کہ حضور صاف اسی سے عبارت ہے حاصل نہیں ہوتی وہ توحید جسمانی کی قید سے رہائی نہیں پاتا کیونکہ جسمانی و صوری توحید مراتب اجسام میں جائز و سائر رہتی ہے یہانتک کہ سالک اپنے اور غیر کے جسمانی وجود کو حق جانتا ہے اسوقت تک تمیز اور تفرقہ باقی رہتا ہے اور روح فنا و اضمحلال کے درجہ

Marfat.com

نرسیده است زیراچه بروح است تمیز هر چیز- این موحد بتوحیدیکه مقرر علمائے دین وصوفیای محققین است رضوان الله علیهم اجمعین نرسیده وآن عبارت از مدلول کریمه وَاللّٰهُ مِنْ وَّرَآئِهِمْ مُّحِیْطٌ یعنی تنزیه صرف که منزه از صفات تنزیه است تا فروغ حضور ذاتی در تجگیرد وروح را بفنا واضمحلال نرساند حجاب از چهرهٔ مقصود برنه افتد اگرچه آن حال لمحه باشد واین هما نقدر که در تقدیر رفته است روئے نمائد علی تفاوت الاستعداد پس همیشه منتظر باید بود که حق سبحانه بوجود موهوب حقانی که مقربان خود را بدان مخصوص گردانیده است مشرف سازد ودرینجا کسب را اصلا دخلی نیست محض بموهبت وی تعالی وتقدس دست دهد درین مقام مضمون این مصرع - از علم گذشتیم بمعلوم رسیدیم واضح گردد - ذالك هو الفوز العظیم +

پنجشنبه ششم صفر سنه مذکور

بدولت حضور مشرف شد سخن در تحقیق محبت ذات ومحبت صفات رفت بر لفظ مبارک راندند که محبت

نہیں پہنچتی کیونکہ ہر چیز میں امتیاز صرف روح سے حاصل ہوسکتی ہی- اسطرح کا موحد ابھی تک اُس توحیدکے درجے تک نہیں پہنچا جو علمائے دین اور صوفیای محققین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے نزدیک مقرر ہے اور وہ عبارت ہی اُس آیت کے مدلول سے وَاللّٰهُ مِنْ وَّرَآئِهِمْ مُّحِیْطٌ یعنی تنزیہ صرف جو صفات تنزیہ سے منزہ ہے جبتک حضور ذاتی کے فروغ اور ترقی میں مؤثر نہ ہوگی اور روح کو فنا واضمحلال کے درجے تک نہ پہنچادیگی رخ مقصود سے پردہ نہ اُٹھیگا اگرچہ حالت لمحہ بھر کے لیے کیوں نہ ہو- سالک کو یہ کیفیت اتنی ہی حاصل ہوتی ہے جتنی اُسکی قسمت میں لکھی جاچکی ہی اور لوگوں کی استعداد کی تفاوت کے لحاظ سے مختلف ہوتی ہی تو آدمی کو ہمیشہ منتظر اور امیدوار رہنا چاہیئے کہ خدا اُس کو اُس وجود موہوب حقانی کے ساتھ مشرف کرے جس کے ساتھ اُسنے اپنے مقرب بندوں کو مخصوص کیاہے اس میں کسب عمل کو کچھ دخل نہیں بلکہ صرف خدا کی بخشش اور عنایت سے حاصل ہوتا ہی- اسمقام میں ذیل کے مصرع کا مضمون خوب کھل کر ظاہر ہوتا ہی ؎ از علم گذشتیم بمعلوم رسیدیم - یعنی ہم علم سے گذر کر معلوم تک پہنچ گئے +

چھٹی صفر پنجشنبہ سنہ مذکور

دولت حضوری سے مشرف ہوا محبت ذاتی اور محبت صفتی کی تحقیق میں سلسلہ سخن شروع تھا- زبان مبارک پر جاری ہوا کہ

Marfat.com

صفات آنست کہ کسی بشخصے محبت دارد ازین جہت کہ او عالم است یا شجاع درین وقت محبت او مشو
بصفت علم و شجاعت باشد چنانچہ اگر این اوصاف از و مرتفع شود محبت او ہم نماند و محبت ذات
آنکہ او را دوست دارد بی ملاحظ ہیچ صفتی نہ در وقت اتصاف او بصفتی در محبت تزاید و نہ در وقت عدم
اتصاف نقصانی ہمدرین محل فرمودند محبت ذات از اہل شہود کسی راست کہ غرض خودش در میان
نباشد چنانچہ بعضے ازین جہت دوست دارند کہ از مشاہدہ او لذتی و سروری در ایشان پیدا شود
و بعضے جہت نہ بینند محبت بذات صرف او دارند اگر درین مقام تجلیات جمال او لذت و سرور بایشان
رسد ہیچ منافات بمحبت ذاتی ندارد بلکہ این کمال محبت ذاتی است ہمدرین محل کتابی از مصنفات حضرت
مولا عبدالرحمن جامی قدس سرہ السامی کہ پیش حضرت الشان نہادہ بود برداشتند و کشادند
این حدیث قدسی برآمد مَنْ قَتَلَهٗ مَحَبَّتِیْ فَاَنَا دِیَتُهٗ بیانی عالی فرمودند کہ حق سبحانہ بیان طریق
مراقبہ فرمودہ است کہ ہرگاہ محبت ذاتی بمرتبہ فنا و امانت برسد محبت بذوق یافت و تجلی ذات فائز گردد

محبت وصفی یہ ہے کہ مثلاً ایک شخص کسی سے اسلیے محبت رکھتا ہے کہ وہ عالم ہے یا بہادر ہے تو اسوقت اُس
کی محبت موقوف ہوگی صفت علم اور شجاعت پر یہان تک کہ اگر یہ اوصاف اُس سے منقطع ہوجائیں تو اُس
کی محبت بھی جاتی رہے - اور محبت ذاتی یہ ہے کہ کسی شخص کو بغیر لحاظ کسی صفت کے دوست رکھے یہ نہیں کہ
جب وہ کسی صفت کے ساتھ متصف ہو اس وقت تو محبت میں زیادتی ہو اور جب کسی صفت کے ساتھ متصف
نہو تو محبت میں نقصان آجائے - اس موقع پر یہ بھی فرمایا کہ ذاتی محبت اہل شہود میں سے اُسے نصیب ہوتی
ہے جسکی کوئی غرض درمیان میں نہو - چنانچہ بعض اسوجہ سے دوست رکھتے ہیں کہ اُسکے مشاہدے سے لذۃ و سرور
حاصل ہو - اور بعض اسوجہ کو بالائے طاق رکھکر صرف اُسکی ذات سے محبت رکھتے ہیں - پھر اگر اس مقام میں اُسکے
جمال کی تجلیوں سے اُنہیں لذت و سرور حاصل ہو تو یہ محبت ذاتی کے خلاف نہیں ہی بلکہ کمال محبت ذاتی ہی
اس وقت حضرت مولانا عبدالرحمن جامی قدس سرہ کی تصنیفات میں سے ایک کتاب جو حضور خواجہ کے سامنے رکھی
ہوئی تھی اُٹھا کر کھولی یہ حدیث قدسی نکلی مَنْ قَتَلَهٗ مَحَبَّتِیْ فَاَنَا دِیَتُهٗ یعنی جسے میری محبت نے قتل کردیا
اُسکی دیت میں ہوں - اعلی درجہ کا بیان فرمایا کہ اس حدیث میں خدا نے مراقبہ کا طریق ذکر کیا ہی کہ جب محبت
ذاتی فنا اور امانت کے مرتبہ کو پہنچ جاتی ہے تو محبت ذوقیہ اور تجلی ذات فائز ہوتی ہے -

Marfat.com

و اینجا ہمین ذوق یافت است کہ بعد از فنا در محبت ذاتی بظہور میرسد یعنی طریقہ مراقبۂ مذکورہ کہ عبارت از ظہور محبت ذوقیہ است البتہ موصل بمقصود است۔ بعد ازین سخن فرمودند کہ مدار طریقۂ ما برین سہ چیز است۔ رسوخ بر عقائد اہل سنت و جماعت۔ و دوام آگاہی۔ و عبادت ہر گاہ در یکی ازینہا فتورے رفت از طریقۂ ما برآید فنعوذ باللہ من الذل بعد العز و من الرد بعد القبول ہمدرین محل محرر این سطور عرضداشت کرد کہ آرزو دارم کہ ہرچہ در حضرت عالی مذکور میشود باجازت آنحضرت در قید کتابت آوردہ شود بعد از خواہش بسیار فرمودند بنویس و بمن نما۔ خوشحال شدم و فرحت عظیم من روئی نمود بخاطر آوردم کہ این دولت بس عظیم است کہ نامزد روزگار من شدہ و غالباً این خوشحالی نفسانی بودہ است مجلس چند کہ بے اجازت نوشتہ بودم در نظر مبارک در آوردم فرمودند این نوع سخنان در کتب مردم بسیار است چہ احتیاج کہ بگویند من از فلانی شنیدم عرض کردم کہ مرا بنور این سخنان باطن نورانی میگردد و قوت فہم سخنان اکابر روئی مینماید و راہ روشن میشود فرمودند کہ اگر شما

اور یہان ذوقیہ سے یہی محبت ذوقیہ مراد ہے کہ فنا ہونیکے بعد محبت ذاتی میں ظہور کرتی ہے۔ یعنی مراقبہ مذکورہ کا طریقہ کہ محبت ذوقیہ کے ظاہر ہونیسے عبارت ہے۔ سالک کو مقصود کی طرف پہنچا دینے والا ہے۔ ازاں بعد فرمایا کہ ہمارے طریقہ کا دار مدار تین باتوں پر ہے۔ اہل سنت والجماعت کے عقیدہ پر جمے رہنا۔ آگاہی۔ عبادت اگر ان تین باتوں میں سے ایک بات میں بھی فتور و خلل ہو تو گو کوئی شخص ہمارے طریقہ پر ہونے کا دعوی کرے لیکن وہ ہمارے طریقہ سے خارج ہے۔ ہم عزت کے بعد ذلت اور قبول کے بعد رد کر دینے سے خدا کی پناہ مانگتے ہیں اسی موقع پر کاتب الحروف نے عرض کیا کہ میری آرزو ہے کہ جو کچھ مجلس عالی میں مذکور ہوتا ہے حضور کی اجازت سے قید کتابت میں لایا جاوے۔ آپ نے انتہا درجہ کی اظہار خواہش کے بعد فرمایا لکھو اور ہمیں ملاحظہ کراؤ میں بہت خوش ہوا اور بڑی فرحت حاصل ہوئی۔ میں نے اپنے دلمیں کہا کہ یہ ایک عظیم الشان دولت ہے جو خدا کی طرف سے میرے نامزد ہوئی ہے۔ غالباً میری یہ خوشی نفسانی تھی۔ چند مجلسوں میں جو میں نے بغیر اجازت لکھا تھا ملاحظہ کے لیئے نظر مبارک میں پیش کیا۔ فرمایا اس طرح کی باتیں تو بہت لوگوں کی کتابوں میں موجود ہیں تمہیں اسکی ضرورت ہی کیا ہے۔ کہ یوں کہتے پھرو کہ میں نے یہ بات فلاں شخص سے سُنی ہے میں نے عرض کیا کہ ان باتوں کے لکھنے سے باطن نورانی ہوتا ہے اور بزرگوں کی باتیں سمجھنے کی قوت حاصل ہوتی اور رستہ روشن ہوتا ہے فرمایا اگر تمہیں

باین نوع سخنان سری است چیزے ازین علم نخوانید نوشتن چہ درکار ہست نویسید کہ نفس شمارا
درین جا دخل است لاجرم دست ازان دولت کوتاہ کردہ آمد و خاطر ارادہ منصرف شد ابیات

مرا این غول نفس دیو کردار — فگند اندر خرابہائے بسیار
کنون اندرین بادیہ ناکاروانم — مگر کرگس رساند استخوانم

تاآنکہ در شہر رمضان المبارک سنہ مذکور عنایت آلہی درکار شد و طالع یاوری کرد و غنچہ امید بشگفت
واز چہرۂ مقصود پردہ افتاد و نخل سعادت ببار آمد یعنی میان شیخ احمد سرہندی وغیرہ ہم کہ از مقربان
ومقبولان درگاہ خلائق پناہ اند تقریبی ساختند و مکرر از درخواست قبول این امر خطیر کردند
بعد از تامل و تردد بسیار قبول کردند و فرمودند سخنی کہ در طریقہ دخلی داشتہ باشد بنولسید و حکایات
ومعاملات مشائخ را کہ مذکور میشود بآن ضم نہ سازند و دکانی راست نہ کنند چون آرزوی این فقیر
بہ نیل این مراد سابق بود و بواعث نفسانی و دواعی طبعی درین مدت بگوشہ رفتہ و بی قوت گشتہ

ترجمہ

اسی طرح کی باتوں سے دلچسپی ہے تو اس علم کا کوئی حصہ پڑھ لو لکھنا بے سود اور بیکار ہے لکھو نہیں کہ اس
موقع میں تمہارے نفس کے لیئے دخل پایا جاتا ہے۔ ناچار اس دولت سے ہاتھ کوتاہ کیا گیا اور ارادے
کی باگ دوسری طرف موڑ دی گئی۔ **ابیات**

مرا این غول نفس دیو کردار — فگند اندر خرابہائے بسیار
کنون زین بادیہ ناکاروانم — مگر کرگس رساند استخوانم

یہاں تک کہ رمضان المبارک سنہ مذکور میں عنایت الٰہی متوجہ ہوئی۔ نصیبہ نے یاوری کی۔ امید کا غنچہ کھلا اور
رُخ مقصود سے پردہ اٹھ گیا۔ اور سعادت کا درخت پھلا پھولا۔ یعنی میاں شیخ احمد سرہندی وغیرہ نے جو
حضور خواجہ کی بارگاہ کے مقربوں اور مقبولوں میں سے تھے اس امر کی تقریب کی اور اس عظیم الشان اور اہم
سوال کے قبول کرنے کی مکرر درخواست کی۔ حضور نے بڑے تامل اور تردد کے بعد انکی درخواست منظور کی اور فرمایا کہ جو بات
طریقہ میں دخل رکھتی ہو اسے لکھنا چاہیئے مشائخ کے معاملات و حکایات جو جستہ جستہ زبان پر مذکور آتے ہیں انکی ملانیکی ضرورت
نہیں اور ساتھ ہی یہ بات بھی مد نظر رکھنی چاہیئے کہ اس سے دکانداری مقصود نہ ہو چونکہ اس فقیر کی آرزو کو سابقہ ازل
میں کامیاب ہونا لکھا جا چکا تھا اور اتنی مدت میں نفسانی بواعث اور طبعی خواہشیں گوشۂ گمنامی میں پناہ گزیں اور بے قوت ہو چکیں تھیں

Marfat.com

لاجرم این دولت بازبمن انتقال کرد و این سعادت نامزد طالع این شوریده شد. بیت

مور مسکین ہوسے داشت کہ در کعبہ رسد　　دست در پائے کبوتر زد و ناگاہ رسید

حسب الامر عالی حکایاتی کہ در خلال مجلس اقدس مذکور میشود ہر چند فوائد عظیم در ضمن آن مندرج میبود حتی الامکان زبان قلم ازان نگاہ داشتہ آمد الا در جائیکہ تحریر سخن حضرت ایشان موقوف بر آن بود اکنون بتائید الہی و استمداد از ارواح طیبہ حضرات خواجگان قدس اللہ تعالی ارواحہم و استعانت از باطن اقدس حضرت ایشان درین امر شروع نمایم و نعوذ باللہ من الخلل والزلل +

پنجشنبہ یازدہم ماہ رمضان المبارک سنہ تسع الف

بسعادت زمین بوس مشرف شد بعد افطار مردے از صوفیان شیخ جلال تہانیسری بملازمت آمد ظاہر این مرد قبل از افطار آمدہ بود و منتظر فراغ طعام خیلگی بر و داشتہ این شخص ہمیشہ بعد از ادای تہجد طعام میخوردہ است و صوم دوام میداشتہ بحضرت ایشان این معنی روشن گشتہ حاضران را مخاطب ساختہ

بالضرورۃ اس دولت نے میری طرف پھر انتقال کیا اور یہ سعادت اس شوریدہ بخت کے نامزد ہوئی بیت

مور مسکین ہوسے داشت کہ در کعبہ رسد + دست در پائے کبوتر زد و ناگاہ رسید + یعنی ضعیف چیونٹی کو کعبہ میں پہنچنے کی ہوس دامنگیر ہوئی۔ اُس نے کبوتر کے پاوں کو پکڑا اور دفعتہً کعبہ پہنچ گئی + الغرض حسب ارشاد عالی اُن حکایتوں سے حتی الامکان زبان بند کیگئی جو مجلس اقدس میں مذکور ہوتی تہیں۔ اگرچہ بڑے بڑے فائدے اُن کے ضمن میں بیان ہوتے تھے۔ البتہ اُن حکایتوں کو مختصراً ذکر کیا گیا جن پر حضور خواجہ کی تقریر کو ضبط تحریر میں لانا موقوف تھا۔ اب خدا کی تائید اور حضرات خواجگان قدس اللہ ارواحہم کی پاک روحوں کی مدد اور حضور خواجہ کے باطن اقدس کی استعانت سے اس بارے میں شروع کرتا اور خلل و لغزشوں سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں +

پنجشنبہ گیارہ رمضان المبارک ۱۰۰۹ھ

زمیں بوسی کی سعادت سے مشرف ہوا۔ افطار روزہ کے بعد شیخ جلال تہانیسری کے صوفیوں میں سے ایک شخص ملازمت اقدس میں حاضر ہوا۔ بظاہر یہ شخص افطار سے پہلے آیا تھا اور اس انتظار میں بیٹھا ہوا تھا کہ خدام والا کھانے سے فراغت پالیں۔ شخص ہمیشہ تہجد کے بعد کھانا کھاتا اور ہمیشہ روزے رکھتا تھا حضور خواجہ کو یہ بات معلوم ہوگئی حاضرین مجلس کو مخاطب کر کے

Marfat.com

فرمودند کہ روزہ داشتن در صفت حق سبحانہ در آمدن است چون او تعالیٰ و تقدس از اکل و شرب منزہ است بندہ
میخواہد کہ زمانی متخلق باین خلق شود لیکن اظہار العجز باید کہ سحر بخورد آنگاہ باد ب و عجز روزہ شروع
نماید تا از دائرہ بندگی بر نیفتد و قدرت و قوت کہ صفت خاصہ اوست عز و علا مخصوص او گردانیدہ بود
ہمچنین قیام لیل نیز در صفت حق سبحانہ در آمدن است چون او تعالیٰ و تقدس منزہ از نوم است
بندہ درین صفت با و اقتدا نمودہ در قیام لیل شروع مینماید باید کہ گستاخانہ با حول و قوۃ خود درین صفت
در نیاید اول شب بطعام تعجیل نماید تا عجز خود عرضہ دادہ باشد آنمرد فی الحال از وضع سابق برگشتہ
طعام طلبید و گفت اگر طعام حاضر باشد بخورم گویند آن مرد بغایتی بر قرارداد خود راسخ بود کہ بگفتہ
والدین ہم طعام نخوردی۔ ہمیشہ بعد از تہجد و تراویح تناول کردی و پیوستہ صائم بودی۔ بعد ازان برای کاری کہ
آمدہ بود عرضداشت و باز گشت ہمدرین محل فرمودند کہ در فوائد الفوائد دیدہ شدہ است کہ اوائل حال

فرمایا کہ روزہ رکھنا حقیقت میں خدا کی ایک صفت کو اختیار کرنا ہے کیونکہ خدا کھانے پینے سے پاک ہے
بندہ چاہتا ہے کہ تھوڑی دیر خدا کی اس صفت کیساتھ متصف اور اُسکی عادت سے خوگر ہو۔ لیکن اظہار عجز
کے لیئے ضرور ہے کہ سحری کا کھانا کھائے اور پھر ادب اور عجز کے ساتھ روزہ شروع کرے تاکہ بندگی کے
دائرے سے خارج نہو اور قدرت و قوۃ جو خدا کی صفت خاصہ ہے اسی کے ساتھ مخصوص رہے۔ اسی طرح
شب بیداری میں بھی خدا کی ایک صفت کو اختیار کرنا ہے۔ کیونکہ وہ نیند سے پاک اور منزہ ہے۔ بندہ کو
مناسب ہے کہ اس صفت میں اُسکی اقتدا کر کے تہجد کی نماز پڑھنی اور شب بیداری کرنی شروع کرے اُسے
چاہیے کہ اپنی قوت و طاقت کے ساتھ گستاخانہ اس صفت کا اظہار نہ کرے اور رات کے ابتدائی حصہ میں
کھانے کی طرف جلدی کرے اور برغبت جلدی کرے تاکہ اپنے عجز و انکسار کا پورے طور پر ثبوت دے
اس شخص نے فوراً سابق کی وضع سے توبہ کر کے کھانا مانگا اور کہا اگر کھانا موجود ہو تو میں کھالوں۔ بیان
کیا جاتا ہے کہ یہ شخص اپنے قرار داد کا سخت پابند تھا۔ یہانتک کہ ماں باپ کے کہنے سے بھی کھانا نہیں کھاتا
تھا بلکہ ہمیشہ تہجد اور نماز تراویح سے فارغ ہو کر تناول کیا کرتا تھا اور روزے برابر رکھے چلا جاتا تھا
ازان بعد وہ شخص جس کام کے لیئے آیا تھا۔ عرض کیا اور چلا گیا۔ اسی موقع پر حضرت خواجہ نے فرمایا
کہ **فوائد الفواد** میں دیکھا گیا ہے کہ شروع شروع میں

Marfat.com

روزگاری ابراہیم ادہم قدس سرہ قوت خود بہیزم کشی میکردہ اندر دران ایام از عباد مردے بلازمت ایشان آمدہ است کہ تمام شب قیام کردی برایشان تحقیق شدہ کہ لقمہ او پریشان است باو فرمودہ بتوانی کہ روزے چند از طعام ماخوری وی راضی شدہ در دو سہ روز ببرکت لقمہ پاک کار او بجائی رسید کہ در سنن موکدہ ہم تقاعدی ازو فہمیدہ میشد انتہی کلام سلمہ اللہ تعالیٰ و ابقاہ ظاہرا قیام او نفسانی بود و بطفیل لقمہ پاک نفسانیتہا نابود گشتہ بجائے او حقانیت متولد شدہ باشد واللہ اعلم ❖

چہارشنبہ بست و یکم شہر شوال سنہ مذکور

سعادت حضور رو داد نفحات الانس مطالعہ میکردند سخن در جاہ افتاد فرمودند شیخ ابو عبداللہ خفیف جاہی داشت کہ مشاہیر روزگار دختران خود را برائے افتخار و تبرک برسم نیاز پیش او آوردندے و او بنکاح گرفتے و بجای ہر کدام یکی را از زنان سابق طلاق گفتے ہمچنین تا ہفتاد زن ہم رسیدہ بودند و ہیچ کدام از ینہا زدیکی نکردہ چون ایشان را درین معنی توجہی بخاطر آمدہ ہمہ اینہا جمع شدہ

اردو ترجمہ

حضرت ابراہیم ادہم قدس سرہ اپنی روزی کا سامان لکڑیاں بیچکر بہم پہنچایا کرتے تھے اُس زمانہ میں ایک بڑا عبادت گذار آپکی خدمت میں حاضر ہوا جو ساری رات تہجد اور قیام میں بسر کردیتا تھا۔ آپکو تحقیق ہوا کہ اسکا لقمہ پر شبہ ہے یعنی مشتبہ ہے ارشاد کیا کہ بھلا چند روز تو ہمارے ساتھ کھانا کھا سکتا ہے؟ اُسنے اسپر اپنی رضامندی ظاہر کی اور آپ کے لقمہ پاک کی برکت سے دو تین ہی روز میں اُس کی یہ کیفیت ہوگئی کہ موکدہ سنتوں میں بھی اُس سے کسل اور کاہلی کی علامتیں دیکھی جانے لگیں۔ انتہی کلامہ۔ بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس عابد کا قیام شب نفسانی قیام تھا چنانچہ حضرت ابراہیم ادہم کے لقمہ پاک کے طفیل سے نفسانیت مٹ کر اُسکی جگہ حقانیت پیدا ہوگئی ❖

اکیسویں شوال روز چہارشنبہ سنہ مذکور

سعادت حضوری حاصل ہوئی۔ آپ نفحات الانس کا مطالعہ کر رہے تھے شدہ شدہ جاہ و حشمت میں بات جاری ہوگئی فرمانے لگے کہ شیخ ابو عبداللہ خفیف اسقدر جاہ و عظمت رکھتے تھے کہ اُس زمانہ کے مشہور اور نامور لوگ اپنی عزت و آبرو بڑھانے اور تبرک حاصل کرنیکی غرض سے بطریق نیاز اپنی لڑکیوں کو آپکی نذر کرتے اور آپ اُن سے نکاح کر لیتے مگر جس عورت سے نکاح کرتے اُسکی جگہ پہلی عورتوں میں سے ایک کو طلاق دیتے جاتے الغرض اسیطرح ستر عورتوں تک نوبت پہنچ گئی اور آپ اُن میں سے کسی ایک کے ساتھ بھی ہمبستر نہیں ہوئے عورتوں کے دلمیں اس طلسم کشائی کا خیال پیدا ہوا کہ

بیش یکے ازینہا کہ صاحب جمال و دختر وزیر بود و خدمت شیخ بسیار کردے و شیخ باو میلے داشت
آمدند و از حقیقت حال استفسار کردند وی گفت اینقدر دانم کہ روزے دست من بگریبان خود فرو برد
دیدم کہ از سینہ او تا ناف ہفدہ گلولہ برآمدہ بود ستر آن پرسیدم گفت اینہا از ممر صبر است
کہ از مثل تو نازنینی خود را نگاہ میدارم ہمدرین محل فرمودند کہ حق سبحانہ تعالیٰ مقتدایان را در ہر زمان
بطورے میدارد کہ صلاح مریدان آنوقت در آنست ہما نا مریدان آنوقت را کہ خدائی مضر بود - درین
اثنا مجذوبی از حاضران سوال کرد کہ اینہا کہ حکم کردہ اند و اشارت بہ بزرگانی کرد کہ در نفحات مذکور اند و
تشخیص احوال مشائخ نمودہ اند کہ فلان بزرگ چنان بود و آن دیگر چنین - مگر در لوح محفوظ حال او را دیدہ
گفتہ اند یا بقیاس و تخمین فرمودند کہ ہر چہ میگویند بالہام حق سبحانہ تعالیٰ یا بتفرس کامل کہ ایشان را
حق سبحانہ تعالیٰ عطا کردہ است دریافتہ حکم میکنند و ہر کدام براندازہ صفات خود کہ از مبدا صفات
فیاض نصیبہ ایشان شدہ است چیزے می فہمند - ائمہ مجتہدین از معانی قرآن نکات علوم شرعیہ

اردو ترجمہ

ان میں سے ایک ایسی عورت کے پاس آئیں جو نہایت حسین اور خوبصورت تھی اور خوبصورت ہونیکے ساتھ وزیر
کی لڑکی اور شیخ کی از حد خدمتگزار تھی اور شیخ بھی اُس سے زیادہ لگاؤ رکھتے تھے - الغرض انہوں نے حقیقت حال سوال کیا
تو وزیرزادی نے جواب میں کہا میں صرف اسقدر جانتی ہوں کہ ایک روز شیخ میرا ہاتھ گریبان تک لے گئے دیکھتی کیا ہوں کہ سینہ سے
ناف تک سترہ اُبھرے ہوئے گوڈرے موجود ہیں - اسکی وجہ دریافت کی تو فرمایا کہ ضبط کے گولے ہیں کہ تجھ جیسی نازنین
سے میں اپنے تئیں محفوظ رکھتا ہوں - اسی موقع پر حضرت خواجہ نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ ہر زمانہ میں مذہبی
مقتداؤں کو اُس طریقے پر رکھتا ہے جس میں اسوقت کے مریدوں کی صلاحیت و فلاح ہوتی ہے شیخ ابو عبد اللہ
کے وقت کے مریدوں کے لیئے کتخدائی مضر اور نقصان دہ تھی اتنے میں حاضرین جلسہ میں سے ایک مجذوب
اُن بزرگوں کی طرف اشارہ کر کے جنکا نفحات میں ذکر ہے سوال کر بیٹھا کہ ان لوگوں نے جو حکم کیا ہے اور مشائخ کے حال کی تفتیش
و جستجو کی ہے کہ فلان بزرگ ایسا تھا اور فلاں ویسا - تو شائد اُنہوں نے اسکا حال لوح محفوظ میں دیکھکر ایسا کہا ہے
یا صرف قیاس و اٹکل سے بیان کیا ہے - خواجہ نے فرمایا کہ بزرگان دین جو کچھ بھی حکم لگاتے یا کہتے ہیں خداوند کی الہام
یا اس کامل تفرس سے دریافت کر کے کہتے ہیں جو خدا نے اُن کو عنایت فرمایا ہے اور ہر شخص اپنی اُن صفتوں کے انداز پر
جو مبداء فیاض سے اُسے نصیب ہوئی ہیں کچھ نہ کچھ سمجھ لیتا ہے - ائمہ مجتہدین نے قرآن کے معانی سے علوم شرعیہ کے نکات و دقائق

Marfat.com

استخراج کردند و اولیاء الله حقائق و معارف از ان معانی فرا گرفتند۔ ہم درین محل فرمودند که شخصے از حضرت امیر المومنین علی کرم الله وجہہ پرسید که شما از اہل بیت آن سرور صلی الله علیہ وسلم ہستند و از شما قریب تر دیگرے نبود شما چیزے گفته باشند که بدیگران نگفته اند۔ گفتند چنین نیست انچه بدیگران گفته اند باہم گفته اند و انچه بما گفته اند بہمه گفته اند اما ما را فہمے و دریافتے داده اند که بدیگران نداده اند و این دو بیت از مثنوی خواندند ابیات اہل دین از دور نامت بشنوند + تا بقعر تار و پودت در روند + بلکه پیش از زادن تو سالہا + دیده باشندت ترا با حالہا + باز آن مجذوب عرضه داشت که المجتہد یخطی و یصیب یعنی خلاف اولیا نیز از مقوله خلاف ائمه شرع است فرمودند خطا این طائفه در مفہوم کلام یکدیگر است نه در اصل مسئله۔ در اصل ہمه متفق اند خطا در مفہوم کرده اند از ان رو که قائل فصیح نیست در عبارت او قصورے است که مدلول مفہوم نمی شود یا از ان جہت که حال این بحال آن دیگر برابر نیست زوائد احوال وے بجسب حال خود رنگ دیگر در گرفته و تخطیه او کرده است شیخ علاء الدین سمنانی نسبت +

نکالے اور اولیاء الله نے اُن ہی معانی سے حقائق و معارف حاصل کئے۔ اسی اثنا میں حضور نے فرمایا کہ ایک شخص نے امیر المومنین علی کرم الله وجہہ سے پوچھا کہ آپ پیغمبر صاحب صلی الله علیہ وسلم کے اہل بیت میں سے ہیں بلحاظ قرابت آپ سے بڑھکر کوئی اور نہ تھا اس سے خیال کیا جاتا ہے کہ پیغمبر صاحب نے جو کچھ آپ سے ارشاد کیا ہوگا دوسرے سے نہ فرمایا ہوگا امیر المومنین نے فرمایا کہ ایسا نہیں ہوا اور ہو بھی نہیں سکتا تھا۔ بلکہ پیغمبر صاحب نے جو کچھ دوسروں سے فرمایا ہے ہمسے بھی فرمایا۔ اور جو کچھ ہمسے ارشاد کیا اُسکی دوسروں کو اطلاع دی البتہ ہمیں خدا نے فہم و ادراک عنایت کیا ہی جو اوروں کو نہیں ہو۔ بازاں بعد خواجہ نے مثنوی کی دو بیتیں پڑھیں جن کا ترجمہ یہ ہے۔ اہل دین و رستہ ترا نام سنکر تیری ساختہ پرداختہ کی تہ میں جا پہنچے ہیں بلکہ انہوں نے تیرے پیدا ہونیسے سالہا سال پیشتر تجھے اُن اوصاف کیساتھ دیکھ لیا تھا جو تو رکھتا ہے اس مجذوب نے دوبارہ عرض کیا کہ یہ جو کہا گیا ہے کہ مجتہد خطا کرتا ہے اور صواب پر بھی ہوتا ہے تو کیا جسطرح ائمہ شرع باہم اختلاف رکھتے ہیں اولیا بھی رکھتے ہیں اور جس طرح اُن سے خطا سرزد ہو جاتی ہے ان سے بھی ہوتی ہے۔ فرمایا اولیاء الله کا گروہ باہم ایکدوسرے کا کلام سمجھنے میں خطا کرتا ہے نہ اصل مسئلہ میں۔ اصل مسئلہ میں تو سب متفق ہیں ہاں مفہوم میں خطا سرزد ہوگئی ہے اور اسوجہ سے ہوگئی ہے کہ کسی مضمون کا قائل فصیح نہیں ہے عبارت میں قصور ہوگیا ہے کہ الفاظ سے مطلب معانی سمجھ میں نہیں آتے یا اسوجہ سے خطا ہوگئی ہے کہ ایک شخص کا حال دوسرے شخص کے حال کی برابر نہیں ہے تو وہ شخص جو دوسرے سے رتبہ میں کم ہے اس کے زائد احوال پر اپنے حال کے مطابق دوسرا رنگ چڑھاتا اور خطا کی طرف منسوب کرتا ہے شیخ علاؤ الدین سمنانی نے۔

اردو ترجمہ

شیخ محی الدین ابن عربی از قسم ثانی است در نفحات مذکور است کہ بعضے از فضلا کہ بہردو ایشان معتقد اند تحقیق فرمودند کہ مخالفت بینہما جز در مفہوم نیست والا در اصل مسئلہ ہیچ نزاعی ندارند و ہم در نفحات مذکور است کہ شیخ علاؤالدولہ در حاشیہ فتوحات نسبت بشیخ نوشتہ است ایہا المحقق ایہا الصدیق و در جای تخطیہ و تکفیر کردہ است این سخن مقوی آنست کہ تخطیہ بحسب عدم فہم است یعنی آنچہ یافتہ است قبول وی داشتہ و آنچہ نیافتہ نفی کردہ اصلاً لفضے را درین جا شائبہ نیست باز آن مجذوب عرضہ داشت کہ اینہا استعداد ہا آوردہ بودند کہ چنین شدند یا توجہ مرشد بمراتب ولایت رسیدند۔ فرمودند کہ ہم این بود و ہم آن چہ استاد کیمیاگر از چند جوہر مثل سیماب و مس و غیرہ طلا میسازد از خاک نمیسازد بیت بس نکتہ لطیف بباید کہ تا کسی ✤ مقبول طبع مردم صاحب نظر شود ✤ تحتی سخن در احتیاط لقمہ افتاد از اکابر عزیزے را نام بردہ فرمودند کہ او گفتہ است کہ وقت طعام خوردن حاضر باید بود کہ بغفلت خوردہ نشود چہ لقمہ بمشابہ تخم است اگر بسر حضور بکار رفتہ است حضوری آرد والا پریشانی و غفلت اگرچہ لقمہ پاک

جو شیخ محی الدین ابن عربی کو خطا کی طرف منسوب کیا ہی وہ اسی دوسری قسم کی خطا ہی۔ نفحات میں لکھا ہی کہ بعض فضلا نے جو دونوں بزرگواروں کے معتقد ہیں تحقیق کر کے فرمایا ہے کہ دونوں حضرات میں جسقدر بھی مخالفت ہی صرف مفہوم میں ہی ورنہ اصل مسئلہ میں کسیطرح کا اختلاف جھگڑا انہیں نفحات میں یہ بھی مذکور ہی کہ شیخ علاؤالدولہ نے جو فتوحات کے حاشیہ میں شیخ کی نسبت لکھا ہی "اے محقق اے بڑے سچے" اور دوسری جگہ انکا تخطیہ اور نہ صرف تخطیہ بلکہ تکفیر کی ہی تو یہ بھی اس بات کو تقویت دیتی ہی کہ شیخ علاؤالدولہ کا شیخ ابن عربی کو خطا کی طرف منسوب کرنا صرف اسیوجہ سے تھا کہ وہ مطلب نہ سمجھ سکے یعنی جو کچھ ذہن میں آیا اُسے تو تسلیم کر لیا اور جو ذہن میں نہ آیا اُس کو رد کر دیا۔ پھر اُس مجذوب نے عرض کیا کہ اچھا ان لوگوں نے یہ استعداد پیدا کی ہیں کہ ایسے ہو گئے یا مرشد کی توجہ سے ولایت کے مراتب پر پہنچے ہیں۔ فرمایا اُن میں خود بھی استعداد تھی اور مرشد کی توجہ بھی۔ کیونکہ کیمیاگر استاد خاک سے نہیں بلکہ چند جوہر جیسے پارہ اور تانبے وغیرہ سے سونا بناتا ہی بیت بس نکتہ لطیف بباید کہ تا کسی ✤ مقبول طبع مردم صاحب نظر شود ✤ یعنی تا وقتیکہ بہت سے باریک نکات کسی شخص میں پیدا نہیں ہو جاتے صاحب نظر آدمیوں کے نزدیک مطبوع اور پسندیدہ نہیں ہوتا۔ پھر تھوڑی دیر تک احتیاط لقمہ میں سلسلہ کلام جاری رہا آپنے بزرگوں میں سے ایک عزیز کا نام لیکر فرمایا کہ اسکا قول ہی کہ کھانا کھاتے وقت آدمی کو حاضر رہنا چاہیئے تاکہ حالت غفلت میں نہ کھایا جائے کیونکہ

اردو ترجمہ

ہم باشند از حاضران فقیرے سوال کرد از ینجا ظاہر میشود کہ اگر مشبہت ہم بخورند و حاضر باشند حضور آرد
فرمودند چون نہ اما در آرام البتہ فتوری خواہد رفت و راہ ترقی جز دوام آرام نیست صاحب آرام مثل
سائلے است کہ بر در کریم الیستادہ است و پیوستہ طلب میکند لاجرم چیزے باو میرسد و موافق این سخن این
حدیث خواندند مَنْ دَقَّ بَابَ الْکَرِیْمِ وَلَجَّ وَلَجَ و اگر آرام ندارد و قلقی خواہد داشت صاحب این قلق مثل
سائلے است کہ بر در کریم است و این طرف و آن طرف بمہمات ہم میگردد و شکایتے دارد کہ بمن نمی دہند
و چرا نمی دہند درین حال باو چیزے نمی رسد این فقیر سوال کرد کہ ورائے آرام و قلق حالتی دیگر ہم ہست
فرمودند کہ حال طالب ازین دو بیرون نیست یا آرام است یا قلق و ہر کہ ہیچ ازین دو ندارد
طالب نیست ہمدرین مجلس فرمودند کہ لقمہ شبہہ مثل دودے است کہ میان رائی و مرئی حائل میشود
چہرۂ مقصود را از نظر میپوشد و آنکہ بحضور الٰہی آشناست می فہمد و در قلق می افتد و بعضی از عزیزان
مریدان را از دو سفر منع میکردند از سفر خراسان چہ او قاف آنجا اکثر بی احتیاط بودہ لاجرم بمریدان

کیوں نہ ہو موجودہ لوگوں میں سے ایک فقیر نے سوال کیا کہ یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر مشتبہ لقمہ کھائیں اور کھاتے
وقت حاضر رہیں تو بھی حضوری پیدا ہوتی ہے۔ فرمایا کیوں نہیں مگر آرام میں ضرور فتور پڑ جائیگا اور ترقی کا رستہ بجز
آرام اور دوامی آرام کے حاصل نہیں ہوتا۔ صاحب آرام کی مثال ایسی ہے جیسے سائل کہ کسی کریم و سخی کے دروازہ
پر کھڑا مانگتا ہے اور لگ لپٹ کر مانگتا ہے صاحب خانہ کو خیال پیدا ہوتا ہے اور اُسکی طرف سے سائل کو کچھ نہ کچھ پہنچ ہی
رہتا ہے یہاں تک پہنچکر انہوں نے اسکے مطابق یہ حدیث پڑھی مَنْ دَقَّ بَابَ الْکَرِیْمِ وَلَجَّ وَلَجَ یعنی جس نے سخی کا دروازہ
کھٹکھٹایا اور لگ لپٹ کرتا رہا تو وہ اس کے مکان خانہ میں ضرور داخل ہوا۔ اور اگر آرام و اطمینان میسر نہیں ہے تو بے
چینی اور قلق نقد وقت حاصل ہوگا۔ پھر اس بے چینی اور صاحب قلق کی مثال بعینہٖ اس سائل کی سی ہے جو کریم و سخی کے
دروازہ پر ادھر ادھر اور اُدھر بھی مطلب براری کے لیے پھرتا ہے لوگوں سے شکایت کرتا ہے کہ مجھے کچھ نہیں دیتے اور کیوں نہیں
دیتے ایسی صورت میں اس سائل کو سخی کے دروازے سے کچھ نہیں ملتا اس پر اس فقیر نے دریافت کیا کہ آرام قلق کے علاوہ بھی
کوئی اور حالت ہے؟ فرمایا طالب کی کیفیت ان دو صورتوں سے باہر نہیں یا آرام نصیب ہے یا قلق حاصل ہے اور جس میں ان دونوں
میں سے کوئی کیفیت نہیں طالب نہیں ہے اسی موقعہ پر یہ بھی فرمایا کہ لقمہ مشتبہ ایک دھواں ہے جو دیکھنے والے اور اس چیز میں حائل و حاجب
ہو جاتا ہے جسے وہ دیکھتا ہے اور رخ مقصود کو نظر سے پوشیدہ کر دیتا ہے مگر جو شخص حضور الٰہی کا آشنا ہے وہ خوب سمجھتا اور

Marfat.com

ضرر سیگرود از مقصود باز میداشت و آز سفر یمن چہ آنجا حسن بسیار است تا ناگاہ گرفتار حسن نشوند و از راہ باز بمانند و آنکہ بعضے اذن بعشق صوری میگردہ اند در خود قوت تصرف باز داشت آن می خواستند و در مرید استعداد آن میدیدند کہ کار او بی این پیش نمیرود و اما از عشق صوری کسے بجائے نمی رسد و بسیار مضر است آنچہ کسے را بجائے میرساند راہ باطن او است و این ابیات خواندہ

ابیات ذات تو خرچین تست و کیسہ ات ٭ گر تو را ئینی مجو جز ویسہ ات ٭ کیسہ و خرچین تو هم ذات تست ٭ دیں برونی ہا ہمہ آفات تست ٭ ہمچو نابینا مبر ہر سوے دست ٭ با تو در زیر گلیم است ہر چہ ہست ٭ روزے یکے از مخلصان را پرسیدند کہ در ملازمت ما بچہ نیت می آئی عرضہ کرد نیت آنکہ مسلمانی شوم فرمودند مراد ہمین است بعد ازین فرمودند مسلمانی تسلیم و انقیاد ذات مرا احکام ازلی را تا تجلی ذاتی بروجہ اتم نشود مسلمان شدن مشکل است **مصرعہ** این مشو آن مشو مسلمان شو ٭ روزے بعضے از علما کہ بشرف ملازمت آن آستان مشرف اند در شرح رباعیات کہ از مسودات

اردو ترجمہ

نقصان پہنچے۔ دوسرے یمن کے سفر سے اسلیئے کہ وہاں حسن بہت کچھ ہی ایسا نہو کہ مرید گرفتار حسن ہوکر راہ مقصود سے باز رہیں بعض لوگ جو ظاہری عشق کی اجازت دے گئے ہیں وہ اپنے میں اتنی قوت تصرف پاتے تھے کہ جب چاہتے تھے طالب کو اُس سے پھیر دیتے تھے اور ایک بات یہ بھی تھی کہ وہ مرید میں عشق ظاہری ہی کی استعداد دیکھتے تھے اور بے اسکے آگے کو کام چلنا مشکل نظر آتا تھا۔ لیکن یاد رکھنا چاہیئے کہ عشق ظاہری سے کوئی شخص کسی مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتا بلکہ طالب کے حق میں بیحد مضر ہوتا ہے۔ آدمی کو جو چیز کسی مرتبہ پر پہونچا دیتی ہے وہ اُسکی باطنی راہ ہے اسی موقعہ پر آپ نے یہ بیتیں پڑھیں **ابیات**

ذات تو خرچین تست و کیسہ ات ٭ گر تو رائینی مجو جز ویسہ ات

کیسہ و خرچیں تو ہم ذات تست ٭ ہمچو نابینا مبر ہر سوئے دست

با تو در زیر گلیم است ہر چہ ہست ٭ دیں برونی ہا ہمہ آفات تست

ایک دنکا ذکر ہے کہ آپنے اپنے ایک مخلص مرید سے پوچھا کہ تو ہمارے پاس کس غرض کس نیت سے آتا ہے عرض کیا مسلمان ہونیکی نیت سے۔ فرمایا مقصود یہی ہے۔ زاں بعد فرمایا مسلمانی نام ہے احکام ازلی کے آگے گردن تسلیم خم کر دینے اور سر جھکا دینے کا تاوقتیکہ تجلی ذاتی کامل اور پورے طور پر تاباں نہیں ہوتی مسلمان ہونا مشکل ہے **مصرعہ** این مشو آن مشو مسلمان شو ٭ یعنی یہ اور وہ کچھ نہ ہو مسلمان ہو۔ ایک دن چند علما جو حضرت خواجہ کے استان مبارک کی شرف ملازمت سے مشرف ہو چکے تھے

Marfat.com

قلم حقائق رقم حضرت ایشان است بریں سخن کہ صور علمیہ عکس اعتبارات وحیثیات ذات است ونمود خارجیات کائنات عکس العکس یعنی عکس آں صور علمیہ است کہ بر آئینہ ذات افتادہ شبہہ داشتند کہ اگر عکس صور علمیہ بر ظاہر وجود افتد نہایت ذات حق ومحلیت وجود مطلق تعالی شانہ لازم می آید ہمدریں وقت حضرت ایشان بر وقت آنہا رسیدند پرسیدند کہ چہ مذاکرہ بر رفت چون شبہہ خود را مقرر ساختہ حضرت ایشان در جواب آن فرمودند کہ بی نہایتی حق سبحانہ تعالی نہ باں معنی است کہ در اجسام است باعتبار طول وعرض بل باں معنی است کہ بی تعیین وتمیز است دیگر محل آں صور ذات نیست کہ محلیت لازم آید بلکہ محل آن وہم است چنانچہ صورت منقش در آئینہ نہ درون او نہ برون اوست اما وہم حکم میکند کہ بر روئے آئینہ است ومحل او خیالی است کہ آنرا مثال متصل گویند وآئینہ ہمچنان بیرنگی خود ہمدریں محل فرمودند کہ توحید حاصل می باید کرد وتوحید محققین از علمائے متکلمین لا موجود فی الوجود الا اللہ است یعنی قدرت خود را بحق سبحانہ دادن وخود را خالی ساختن اگرچہ بعضے از متاخرین علمائے

اردو ترجمہ

قلم حقائق سے لکھی ہوئی تھیں مضمون یہ تھا کہ صور علمیہ ذات کے اعتبارات اور حیثیات کا عکس ہیں اور خارجیات کائنات کی نمود عکس العکس یعنی اُن صور علمیہ کا عکس ہے جو آئینہ ذات پر پڑتا ہے۔ منشا شبہہ یہ تھا کہ اگر صور علمیہ کا عکس ظاہر وجود پر پڑے گا تو حق تعالی کی ذات کی نہایت اور وجود مطلق کی محلیت لازم آئیگی اور یہ بظاہر محال ہے وہ لوگ اِس شبہہ میں غرق تھے کہ حضرت خواجہ وہاں پہنچ گئے پوچھا کہ کیا ذکر ہو رہا ہے اُنہوں نے اپنا شبہہ بیان کیا خواجہ نے جواب میں فرمایا کہ حق تعالی کی بے نہایتی اس معنی کر نہیں ہے جو اجسام میں پائی جاتی ہے یعنی طول و عرض کے اعتبار سے نہیں ہے بلکہ اس معنے کر ہے کہ وہ بے تعین اور بے تمیز ہے اور نیز وہ صورت ذات کا محل نہیں ہے کہ محلیت لازم آئے بلکہ اس کا محل وہم ہے جیسا کہ آئینہ میں صورت منقش ہوتی ہے کہ نہ تو وہ آئینہ کے باہر ہوتی ہے نہ اندر لیکن وہم حکم کرتا ہے کہ رخ آئینہ پر موجود ہے تو اسکا محل صرف خیالی ہے اور آئینہ حقیقت میں ویسا ہی صاف و بیرنگ ہے اسی کو مثال متصل کہتے ہیں ۔

اسی موقع پر آپ نے یہ بھی فرمایا کہ آدمی کو توحید حاصل کرنی چاہیئے علمائے متکلمین کے محققین کی توحید تو لا موجود فی الوجود الا اللہ ہے یعنی اپنی ساری قدرت خدا کو سونپنا اور اپنے تئیں اُس سے خالی کرنا۔ اگرچہ بعضے پچھلے علما

Marfat.com

قدرت موثرہ را بہ بندہ ہم فی الجملہ اثبات میکنند و توحید ایشان لَا مَعْبُوْدَ اِلَّا اللّٰہُ است اما مذہب
اصح ہمانست کہ لَا مُؤَثِّرَ فِی الْوُجُوْدِ اِلَّا اللّٰہُ وصوفیہ چنانچہ فعل و قدرت را منسوب بحق میکنند
باقی صفات سبعہ را مثل علم و سمع و بصر و حیات و کلام نیز منسوب بحق میکنند و میگویند لَا مَوْجُوْدَ اِلَّا اللّٰہُ
بالجملہ توحید حاصل میباید کرد اگر آن عکس یا عکس العکس معلوم نشود در قیامت مواخذہ نخواہند کرد
و ہر چند ازین توحید خاص نخواہند پرسید و آنچہ تکلیف بآن کردہ اند بمعنی لَا مَعْبُوْدَ اِلَّا اللّٰہُ است
اما چون اخلاص تام بی این توحید کہ مقرر صوفیہ است پیدا نمی شود اَلَا لِلّٰہِ الدِّیْنُ الْخَالِصُ
بضرورت این توحید حاصل میباید کرد تا اخلاص پیدا شود **وصل** روزے مقامات شیخ حسین خوارزمی
قدس سرہ مطالعہ میکردند تعریف شیخ خلیل اللہ کہ یکی از خلفائے شیخ بود بسیار کردند و فرمودند
حب جاہ از و برطرف شدہ بود باین تقریب فرمودند کہ جاہ دو جاہ است یکی جاہ عند الناس کہ از
بقایائے نفس است آن خود بطور این طائفہ شرک است و جاہ عند اللہ کہ از بقایائے روح است

اردو ترجمہ

قدرت موثرہ کو بندہ کے لیے بھی فی الجملہ ثابت کرتے ہیں اور اُن کی توحید لَا مَعْبُوْدَ اِلَّا اللّٰہُ لیکن صحیح
تر مذہب یہی ہے۔ لَا مُؤَثِّرَ فِی الْوُجُوْدِ اِلَّا اللّٰہُ کا معتقد ہو۔ صوفیوں کا فرقہ جب کہ فعل اور قدرت دونوں
کو خدا کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ خدا کی باقی ساتوں صفتوں یعنے علم۔ سمع۔ بصر۔ حیات کلام وغیرہ کو
بھی خدا کی طرف منسوب کرتے ہیں اور کہتے ہیں لَا مَوْجُوْدَ اِلَّا اللّٰہُ بہر صورت توحید حاصل کرنی چاہیے اگرچہ
اُسکا عکس یا عکس کا عکس معلوم نہو تو قیامت کے روز اس بارے میں مواخذہ نہو گا۔ اور اس توحید خاص کی
بابت کسی طرح کی پوچھ گچھ نہ ہوگی خدا نے جس توحید کی بندوں کو تکلیف دی ہے وہ لَا مَعْبُوْدَ اِلَّا اللّٰہُ
کے معنے ہیں۔ مگر چونکہ پورہ اخلاص بغیر اُس توحید کے جو صوفیوں کے نزدیک مقرر ہے حاصل نہیں ہوتا
جیسا کہ خدا نے فرمایا اَلَا لِلّٰہِ الدِّیْنُ الْخَالِصُ لہذا ضرور ہے کہ اس توحید کو حاصل کریں تاکہ اخلاص حاصل ہو +
وصل ایک دن حضرت خواجہ شیخ حسین خوارزمی قدس سرہ کے مقامات کا مطالعہ کر رہے تھے شیخ خلیل اللہ
کی جو شیخ حسین کے خلیفہ تھے بہت تعریف و تحسین کر کے فرمایا کہ ان سے حب و جاہ بالکل برطرف ہو گئی تھی +
اسی سلسلہ میں آپ نے یہ بھی فرمایا کہ جاہ دو طرح کی ہوتی ہے ایک لوگوں کے نزدیک کہ بقایائے نفس
سے ہے اور یہ جاہ فرقہ صوفیہ کے طریق پر شرک ہے۔ دوسرے عند اللہ کہ بقایائے روح ہے

وآنکہ گفتہ اند کہ اٰخِرُ مَا یَخْرُجُ مِنْ رُؤُسِ الصِّدِّیْقِیْنَ حُبُّ الْجَاہِ مراد قسم ثانی است ازواین جاہ برطرف شدہ بود چنانچہ چندتن از مریدان کہ ہم در طریقہ ایشان استعداد شیخی پیدا کردہ بودند نزدیک مزار او میبودند و خلوت می برآوردند و ہرگز جای نرفتند و شیخی نکردند و این از آثار آن نظر است و ایضاً ہمدرین مقامات مذکور است کہ یکے از صوفیان شیخ را قدس سرہ حالی پیش آمدہ بود بشیخ عرضداشت کرد کہ من خود را در صحرائے نورانی بحق سبحانہ حاضر مییابم و در وقتیکہ با یاران نشستہ ام ازین غائبم و دران صحرا حاضر۔ شیخ اور ا بشارتی دادہ فرمودند کہ خلوت در انجمن کہ در سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میگویند این است حضرت ایشان فرمودند کہ خلوت در انجمن کہ درین سلسلہ مشہور است چیزی دیگر است و این چیزی است کہ مبتدیان این طریقہ را در دو سہ روز روئے بنماید۔ لختی سخن از استقامت شیخ نور الدین رفت و این شیخ نور الدین از مشاہیر علمای پنجاب است و بسیار از مردم آن صوب بان ارادت فرمودند کہ او بصد و بست سالگی

اردو ترجمہ

اور یہ جو لوگوں نے کہا ہے کہ صدیقوں کے سروں میں سے جو چیز سب سے پیچھے نکلتی ہے حُبِّ جاہ ہے اس جاہ سے یہی دوسری قسم کی جاہ مراد ہے شیخ خلیل اللہ کے سر سے یہ جاہ بالکل دور اور برطرف ہوگئی تھی اسی کا یہ لازمی نتیجہ تھا کہ آپ کے چند مرید جنہوں نے آپکے طریقہ میں شیخ ہونیکی قابلیت پیدا کی تھی آپکے مزار کے آس پاس رہتے اور خلوتوں سے نکلکر کہیں جانیکا قصد نہ کرتے تھے۔ انہوں نے شیخ بننے کا کبھی خیال تک نہیں کیا اور انپر یہ فیض و اثر صرف آپکی نظر مبارک کی برکت سے مترتب ہوئی۔ مقامات شیخ حسین میں یہ بھی مذکور ہے کہ شیخ قدس سرہ کے مریدوں میں سے ایک صوفی کو ایک دفعہ حال پیش آیا تھا۔ اس نے شیخ سے عرض کیا کہ میں اپنے تئیں ایک نورانی صحرا میں خدا کے ساتھ موجود پاتا ہوں حتی کہ جب میں یاروں کیساتھ مجلس میں بیٹھتا ہوں تو ان سے غائب ہوتا اور اس صحرا حاضر ہوتا ہوں شیخ نے اسے خوشخبری دی کہ فرمایا کہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں جسے خلوت در انجمن کہتے ہیں وہ یہی ہے۔ یہانتک پہنچکر حضرت خواجہ نے فرمایا کہ خلوت در انجمن جو سلسلہ نقشبندیہ میں مشہور ہے وہ اور چیز ہے اور یہ تو ایک ایسی بات ہے جو اس طریقہ کے مبتدیوں کو دو تین ہی روز میں حاصل ہوجاتی ہے۔ پھر تھوڑی دیر تک شیخ نور الدین کی استقامت میں بحث ہوتی رہی شیخ نور الدین پنجاب کے مشہور عالموں میں سے ہیں اور اُس طرف کے بہت سے لوگ آپ کی مریدی کا فخر حاصل رکھتے ہیں۔

رسیدہ بود و بنہایت ضعیف شدہ بود اما نوافل بسیار میگذارد و شبہا احیا میکرد و در عمل کوشش
بلیغ میداشت گویند سی سال پہلوی خود بر زمین ننہادہ بود از حاضران شخصی عرضداشت کرد کہ
ہرگز از ایشان حقائق معارف شنیدہ نمیشد فرمودند آدمی بشرائع مامور است نہ بحقائق و معارف
و آن سرور صلے اللہ علیہ وسلم ہیچ کس تکلیف بمعارف صوفیہ نمیکردند ہمیشہ تلقین شریعت
میکردند وچہ عظیم سعادتے کہ کسی بر متابعت مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم وصحابہ کرام رضوان اللہ علیہم
بود و در عمل میکوشیدہ باشد ونیز فرمودند کہ معرفت را اقسام و مراتب بسیار است اگر از حقائق
ومعارف نصیبی وافر داشتہ باشد بہتر وخوبتر اصل کار بر شریعت بودن است میفرمودند کہ توحید
سالم آنست کہ نقائص را بیقین خود کہ انا بر سر او می افتد اضافت کنی و از استعداد او شماری و کمالات
را بحضرت اطلاق راجع داری ہرچند کہ معتقد لَامَوْجُودَ اِلَّا اللّٰہ باشی شخصے از حاضران سوال
کرد کہ آنکہ ابوعلی شیخ فارمذی قدس سرہ فرمودہ است کہ میتواند کہ سالک متخلق شود

اردو ترجمہ

پہنچ گئے تھے۔ اور نہایت ضعیف ہو گئے تھے لیکن ابھی تک بھی بڑے نوافل گزار تھے اور راتوں کو قیام
و نماز میں بسر کرتے تھے اور عمل میں انتہا درجہ کی کوشش کرتے تھے لوگوں کا بیان ہے کہ پورے تیس
سال زمین پر اپنا پہلو ٹکایا تھا۔ حاضرین جلسہ میں سے ایک شخص نے عرض کیا کہ آپکی حقائق و معارف میں
سے تو کبھی کچھ نہیں سنا گیا نہیں۔ فرمایا آدمی حقائق و معارف کا نہیں بلکہ شرائع کی بجا آوری کا حکم کیا گیا ہے
جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کسی کو معارف صوفیہ کی تکلیف نہیں دیتے تھے بلکہ ہمیشہ شریعت کی تلقین
فرماتے تھے۔ اور اس سے بڑی اور سعادت کیا ہوگی کہ کوئی شخص جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی متابعت پر ثابت قدم رہ کر عمل میں کوشش بلیغ کرتا رہے حضرت خواجہ یہ بھی
فرمایا کہ معرفت کی بہت سی قسمیں اور بہت سے مرتبے ہیں تو اگر آدمی حقائق اور معارف کا بہت سا حصہ رکھتا
ہو بہتر ہے اور بہت اچھا ورنہ اصل بات شریعت پر ثابت قدم رہنا ہی۔ فرماتے تھے کہ توحید سالم اسی کہتے ہیں کہ تو نقائص
و عیوب کو اپنے نفس کیطرف جو لفظ انا کے ساتھ تعبیر کیا جاتا ہے منسوب کرے اور انہیں نفس کی استعداد سے
شمار کرے اور تمام کمالات کو خدا کی جانب راجع کرے ہرچند کہ تو لَامَوْجُودَ اِلَّا اللّٰہ ہی کا معتقد کیوں نہ ہو
حاضرین میں سے ایک شخص نے سوال کیا کہ شیخ ابو علی فارمذی قدس سرہ نے جو یہ فرمایا ہے کہ ہو سکتا ہے کہ سالک خدا کے

Marfat.com

بجمیع اسمار وصفات الٰہی وہنوز واصل نباشد بآن سخن مشہور تناقض دارد کہ تخلق باخلاق الٰہی بعد
از وصول حاصل میشود فرمودند کہ در کلام ایشان لفظ تواند واقع شدہ پس میتواند کہ بعضہا را
در زمان سیر الی اللہ پیش از وصول نیز دست دہد اما اکثر آنست کہ بعد از وصول بمقام سیر فی اللہ
حاصل شود۔ لیکن اگر کسی اصطلاح سازد تخلق قبل از وصول را تخلق گوید و بعد از وصول را تحقیق
مناسب است ٭ چہار شنبہ سیزدہم ذیقعدہ سنہ مذکور

سعادت زمین بوس رو داد سخن در تعدد پیر افتاد بر لفظ مبارک راندند کہ پیر سہ است پیر خرقہ و پیر تعلیم
و پیر صحبت۔ پوشیدہ نماند کہ پیر خرقہ آنست کہ خرقۂ ارادت از و پوشیدہ باشند
و از کسے کہ خرقہ تبرک و اجازت یافتہ باشند در اصطلاح این طائفہ او را پیر خرقہ
بگویند و پیر تعلیم ذکر ظاہر است۔ و پیر صحبت آنکہ با و صحبت داشتند و از صحبت
او منافع و ترقیات حاصل کردہ باشند ہمدرین محل

تمام اسمار اور صفات کیساتھ خوگر ہوا اور ابھی تک واصل الی اللہ نہ ہوا ہو“ تو یہ اُس مشہور و معروف فقرے
سے اختلاف و تناقض رکھتا ہے جو زبان زد خاص و عام ہے وہ یہ کہ خداوندی اخلاق سے خوگر ہونا مرتبۂ
وصول پر پہنچنے کے بعد حاصل ہوتا ہے حضرت خواجہ نے جواب میں فرمایا کہ شیخ کے کلام میں لفظ تواند واقع
ہوا ہے۔ پس ہو سکتا ہے کہ بعض لوگوں کو خداوندی اخلاق سے خوگر ہونا مرتبہ وصول پر پہنچنے سے پہلے ہی
سیر الی اللہ کے زمانہ میں حاصل ہو جائے لیکن اکثر ایسا ہوتا ہے کہ مرتبہ وصول پر پہنچنے کے بعد سیر فی اللہ کے
مقام میں حاصل ہو۔ لیکن اگر کوئی یہی اصطلاح مقرر کر لے کہ مرتبہ وصول پر پہنچنے سے پہلے کے تخلق کو تخلق کہتے
ہیں اور بعد کے تخلق کو تحقق۔ تو یہ مناسب اور اچھا ہے ٭

تیرھویں ذیقعدہ روز چہار شنبہ سنہ مذکور

زمین بوسی کی سعادت حاصل ہوئی۔ پیروں کے متعدد ہونے میں بحث شروع ہوئی زبان مبارک پر جاری ہوا
کہ پیر تین طرح کے ہوتے ہیں ایک پیر خرقہ دوسرے پیر تعلیم تیسرے پیر صحبت واضح ہو کہ پیر خرقہ اُسی کہتے ہیں جس سے
خرقہ ارادت لوگوں نے پہنا ہوا اور جس سے لوگوں نے خرقہ تبرک و اجازت پایا ہو۔ اہل تصوف کی اصطلاح میں اسی پیر خرقہ کہتے ہیں اور پیر تعلیم
کی تعریف ظاہر ہے کہ ذکر اشغال کی تعلیم دیتا ہو اور پیر صحبت اسکو کہتے ہیں جس سے لوگ صحبت رکھیں اور اسکی صحبت سے منافع ترقیات حاصل کریں

Marfat.com

فرمودند که در سلسله چشتیه و سهروردیه در هندوستان مدار بر خرقه است پیر مطلق باصطلاح اہل
این سلاسل پیر خرقه را گویند و لهذا تعدد پیر را قبول ندارند و پیر تعلیم و صحبت را مرشد گویند
موافق این سخن بزرگی را نام برده فرمودند که در رسائل خود نوشته که تعدد پیر خرقه مکروه است و همچنین
پیر تعلیم اما پیر صحبت میتواند که متعدد باشند بشرط اجازت پیر اول یا فوت صحبت او و بعد ازین
سخن فرمودند که آرے پیر خرقه متعدد نمی باشد اما پیر تعلیم همچو پیر صحبت متعدد میباشد و معمول سالکان است
و فرمودند که در سلاسل خرقه را معنعن از حضرت رسالت پناه صلی الله علیه وسلم اسناد می کنند و ذکر
معنعن بیان نه کرده اند اما در سلسلهٔ نقشبندیه و کبرویه ذکر معنعن از حضرت رسالت پناه صلی الله علیه
وسلم رسیده است از حضرت صدیق اکبر رضی الله عنه و حضرت امیر المومنین علی کرم الله وجهه
الی یومنا هذا در وسائط فتورے نرفته۔ همدرین محل یکی از حاضران سوال کرد که آنکه میگویند که در سلسله
عالیه نقشبندیه طریقه رابطه از حضرت صدیق اکبر و طریقهٔ ذکر از حضرت امیر المومنین

حضرت خواجہ نے فرمایا کہ ہندوستان کے چشتیوں اور سہروردیوں کے سلسلے میں خرقہ پر دارومدار ہے ان لوگوں کی
اصطلاح میں پیر خرقہ کو پیر مطلق کہتے ہیں اور اسی واسطے ایک شخص کے لئے کئی پیر ہونے کو تسلیم نہیں کرتے
پیر تعلیم اور پیر صحبت کو مرشد کہتے ہیں۔ خواجہ نے اسی مطلب کے مطابق ایک بزرگ کا نام لیکر فرمایا کہ وہ اپنے رسائل
میں لکھتے ہیں کہ پیر خرقہ کا متعدد ہونا مکروہ ہے اور اسی طرح پیر تعلیم کا۔ لیکن ہو سکتا ہے کہ ایک شخص کے لیئے
پیر صحبت کئی ہوں بشرطیکہ پہلا پیر اُسے اس بات کی اجازت دے یا اس کی صحبت فوت ہو جائے۔ نیز اُس کے بعد فرمایا
کہ ہاں ایک شخص کے لیئے پیر خرقہ کئی نہیں ہو سکتے ہیں مگر پیر تعلیم اور اسیطرح پیر صحبت کئی کئی نہیں ہو سکتے اور یہی
پر سالکوں کا معمول رہا ہے۔ اور فرمایا کہ سلاسل اولیاء اللہ میں لوگ خرقہ کی سند جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ
وسلم سے بطریق عنعنہ بیان کرتے ہیں مگر ذکر کو عنعنہ کے طریق سے بیان نہیں کیا۔ ہاں سلسلۂ نقشبندیہ اور کبرویہ
میں ذکر بھی پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے بطریق عنعنہ پہنچا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور جناب امیر المومنین
علی کرم اللہ وجہہ سے لیکر ہمارے آج کے دن تک درمیانی وسیلوں اور واسطوں میں کسی طرح کا خلل
نہیں پڑا۔ اسی موقع پر حاضرین جلسہ میں سے ایک شخص نے سوال کیا کہ یہ جو لوگ بیان کرتے ہیں کہ
سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ میں رابطہ کا طریق جناب صدیق اکبر سے اور ذکر کا طریق حضرت امیر المومنین

علی رضی اللہ عنہما رسیدہ چون است۔ فرمودند ذکرے کہ درین سلسلہ است کہ از او قوف عددی خوانند بطریقہ معہود مثل حبس نفس و ضم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باوے از حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ معنعن رسیدہ است و طریق صحبت نیز از ایشان رسیدہ چراکہ ایشان در سفر و حضر بآن سرور صلی اللہ علیہ وسلم ہمراہ می بودند و از راہ صحبت فیض میگرفتند اصل درین کار صحبت است و رابطہ ظل او و بر تقدیر فقدان صحبت صوری رابطہ کہ صحبت معنوی است اکتفا نمودہ اند ہمدرین محل فرمودند کہ اگر کسے از پیر صحبت بکمال رسیدہ باشد و را بہ پیر تعلیم کہ تلقین ذکر از وے بگیرد حاجت نبود۔ مثلاً شخصے کہ بمنزل رسید بعد از ان او را باسپ خریدن حاجت نباشد۔ بعد ازین سخن بتقریبی این نقل نظر مبارک حضرت ایشان در آمد کہ حضرت مخدومی مولانا عبد الرحمٰن جامی قدس سرہ السامی در نقد نصوص آوردہ اند کہ گاہ باشد کہ در حال حضور بے آنکہ از حس غائب شوند بعضے از حقائق امور غیبیہ بر این طائفہ کشف شود آنرا مکاشفہ خوانند و مکاشفہ ہرگز کاذب نبود چہ مکاشفہ عبارت است

اردو ترجمہ

علی رضی اللہ عنہما سے سلسلہ بسلسلہ پہنچا ہے کہاں تک ٹھیک ہے۔ فرمایا جو ذکر کہ ہمارے اس سلسلے میں معمول بہا ہے اور اسکو **وقوف عددی** کہتے ہیں۔ مقررہ طریقہ کے ساتھ مثلاً جیسے حبس نفس اور اسکے ساتھ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ملانا۔ جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے بطریق عنعنہ پہنچا ہے اور قطع نظر اسکے طریق صحبت بھی آپ ہی سے پہنچا ہے کیونکہ آپ ہی ایک ایسے برگزیدہ شخص تھے جو سفر اور حضر دونوں حالتوں میں جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہتے تھے اور آپ کی صحبت سے فیض حاصل کرتے تھے۔ اصل بات اس کام میں صحبت ہے اور رابطہ اسکا سایہ اور فرع یہی وجہ ہے کہ جب صحبت ظاہری مفقود ہوتی ہے تو اس طریقہ کے مقتداؤں نے صرف رابطہ پر اکتفا کیا ہے جو صحبت معنوی کی ایک بہت بڑی شاخ ہے۔ اسی موقع پر آپ نے یہ بھی فرمایا کہ اگر کوئی شخص پیر کے صحبت فیض سے مرتبہ کمال کو پہنچ جائے تو اسی پیر تعلیم کی جس سے کہ تلقین ذکر حاصل کرتا ہے کچھ حاجت باقی نہیں رہتی۔ جیسے وہ شخص کہ جب منزل مقصود پر پہنچ جاتا ہے تو اسے اب گھوڑا خریدنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ بعد ازں اسی کلام کے سلسلے میں ذیل کی نقل نظر مبارک میں آئی کہ حضرت مخدومی مولانا عبد الرحمٰن جامی قدس سرہ السامی نقد نصوص میں بیان کرتے ہیں کہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ اثنائے حضور میں بغیر اسکے کہ آنکھ سے اوجھل ہوں امور غیبیہ کے بعض حقائق اس گروہ پر کھل جاتے ہیں اور اسی کو مکاشفہ کہتے ہیں مکاشفہ کبھی جھوٹ ثابت نہیں ہوتا کیونکہ مکاشفہ کہتے ہیں

Marfat.com

از تفرد روح بمطالعہ مغیبات در حال تجرد از غواشی بدن فرمودند کہ این مضمون را حضرت مخدومی از ترجمہ عوارف نقل کردہ اند و تحقیق آنست کہ در بعضے مکاشفات کہ خیال را دران مدخل ہست نیز خطا میشود اما علوم یقینی کہ بر مدرکہ ملہم میشوند خطا را درانجا مدخل نیست ہمدرین محل شخصے از حاضران عرضہ کرد کہ در بعضے علوم یقینی کہ بطریق الہام معلوم مدرکہ میشود نیز خطاے یافتہ میشود فرمودند سببش آنست کہ بعضے از مقدمات مسلمہ خود را کہ صاحب این دید نسبت یقینی مقرر است بآن علوم ضم کردہ است خطا ازان راہ آمدہ والاخطار را درجائیکہ صرف علوم ملہمہ باشند گنجائش نیست ولہذا علماے معقولیین کہ استعمال علم معقول میکنند مراعات قوانین منطقیہ مینمایند ہم خطا در فکر ایشان راہ مییابد سرش ہمانست کہ مقدمات مقررہ خود را یقینی خیال کردہ در ان جا دخل دادہ اند والا منطق علمی است کہ رعایت او ذہن را از خطا در فکر نگاہ میدارد اگر صرف استعمال منطق می بود و ضم مقدمات دیگر از پیش خود نمیکردند ہرگز خطا نمی خوردند بعد از تمام

اردو ترجمہ

علائق بدن سے مجرد ہونے کی حالت میں روح کے اُن چیزوں کے مطالعہ کرنے میں متفرد ہونے کو جو آدمی کی آنکھ سے اوجھل ہیں فرمایا کہ حضرت مخدومی نے یہ مضمون ترجمہ عوارف سے نقل کیا ہے اور تحقیق یہ ہے کہ بعض وہ مکاشفات جن میں خیال کو دخل ہوتا ہے خطا بھی کر جاتے ہیں مگر جن قطعی اور یقینی علوم کا کہ آدمی کے ذہن اور عقل پر الہام ہوتا ہے البتہ وہاں خطا کو دخل نہیں ہوتا۔ اسی موقع پر حاضرین میں سے ایک شخص نے عرض کیا کہ بعض یقینی علوم ایسے بھی ہوتے ہیں جو بطریق الہام عقل کو معلوم ہوتے ہیں مگر اُن میں خطا پائی جاتی ہے فرمایا اسکا سبب یہ ہے کہ آدمی بعض اُن مقدمات کو جو اُسی کی تسلیم اور مقرر کئے ہوئے ہوتے ہیں یقینی اور قطعی خیال کر کے ان علوم کیساتھ ضم کرتا اور ترتیب دیتا ہے اس وجہ سے اُن میں خطا واقع ہو جاتی ہے اور جہاں صرف الہامی علوم ہوتے ہیں ہاں خطا کو ہرگز گنجائش نہیں ہوتی۔ یہی وجہ ہے کہ علمائے معقولیین جو علم معقول کا استعمال اور قواعد منطقیہ کی کما حقہ رعایت کرتے ہیں اُن کے فکر میں بھی خطا اپنی مداخلت کر لیتی ہے۔ اس میں بھید یہی ہوتا ہے کہ معقولی اپنے مقرر کئے ہوئے مقدمات کو یقینی خیال کر کے وہاں دخل دیتے ہیں ورنہ منطق ایک ایسا علم ہے جس کی رعایت ذہن کو خطا سے بچاتی اور فکر میں غلطی کرنے سے محفوظ رکھتی ہے۔ اگر صرف منطق کا استعمال ہو۔ اور لوگ اس میں دوسرے مقدمات اپنی طرف سے نہ ملائیں تو کبھی غلطی نہ کریں + اس بحث کے تمام ہونے کے بعد

Marfat.com

این سخن فرمودند کہ متوجہان الی اللہ را کشف در ہیچ کار نیست کشف دو نوع است کشف دنیوی و آن
خود اصلا بکار نمی آید و کشف اخروی و آن در کتاب و سنت مبین شدہ است برائے عمل کافی است
و ہیچ کشفی باآن برابر نیست **ایضاً** میفرمودند کہ مشائخ را بر تربیت و ارشاد خلق یکی ازین سہ
چیز باعث میشود الہام حق سبحانہ یا حکم پیر یا شفقت بر خلق را بر ابتلاء ضلالت می بینند و دفع ضرر از ایشان
میکنند آن ضرر مثل عذاب دوزخ و اہوال قیامت پس بمقتضائے شفقت آن است کہ ترویج
شریعت لازم گرفتہ اینہا را بوعظ و نصیحت بحفظ ادب و اقامت شرائع امر بکنند مثل تعلیم و تعلم فقہ و حدیث
و عمل کردن بموجب آن نہ آنکہ اینہا را واصل سازند و اصل ساختن شرط شفقت نیست یعنی امرے
زائدے است در شفقت ہمان قدر کافی است۔ الحق سخن در فضیلت و شرف مشائخ بر یک دیگر
افتاد فرمودند شرف صفاتی است نظر بانکہ یکے را در معرفت بیشتر از ان دیگر است یا خوارق این
بر خوارق آن فوقیت دارد اما در ذات جملہ برابر اند و اینکہ مردم بہ یکی بیشتر معتقد شدند فضیلتے نیست ؏

فرمایا کہ جو لوگ خدا کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اُنہیں کشف کچھ فائدہ نہیں دیتا۔ کشف اصل میں دو طرح کا ہوتا ہے ایک کشف
دنیوی اور یہ آدمی کے مطلقاً کچھ کام نہیں آتا۔ دوسرے کشف اخروی۔ اور اس کا بیان قرآن و حدیث میں نہایت
صراحت و وضاحت کے ساتھ ہوا ہے یہی عمل کے لیئے کافی و وافی ہے اور کوئی کشف اسکی برابری نہیں کرسکتا
حضرت خواجہ نے یہ بھی فرمایا کہ خلق کے ارشاد و تربیت پر مشائخ کو ذیل کی تین چیزوں میں سے ایک چیز ابہارتی ہے
(۱) خداوندی الہام (۲) پیر کا حکم (۳) خلق پر شفقت و مہربانی۔ یعنی جب خلقت کو مبتلائے ضلالت دیکھتے ہیں تو اُن سے
ضرر کے دفع کرنے میں کوشش کرتے ہیں خلق کا ضرر ہے عذاب دوزخ اور قیامت کے ہولناک مقامات وغیرہ تو مقتضائے
شفقت یہ ہے کہ حضرات مشائخ شریعت کے رواج دینے کو اپنے اوپر لازم کرلے خلق کو وعظ و نصیحت کے پیرایہ میں حفظ ادب اور
شرائع کو قائم کرنیکا حکم کریں جیسے فقہ و حدیث کا درس تدریس اور اُنکے بموجب عمل کرنیکی ترغیب۔ یہ نہیں کہ اُنہیں
واصل کریں کیونکہ واصل کرنا شفقت کی شرط نہیں ہے بلکہ وہ ایک زائد بات ہے شفقت میں اسیقدر کافی ہے جسکا
بیان ہوا۔ پھر تھوڑی دیر تک مشائخ کی باہمی بزرگی و شرافت پر بحث ہوتی رہی۔ فرمایا مشائخ جو ایک دوسرے پر شرف
رکھتے ہیں تو یہ شرافت صفات کے لحاظ سے ہے۔ یعنی اس معنی کر ہے کہ ایک دوسرے سے معرفت میں زیادہ ہے یا اسکی خوارق
و کرامات پر فوقیت رکھتے ہیں لیکن بلحاظ ذات سب برابر ہیں اور کسیکو کسی پر فوقیت نہیں بہت سے آدمیوں کا ؏

؏ ایک شخص کا معتقد ہونا افضلیت کی دلیل نہیں۔

Marfat.com

اعتبار مر فضیلتے راست کہ نزد حق سبحانہ در قرب و معرفت داشتہ باشند میفرمودند کہ حاصل این
طریقہ تربیت انجذاب ایمانی است کہ دعوت تمامی انبیاء و رسل بدان واقع است میفرمودند
کہ نہایت قرب بندہ و اتصال او بذات حق زیادہ بران نیست کہ دوام آگاہی دارم کہ بفنا کشید کہ در
حاصل شود چون این نسبت حاصل شد سالک بحصول این نسبت مشرف بمرتبہ ولایت شد و کمالاتے
کہ در حصول مقامات و تجلیات اسماء و صفات کہ سالکان طرق دیگر را تفصیل حاصل میشود دیگر است
اما بحصول نسبت قرب و اتصال کہ بذات حق سبحانہ حاصل شد بمرتبہ ولایت اخص خواص رسید ایضاً
میفرمودند کہ اول در آمد طالبان این طریقہ در حد فناست و معنی اندراج نہایت در بدایت کہ کبرائے
این سلسلہ عالیہ اشارت بدان کردہ اند این است ایضاً میفرمودند کہ ابتدائے حال بخاطر میرسید
کہ تفصیل سلوک کردہ شود چنانچہ اہل سلسلہ کبرویہ میکنند حضرت خواجہ محمد پارسا قدس سرہ
درخواب آمدند و فرمودند کہ حاصل سلوک تفصیل آنست کہ تہذیب اخلاق حاصل شود چون این معنے

اصل میں اعتبار اسی فضیلت کا ہے کہ خدا کے نزدیک قرب و معرفت میں شرف رکھتا ہو۔ فرماتے تھے کہ اس
طریقہ کا حاصل انجذاب ایمانی کی تربیت ہے جسکے ساتھ تمام انبیاء و مرسلین کی دعوت واقع ہے فرماتے تھے کہ بندہ
کا انتہا درجہ کا قرب اور ذات خداوندی کے ساتھ اسکا کمال اتصال اس سے زیادہ نہیں ہے کہ دوام آگاہی
اور آرام جو فنا کیطرف کشاں کشاں لیجاتی ہیں حاصل ہو جہاں یہ نسبت حاصل ہوئی۔ سالک اُس کے
حصول کیوجہ سے مرتبہ ولایت کے ساتھ مشرف ہوا۔ دوسرے طریقوں کے سالکوں کو جو کمالات کہ حصول مقامات
اسماء و صفات کی تجلیات میں تفصیل حاصل ہوتے ہیں وہ اور ہیں۔ لیکن قرب اور اتصال ذات خداوندی
کی نسبت کے حاصل ہونیکی وجہ سے سالک اخص خواص کے مرتبہ ولایت پہ پہنچ جاتا ہے +
فرماتے تھے کہ اس طریقہ کے طالبوں کے لئے پہلی چوکھٹ فنا کی سرحد ہے۔ اور اندراج نہایت در ہدایت کے معنے
جس کی طرف اس طریقہ عالیہ کے اکابر نے اشارہ کیا ہے یہی ہے۔ یہ بھی فرماتے تھے کہ شروع
میں میرے دل میں آتا تھا کہ جسطرح سلسلہ کبرویہ کے لوگ تفصیل سلوک کرتے ہیں میں بھی اسی طرح تفصیل
سلوک کروں مگر ایکدفعہ حضرت خواجہ محمد پارسا قدس سرہ نے خواب میں آکر فرمایا کہ تفصیل سلوک کا نتیجہ صرف اسیقدر ہے کہ تہذیب
اخلاق حاصل ہو اور جب یہ بات

Marfat.com

حاصل شد سلوک تفصیل کردن تحصیل حاصل است ایضاً میفرمودند که ارباب رضا را ابلائیت در بلا نیماند و کراہت در نظر ایشان نیست ازان جہت که فعل حق سبحانه است ایضاً میفرمودند که داؤد دنیوری رحمة الله علیه گفته که معده محل طعام است اگر حلال دروے افگنی قوت طاعت یابی و اگر بشبهت بود راه حق پوشیده کند و اگر حرام باشد معصیت زائد ایضاً میفرمودند که شیخ ابوسعید ابن ابی الخیر قدس سره برائے معرفت شخصے قفائے بروے زد شیخ برقفا نگریست آن شخص گفته که چه می بینی صوفیے از حق بدان شیخ گفت میدانم که از حق است سبحانه لیکن می بینم تا مظهر این شقاوت که شده است +

شنبه بست وسوم ذی القعده سنه تسع و الف

دولت زمین بوس بدست آمد سخن در احتیاط لقمه افتاد فرمودند که تنها بر حلیت لقمه اکتفا نباید کرد باید که هیزم و آب و ظرف هم از وجه حلال باشد و پزنده طعام آگاه بحق باشد سبحانه و وقت موزون

حاصل ہوگئی تو اب سلوک کی تفصیل کرنا اصل میں تحصیل حاصل ہے۔ یہ بھی فرماتے تھے کہ جو لوگ خدا کے آگے گردن رضا و تسلیم خم کئے ہوئے ہیں وہ مصیبت و بلا کو بلا کی صورت میں نہیں دیکھتے اور اُن کی نظر میں ناپسند اور مکروہ بات کوئی وقعت نہیں رکھتی۔ کیونکہ وہ ہر چیز کی نسبت یہی اعتقاد رکھتے ہیں کہ یہ خدا کا فعل ہے۔ یہ بھی فرماتے تھے کہ **داؤد دنیوری** رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ معدہ کھانے کا محل ہے تو اگر اس میں پاک اور حلال غذا ڈالو گے طاعت و عبادت کی قوت پاؤ گے اور اگر مشتبہ لقمہ ہوگا تو خدا کی راہ پوشیدہ کریگا۔ حرام ہوگا تو معصیت و نافرمانی پیدا کریگا۔ فرماتے تھے کہ ابوالخیر کے صاحبزادے ابوسعید قدس سرہ بازار میں چلے جاتے تھے۔ ایک شخص نے انکی گُدی پر چپت لگایا۔ شیخ نے مڑکر دیکھا تو وہ شخص بولا آپ کیا دیکھتے ہیں آپ تو صوفی ہیں اسے بھی خدا کی طرف سے جانئے شیخ نے فرمایا یہ تو میں جانتا ہوں کہ یہ خدا ہی کی طرف سے ہے۔ پر یہ دیکھتا ہوں کہ اس بدبختی کا ظہور کس سے ہوا ہے +

ہفتہ کا دن تیئیسویں ذی قعدہ ۱۰۰۹ھ

زمین بوسی کی دولت حاصل ہوئی احتیاط لقمہ میں گفتگو شروع ہوئی فرمانے لگے کہ محض لقمہ کے حلال ہونے پر بس نہ کرنا چاہیئے بلکہ لکڑی۔ پانی۔ برتن وغیرہ بھی کسب حلال سے ہونا چاہیئے اور کھانا پکانیوالا حق آگاہ ہو اور نیز کھاتے وقت

Marfat.com

از سر حضور و آگاہی بکار برند کہ لقمہ بے احتیاط دودے میخیزد کہ مجاری فیض مے بندد و ارواح طیبہ
کہ پرتو فیض اند مقابل قلب نمیشود ہم درین محل فرمودند کہ ضعیف دماغان را باید کہ طعامے کہ ملائم
طبع و مقوی دماغ باشد بخورند مثلاً اگر ضعیف دماغی نان جو غذا کند البتہ یبوستی بدماغ او راہ یابد
و راہ فیض بر بندد موافق این سخن فرمودند کہ یک فیض خاصی ہست کہ بدماغ میرسد و در وقتیکہ
یبوستے بدماغ رفت آن فیض نمیرسد لاجرم احتیاط باید کرد کہ طعامے کہ ملائم طبع نباشد نخورد و
روزہ ہائے زائد بر خود لازم نگیرد کہ موجب ضعف دماغ شود خصوصاً اہل کشف را احتیاط بلیغ
در تقویت دماغ باید کرد کہ اکثر یبوست دماغ موجب غلط کشف میشود ہم درین محل شخصے در خدمت
حضرت ایشان نقل کرد کہ فلانے میگفتہ است و نام یکے از اکابر وقت را گرفت کہ حضرت ایشان
طالبان خود را از اعتقاد کہ بہ پیران سابق دارند تبری میفرمایند و افادہ را موقوف بآن می دار
فرمودند کہ اینچنین نیست لیکن چون در بعضے از طالبان مذبذبے میبایم اشارتے بیک

حضور و آگاہی کام میں لائی جائے کیونکہ بے احتیاط لقمہ سے ایک ایسا دھواں دھار غبار پیدا ہوتا ہے جس
فیض کے آمد و رفت کے مقامات بند ہو جاتے ہیں اور پاک روحیں جو فیض کا پرتو ہیں ان کے مقابل نہیں رہتیں
اسی موقع پر آپ نے فرمایا کہ جن کے دماغ ضعیف ہوں انہیں ایسی غذا تناول کرنی چاہیے جو طبیعت کے موافق
اور دماغ کے لیئے تقویت دینی والی ہو۔ اگر کوئی ضعیف الدماغ مثلاً جو کی روٹی کھائیگا تو ضرور ہے کہ خشکی دماغ
پیدا ہوگی اور فیض کی راہ بند ہو جاویگی۔ اس بات کے متعلق خواجہ نے یہ نکتہ بھی ارشاد فرمایا کہ فیض کی ایک
خاص قسم ہے جو دماغ میں پہنچتا ہے اور جب دماغ میں خشکی ہوتی ہے تو وہ فیض وہاں تک نہیں پہنچ سکتا
پس اس بات کی احتیاط ضرور کرنی چاہیے کہ جو غذا نامناسب ہو تناول نہ کرے اور بہت روزے رکھنے کا التزام
کہ ضعف دماغ کا ایک سبب یہی ہے بالخصوص اہل کشف کو دماغ میں بہت کچھ احتیاط کرنی چاہیے کیونکہ
اوقات دماغ کی خشکی سے کشف میں غلطی واقع ہو جاتی ہے۔ اسی اثنا میں ایک شخص نے خدمت خواجہ میں
کہ فلاں شخص (اپنے وقت کے بزرگوں میں سے ایک کا نام لیا) کہتا ہے کہ خواجہ یعنی آپ اپنے مریدوں اور طالبوں
اس اعتقاد سے باز رکھتے ہیں جو لوگ پہلے زمانہ کے پیروں سے رکھتے ہیں اور اسی پر افادہ کو موقوف اور منحصر جانتے ہیں
ایسا نہیں ہے بلکہ اصل بات یہ ہے کہ جب میں کسی طالب کو متردد پاتا ہوں تو اسے گزشتہ پیروں میں سے ایک

رویہ شدن آنہا میکنم و ازین باب در کتب قوم بسیار یافتہ میشود چنانچہ یکی گفتہ است کہ ہر کہ یکجا ہمہ جا و ہر ہمہ جا ہیچ جا و دیگرے گفتہ یک در گیر محکم گیر۔ دیگرے گفتہ توحید مطلب شرط راہ است و ہمیں قیاس پس چون حقیقت کار چنین باشد و آنچہ حق است بآنہا نگویم آوارہ شان گزارم آنہا کہ پیش من می آیند برائے استفادہ می آیند نہ برائے امرے دیگر بعد ازین سخن فرمودند کہ اعتقادے کہ ما با اہل این سلاسل داریم ہمانا کہ اشارت بسلسلہ چشتیہ و قادریہ و سہروردیہ کردند دیگران کجا دارند خصوصاً عامۂ اہل ہند کہ اعتقاد اینہا نزدیک بشرک چیزے است ما اہل این سلاسل را فانی فی اللہ میدانیم و این مردم موثر مستقل اعتقاد میکنند۔ تحقیق سخن در بیان این حدیث قدسی فتاد کہ اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ فرمود کہ بخدا تعالیٰ نیک گمان باید بود و بنفس خود بدگمان و خائف مشائخ را اختلاف است درین کہ غالب حال بندہ مومن رجا باید یا خوف بعضے گفتہ اند در پیری رجا و در جوانی خوف و تحقیق آنست کہ ہمیشہ رجا باید کہ غالب باشد تتمہ حدیث اِنْ ذَکَرَنِیْ فِیْ نَفْسِہٖ

طریقہ پر ہونے کا حکم کرتا ہوں اور یہ بات نہ صرف میں ہی جائز رکھتا ہوں بلکہ قوم کی کتابوں میں بہت سے ایسے مقام پائے جاتے ہیں۔ چنانچہ ایک بزرگ کا قول ہے کہ جو شخص ایک جگہ ہے وہ سب جگہ ہے اور جو سب جگہ ہے وہ کسی جگہ نہیں سو دوسرے بزرگ کا بیان ہے کہ ایک دروازے کو پکڑو اور مضبوط پکڑو و اسی طرح کے اور بہت سے اقوال ہیں جو ان پر قیاس کئے جا سکتے ہیں۔ تو جب واقعی اور نفس الامری بات یہ ہے تو میں اس طرح کے لوگوں سے حق بات نہیں کہتا اور انہیں آوارہ اور پریشان چھوڑ دیتا ہوں کیونکہ وہ میرے پاس فائدہ حاصل کرنیکے لئے آتے ہیں نہ کسی اور بات کے لئے۔ پھر سلسلہ چشتیہ اور قادریہ اور سہروردیہ کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ ہم کو ان سلسلوں کے بزرگوں سے جو اعتقاد ہے وہ دوسروں کو کہاں میسر ہے۔ خاصکر ہند کے عام باشندے کہ انکا اعتقاد تو ان بزرگوں کے ساتھ قریب قریب شرک کے ہے۔ ہم ان سلسلوں کے بزرگوں کو فانی فی اللہ جانتے ہیں اور عوام لوگ مستقل موثر اعتقاد کرتے ہیں۔ تھوڑی دیر اس حدیث قدسی کے بیان میں گفتگو ہوتی رہی کہ اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ یعنی خدا فرماتا ہے کہ میں اپنے بندہ کے اس گمان کے ساتھ ہوں جو وہ میرے ساتھ رکھتا ہے۔ فرمایا خدا کے ساتھ نیک گمان اور اپنے نفس کے ساتھ بدگمان و خائف رہنا چاہیئے۔ ایماندار بندہ کو اکثر اوقات امیدوار رہنا چاہیئے یا خائف اسمیں مشائخ کا اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ بڑھاپے میں امیدوار اور جوانی میں خائف رہنا چاہیئے۔ لیکن تحقیق یہ ہے کہ ہمیشہ امیدواری غالب

اردو ترجمہ

Marfat.com

ذَکَرْتُہٗ فِیْ نَفْسِیْ وَاِنْ ذَکَرَنِیْ فِیْ مَلَاءٍ ذَکَرْتُہٗ فِیْ مَلَاءٍ خَیْرٍ مِّنْہُ یعنی فی ملار الملائکہ فرمودند
کہ خریت ملار درصورتے کہ بندہ ذکر حق سبحانہ در ملار آن سرور صلی اللہ علیہ وسلم باشد
نہ باعتبار آنست کہ رسل ملائک افضل باشد از رسل بشر وحال آنکہ مذہب اہل تحقیق آنست کہ رسل بشر
افضل است از رسل ملک بل باعتبار آنست کہ وجود روحانی آنسرور کہ در ملار اعلی است ذکر حق سبحانہ
بندہ را دران ملار باشد یا خریت ملار باعتبار آن باشد کہ جماعتے از فرشتگان اند کہ آن ہا مہیمین
گویند وآنہا افضل اند از رسل بشر ذکر حق سبحانہ بندہ را دران ملار باشد +

دوشنبہ بست وپنجم ذی القعدہ سنہ تسع والف

سعادت زمین بوس حاصل شد سخن در ترقی بعد الموت افتاد فرمودند کہ شیخ ابن عربی رضی اللہ عنہ گفتہ است
کہ اگر کسے بہ نیت صحیح واعتقاد درست در راہ حق سبحانہ درآید وآداب شریعت کما حقہ بجا آرد واورا
از اذواق ومواجید این طائفہ در حین حیات نصیبے نباشد البتہ بعد از موت احوال

ذَکَرْتُہٗ فِیْ نَفْسِیْ وَاِنْ ذَکَرَنِیْ فِیْ مَلَاءٍ ذَکَرْتُہٗ فِیْ مَلَاءٍ خَیْرٍ مِّنْہُ یعنی اگر وہ مجھے اپنے دل ہی دل میں
یاد کرتا ہے تو میں بھی اسے دل ہی دل میں یاد کرتا ہوں اور جو وہ مجھے جماعت میں یاد کرتا ہے تو میں اس جماعت
سے بہتر جماعت میں اسے یاد کرتا ہوں یعنی فرشتوں کی جماعت میں - فرمایا بہتر جماعت سے مراد یہ ہے کہ خدا
تعالی بندہ کا ذکر جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی جماعت میں کرتا ہے اس اعتبار سے نہیں کہ پیغامبر فرشتے
پیغامبر آدمیوں سے افضل ہیں کیونکہ محققین کا مذہب ہے کہ آدمیوں کے پیغامبر فرشتوں کے پیغامبر سے افضل ہیں
بلکہ اس اعتبار سے کہ جناب سرور کائنات کا وجود روحانی جو ملاء اعلی میں موجود ہے - حق تعالی ایمان دار بندہ کا ذکر
وہاں پیش کرتا ہے یا اس بہتر جماعت سے فرشتوں کی جماعت مراد ہو اور انکی بہتری اس اعتبار سے ہو کہ آسمانوں پر فرشتوں کی ایک
جماعت ہے جنکا نام مہیمین ہے اور وہ آدمیوں کے پیغامبر سے افضل ہیں حق تعالی بندہ کے ذکر کو ان پر پیش کرتا ہے

دوشنبہ کا دن پچیسویں ذیقعدہ سنہ ۱۰۰۹ھ

زمین بوسی کی سعادت حاصل ہوئی - ترقی بعد الموت میں گفتگو شروع ہوئی - فرمایا شیخ ابن عربی رضی اللہ عنہ نے
فرمایا ہے کہ اگر کوئی صحیح نیت اور درست اعتقاد کے ساتھ خدا کی راہ میں آئے اور شریعت کے آداب بجالائے جیسا کہ انکے
بجالانے کا حق ہے مگر اسے دنیاوی زندگی میں اس گروہ کے ذوق وجد کا کوئی حصہ حاصل نہو تو موت کے بعد اس گروہ کے احوال

واذ وواق این طائفه اش بدہند حضرت ایشان سلمہ اللہ تعالیٰ والقاہ پارۂ تامل کردند فرمودند بلکہ این چنیں کس را ہمریں عالم وقت احضار موت باین دولت مشرف سازند بعد ازین سخن فرمودند کہ اعتقاد درست آست ہیچ ذوقے و وجدانے باین برابر نیست باید کہ داشتہ باشی دیگر ہیچ گو مباش +

شنبہ سلخ ذی القعدہ سنہ مذکور

بجلس عالی باریافت از حاضران شخصے سوال کرد کہ نسبت حضرت خواجگان قدس اللہ اسرارہم خود قدیم است چیزیکہ حضرت خواجہ نقشبند قدس اللہ سرہ الحاق کردہ باشند کدام است کہ این سلسلہ بہ نقشبندیہ مشہور شد فرمودند بعضے تعلیمات وکیفیات الحاق کردہ اند چنانچہ حضرت خواجہ احرار قدس اللہ سرہ العزیز نوشتہ اند کہ خاتم این نسبت بروجہ کمال ایشان بودند وخاتم آنست کہ بعد اتمام

واذوواق خدا کی طرف سے حاصل ہوں گے - یہ فرما کر حضرت خواجہ نے (خدا تعالیٰ انکو سلامت وباقی رکھے) تھوڑی دیر تامل کیا اور فرمایا بلکہ ایسے شخص کو اسی عالم میں سکرات موت کے وقت اس دولت سے مشرف فرمائیں گے ازاں بعد فرمایا کہ درست اعتقاد اور احکام شریعت کی رعایت اور اخلاص اور خدا کی جناب میں دائمی توجہ یہ سب چیزیں ایسی عظیم الشان دولتیں ہیں جنکا مقابلہ کوئی ذوق کوئی وجدان نہیں کرسکتا تمہیں چاہیے کہ یہ چیزیں اپنے میں پیدا کرو کوئی اور چیز نہ ہو +

ہفتہ کا روز یکم ذیقعد سنہ مذکور

مجلس عالی میں داخل ہونے کی اجازت پائی - حاضرین جلسہ میں سے ایک شخص نے پوچھا کہ حضرت خواجگان قدس اللہ اسرارہم کی نسبت وہی قدیم نسبت ہے - حضرت خواجہ نقشبند قدس اللہ سرہ نے اس میں کون سی ایسی چیز زیادہ کی ہے جس سے یہ سلسلہ نقشبندیہ کیساتھ مشہور ہو گیا فرمایا کچھ کیفیتیں کچھ تعلیمیں زیادہ کی ہیں - جیسا کہ حضرت خواجہ احرار قدس اللہ سرہ العزیز نے لکھا ہے کہ حضرت خواجہ نقشبند اس نسبت کے خاتم تھے اور بوجہ کمال خاتم تھے خاتم اسے کہتے ہیں کہ کسی چیز کو پورا اور کامل کرنیکے بعد آئے

اردو ترجمہ

Marfat.com

ختم میکنند وخود ہم فرمودہ اند کہ من اختیار طریقہ کردم کہ البتہ موصل باشد وآن طریقہ محبت و انجذاب است
بطریق مخصوص کہ درین طریقہ معمول است بعد ازین سخن فرمودند کہ طریقہ انجذاب و محبت البتہ موصل است
واورا روئے جز بسوئے بذات نیست بخلاف طرق دیگر کہ رو بجانب انوار نیز دارند لاجرم بعضے
بہمان انوار بازمی مانند واین انجذاب و محبت در جمیع این سلسلۂ عالیہ تربیت ہمان انجذاب میکنند۔
می فرمودند کہ رویت بالبصر موعود است در حشر ازینجا فہمیدہ میشود کہ رویت بالقلب درین نشا باشد
وتحقیق آنست کہ رویت بالقلب نیز چنانچہ رویت بالبصر موعود است چہ رویت انکشاف تام است
وتا روح متعلق این بدن است انکشاف تام صورت نمی بندد و ہر چند بے تعلق گردد لا اقل علاقۂ
حیات باقی خواہد ماند اگر چہ بصرافت اصلی نماند تعلقے مائی خود باقی است نکتے سخن در وحدت وجود
اختلاف شیخ علاء الدولہ سمنانی با شیخ محی الدین عربی رضی اللہ تعالیٰ عنہما افتاد بر لفظ مبارک راندند کہ جواع
این دو عزیز را کہ در اطلاق حق دارند فضلائے کہ بہر دو ایشان معتقد بودند لفظی داشتہ اند و چنین تحریر

اردو ترجمہ

ٹھہر لگا دے) اور خود بھی فرمایا ہے کہ میں نے وہ طریقہ اختیار کیا ہے جو ٹھیک خدا کی طرف پہنچا دیتا ہے اور وہ طریقہ
محبت و انجذاب کا ہے مخصوص طریق کے ساتھ جو اس طریقہ میں معمول ہے ۔ اس کے بعد فرمایا کہ بیشک انجذاب اور محبت
کا طریقہ ٹھیک خدا کی طرف پہنچا دیتا ہے اور اس کا رخ بجز ذات خدا کے اور کسی طرف نہیں ہے ۔ بخلاف دوسرے طریقوں
کے کہ ان کا رخ انوار کی طرف بھی ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ بعض لوگ صرف انوار کی حد تک پہنچکر ٹھہر جاتے ہیں
اور یہ انجذاب و محبت دونوں اس سلسلہ عالیہ کی تمام شاخوں میں ہیں اسی انجذاب کی تعلیم و تربیت کرتے ہیں ۔ فرماتے
تھے کہ خدا تعالیٰ کو ظاہری آنکھوں سے دیکھنے کا وعدہ حشر میں پورا ہوگا اور اس سے سمجھا جاتا ہے کہ دل کی آنکھ سے
دیکھنا اس دنیا میں بھی ممکن ہے ۔ مگر تحقیق یہ ہے کہ جس طرح ظاہری آنکھوں سے دیکھنا حشر میں موعود ہے اسی طرح دل
کی آنکھ سے دیکھنا بھی اسی عالم میں موعود ہے ۔ کیونکہ دیکھنے سے مراد ہے کامل اور پورا انکشاف اور تا وقتیکہ
روح کا تعلق بدن کیساتھ ہے پورا انکشاف حاصل نہیں ہو سکتا ۔ ہر چند کہ آدمی بے تعلق محض ہی کیوں نہو
مگر کم سے کم علاقہ حیات تو ضرور ہی باقی رہتا ہے اور یہ بھی نہو تو مائی اور مٹی کا تعلق تو کہیں جاتا ہی نہیں تھوڑی دیر تک
وحدت وجود اور اس اختلاف میں بحث ہوتی رہی جو شیخ علاء الدولہ سمنانی کو شیخ محی الدین عربی کیساتھ تھا ۔ زبان
مبارک پر جاری ہوا جو فضلا ان دونوں بزرگوں کے معتقد ہیں وہ انکے اس اختلاف کو جو یہ دونوں خدا تعالیٰ

کردہ اند کہ شیخ محی الدین وجود حق را سبحانہ مطلق گفتہ ہست و شیخ علاء الدولہ ازین اطلاق مطلق بشرط لاشے فہمیدہ طعن و تخطیہ کردہ است اما مراد شیخ این نیست بل مراد شیخ ازین اطلاق مطلق لا بشرط شے است و معتقد شیخ علاء الدولہ ہم ہمین است پس نزاع در لفظ است نہ در معنے بعد برین محل فرمودند ہنوز نزاع رفع نمی شود تا آنکہ شیخ علاء الدولہ قائل نشود کہ موجودات خارجی جز در علم وجودی ندارند و صور علیہ اعتبارات و شیونات ذات است روزے میان شیخ احمد سرہندی را کہ از اجلہ اصحاب حضرت ایشانند بسرہند رخصت میکردند ایشان را مخاطب ساختہ در اخفائے نسبت فرمودند کہ بعد از نماز بامداد تا اشراق بر مصلا بنشینند اما حلقہ نکنند و بعد ازان علوم دینی را درس بگویند لیکن دقت طالبعلمی درمیان نباشد و اکثر اوقات تصحیح کتب و مطالعہ درپیش داشتہ باشند و اگر سخن گویند بطور علما گویند نہ بطور صوفیہ و اگر احیاناً بطور صوفیہ گفتہ شود با غلاقے بگویند کہ جز مخاطب دیگرے نفہمد و از انجا چیزے فرا نگیرد کہ موجب زلت او گردد و مجلس سکوت را منحصر بر درمیان تہجد و بامداد از بعد ین

کہ شیخ محی الدین حق تعالی کے وجود کو مطلق کہتے ہیں اس پر شیخ علاء الدولہ اس اطلاق سے مطلق بشرط لاشے مراد لیکر شیخ پر طعن کرتے اور انکا تخطیہ ثابت کرتے ہیں۔ حالانکہ شیخ اس اطلاق سے مطلق بشرط لاشے مراد نہیں لیتے بلکہ وہ اطلاق سے مراد لیتے ہیں مطلق لابشرط شے اور یہی اعتقاد ہے شیخ علاء الدولہ کا یہ اختلاف لفظی ہوا نہ معنوی اسی موقع پر حضرت خواجہ نے فرمایا کہ میرے خیال میں ابھی تک بھی اختلاف رفع نہیں ہوتا اختلاف رفع ہوتا ہے اسوقت جبکہ شیخ علاء الدولہ اسبات کے قائل ہوں کہ موجودات خارجی علم میں پائے جانیکے علاوہ کوئی وجود نہیں رکھتے اور صور علمیہ ذات کے اعتبارات اور شیونات ہیں۔ ایک روز میاں شیخ احمد سرہندی کو جو حضرت خواجہ کے جلیل القدر اور ممتاز خلیفہ تھے۔ سرہند کی طرف رخصت کرتے ہوئے مخاطب کیا اور اخفا نسبت کی بابت فرمایا کہ صبح کی نماز کے بعد سے اشراق کے وقت تک مصلے پر بیٹھے رہا کرو لیکن حلقہ نہ کرو۔ اشراق سے فارغ ہوکر درس تدریس میں مشغول رہو لیکن طالبعلمی کی باریکیاں بیان نہ کرو اور اکثر اوقات کتابوں کی تصحیح اور مطالعہ میں مصروف رہا کرو اگر وعظ کہنے کا اتفاق پڑے تو عالمانہ وعظ کہو صوفیانہ نہیں اور اگر احیاناً کوئی بات صوفیانہ کہنی ہو تو اجمال اور اغلاق کے ساتھ کہو تاکہ جسے خطاب کرنا منظور ہو وہی سمجھے دوسرا شخص نہ سمجھے اور اس سے کوئی ایسی بات مستنبط نہ کر سکے جو اسکی لغزش کا باعث ہو پھر تہجد اور صبح کے بیچ میں

Marfat.com

محل فرمودند کہ راہ افادہ واستفادہ جنسیت ومناسبت است نہ خوارق وتصرفات مستفید بقدر مناسبتے کہ بمفید دارد معتقد کمال او میشود واستفادہ میکند وبقدر جنسیت خوارق وتصرفات او مشاہدہ میکند وبقدر جنسیت بدان میگردد مثلاً اگر بر کسے اعتقاد عرفان دارد یا کسی را محب حق سبحانہٗ میداند البتہ نشاء عرفانی در باطن او پرتو از نسبت حبی در استعدادش ہست اگر ظاہر نباشد پوشیدہ خواہد بود ہمبریں قیاس از اوصاف ذمیمہ چنانچہ بت پرست مثلاً بقدر مناسبتے کہ دل او را بآن سنگ ہست کمالات آن سنگ رامی دریابد وجذب منافع از راہ جنسیت از ان سنگ میکند وتا جنسیت ومناسبت فیہما باشد راہ افادہ واستفادہ مسدود است چنانچہ آنسرور صلی اللہ علیہ وسلم چندان تصرفات در کار ابوطالب کردند ومعجزات نمودند با وجود آنکہ از ابتدا طفولیت خوارق ومعجزات آن سرور صلی اللہ علیہ وسلم دیدہ بود اما چون مناسبت مفقود بود فائدہ نداشت چنانچہ کلام مجید بدان ناطق است اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَاۗءُ مولوی روم می فرماید؎

اردو ترجمہ

آپ نے یہ بھی فرمایا کہ کسیکو فائدہ پہنچانے یا کسی سے فائدہ حاصل کرنے کا طریقہ بس یہی ایک باہمی جنسیت اور مناسبت ہے نہ خوارق وتصرفات۔ فائدہ حاصل کرنیوالا بقدر اُس مناسبت کے جو فائدہ پہنچانے والے کے ساتھ رکھتا ہے اسکے کمال کا معتقد ہوتا اور فائدہ اٹھاتا ہے اور بقدر جنسیت اسکے خوارق وتصرفات کا مشاہدہ کرتا ہے اور جنسیت کی مقدار اُسکی طرف توجہ اور میلان رکھتا ہے۔ مثلاً ایک شخص کو کسی کے عرفان کا اعتقاد ہے یا اسے محب خدا جانتا ہے تو اس بات کا صاف پتہ چلتا ہے کہ اسکے باطن واستعداد میں نشاء عرفانی موجود ہے اور اس نسبت کا پرتو ہے جو صاحب عرفان اور محب خدا سے رکھتا ہے ظاہر میں نہو تو باطن میں ضرور ہوگی اور اسی پر قیاس کر لو اوصاف ذمیمہ کو جیسے مثلاً ایک بت پرست ہے اور بت کے ساتھ اعتقاد رکھتا ہے تو وہ بقدر اس مناسبت کے جو اسکے دل کو پتھر کیساتھ حاصل ہے پتھر کے کمالات کا اعتقاد رکھتا ہے اور از راہ جنسیت اس پتھر سے فوائد اور منافع حاصل کرتا ہے۔ الغرض تا وقتیکہ مفید ومستفید دونوں کے بیچ میں جنسیت ومناسبت نہو گی افادہ اور استفادہ کی راہ بند رہیگی۔ یہی وجہ ہو کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ابوطالب کے بارے میں بہت کچھ تصرفات کئے اور طرح طرح کے معجزے دکھائے لیکن ابوطالب نے باوجودیکہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بچپن کے زمانہ سے آپکے بہت سے خوارق وتصرفات ومعجزات دیکھے تھے۔ لیکن بوجہ مناسبت مفقود تھی کچھ فائدہ نہ اٹھایا جیسا کہ قرآن مجید میں آیا ہے اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ الخ یعنی اے میرے پیغمبر

موجب ایمان نباشد معجزات | بوے جنسیت کند جذب صفات
معجزات از بهر قهر دشمن است | بوئے جنسیت پئے دل بردن است

جمعه سیزدهم ذی الحجه سنه مذکور

سعادت حضور بدست آمد۔ چون فقیر را دید تبسم کنان فرمودند که برائے سخن شنیدن آمده همدرین محل از حاضران شخصے را مخاطب ساخته فرمودند که ابوعبدالله مروزی هر جا سخن مشائخ میشنید بیکے میگفت که این را برائے من بنویس۔ چنانچه از سخنان این طائفه مجلدی جمع کرده بود و باخود میداشت روزے برلب آبے طهارت میکرد ناگاه آن مجلد در آب افتاد وے گوید که من ازین معنے سخت متالم شدم درین تالم و تاسف میبودم که شبے سهل عبدالله تستری را بخواب دیدم که بمن گفت که عمل بمقتضائے سخنان ایشان باید کرد نوشتن هیچ نیست زمانے برین بگذشت که حضرت رسالت پناه صلی الله علیه وسلم هم درخواب ظاهر شدند و بمن خطاب

موجب ایماں نباشد معجزات ۔ بوے جنسیت کند جذب صفات ۔ معجزات از بهر قهر دشمن است ۔ بوئے جنسیت پے دل بردن است ۔ یعنی پیغمبر کے معجزات ایمان لانے کا سبب نهیں هیں بلکه جنسیت کی بو صاحب معجزات کے صفات کو کھینچ لیتی هے ۔ معجزے تو بس دشمن کے مغلوب و مقهور کرنے کو هوتے هیں اور جنسیت کی بو دلوں کو اپنا گرویده بنالیتی هے ۔

جمعه کا دن ذیحجه کی تیرهویں تاریخ سنه مذکور

حضور کی سعادت حاصل هوئی۔ فقیر کو دیکھا تو مسکراتے هوئے فرمایا که تو وعظ سننے کے لیئے آتا هے۔ اسی اثنا میں حضور نے حاضرین جلسه میں سے ایک شخص کیطرف روئے سخن کرکے فرمایا که ابوعبدالله مروزی کی یه کیفیت تھی که جس جلسه میں مشائخ کی کوئی بات سنتے کسی سے فرماتے که یه بات مجھے لکھدو اسیطرح انهوں نے اس گروه کی مفید اور سودمند باتوں کی ایک بڑی ضخیم کتاب جمع کرلی تھی جسے همیشه اپنے پاس رکھا کرتے تھے ایکدن کا ذکر هے کسی ندی یا چشمے کے کنارے طهارت کررهے تھے که کتاب پانی میں جا پڑی۔ ابوعبدالله کهتے هیں مجھے اسکا بڑا قلق هوا اور ایک عرصے تک اسی قلق و رنج میں رها یهان تک که ایک رات حضرت سهل تستری کو خواب میں دیکھا فرماتے هیں که مشائخ کی باتوں پر عمل کرنا چاهیئے لکھنے اور جمع کرنے سے کیا هوتا هے۔ اسکو ابھی تھوڑا عرصه نهیں گذرا تھا که جناب رسالت پناه صلی الله علیه وسلم بھی خواب میں ظاهر هوئے اور مجھ سے خطاب

Marfat.com

کردہ فرمودند کہ باین صدیق یعنے سہل تستری بگوے کہ سخنان ایشان نوشتن اثر محبت ایشان است و محبت ایشان عین مقصود تختے سخن در سماع نغمہ افتاد شخصے این مصرعہ خواند کہ شیخ سعدی شیرازی قدس سرہ گفتہ **مصرعہ** کہ این حظ نفس است و آن قوت روح ٭ یعنی دیدن حسن حظ نفس و سماع نغمہ قوت روح فرمودند کہ ہر دو از یک عالم است اگر حظ نفس است یا قوت روح در ہر دو مندرج است در فہم قاصر راقم عفا اللہ چنان میرسد کہ گرفتار نفس را از ہر دو حظ نفس حاصل است و رہائی یافتہ از قید نفس را از ہر دو قوت روح۔ نزد جماعتے کہ سماع نغمہ را سماع گفتہ اند ٭

دوشنبہ شانزدہم ذی الحجہ سنہ مذکور

بمجلس عالی بار یافت۔ شخصے بہ یکے دعوی داشت ظاہراً از ننگ بحضور قاضی نمیرفت فرمودند کہ قاضی نائب شرع است ہر گاہ مناقشہ در میان آید و این کس تابع شرع است و از ننگ ز پیش

کر کے فرمایا۔ کہ اس صدیق یعنے سہل تستری سے کہدو کہ مشائخ کی باتیں قید کتابت میں لانی حقیقت میں اُن کی محبت کا اثر ہے اور اُن کی محبت میں مقصود بہر تھوڑی دیر تک راگ سننے میں بحث ہوتی رہی۔ ایک شخص نے شیخ سعدی شیرازی کا یہ مصرعہ پڑھا کہ ؎ این حظ نفس است وآن قوت روح ٭ یعنی حسن کی دید نفس کا حصہ ہے اور راگ روح کی غذا ہے۔ حضرت خواجہ نے فرمایا کہ یہ دونوں باتیں ایک ہی عالم سے ہیں۔ حظ نفس ہے تو قوت روح ہو تو دونوں میں مندرج ہیں۔ راقم الحروف کے فہم ناقص میں ایسا آتا ہے کہ جو شخص گرفتار نفس ہے اُسے دونوں سے حظ نفس حاصل ہوتا ہے اور جو قید نفس سے رہائی پاچکا ہے اسے دونوں سے قوت روح میسر ہوتی ہے اور یہ اُن لوگوں کے نزدیک ہے جو راگ کے سننے کا نام سماع رکھتے ہیں ٭

دوشنبہ کا دن ذیحجہ کی سولہویں تاریخ سنہ مذکور

مجلس عالی میں حاضر ہونے کی اجازت حاصل ہوئی۔ ایک شخص کسی قسم کا دعوی رکھتا تھا۔ لیکن بظاہر ننگ و عار کیوجہ سے قاضی کی عدالت میں جاتا نہ تھا فرمایا قاضی شرع کے نائب در قائم مقام ہیں جب کسی طرح کا جھگڑا پیش آئے اور یہ شخص تابع شرع ہو تو عدالت قاضی میں بے کھٹکے

Marfat.com

قاضی باید رفت مناسب . این معنے حکایت کردند که در عهد حضرت امیر المومنین عمر رضی الله تعالی
عنه شخصے بحضرت امیر المومنین علی کرم الله وجهه دعوے داشت طرفین بحضور حضرت عمر
رضی الله عنه آمدند حضرت عمر بحضرت علی رضی الله عنهما گفته یا ابا الحسن بخصم برابر نشین تا قضیه
شمایان بشنوم حضرت امیر المومنین علی کرم الله وجهه این سخن گران آمد گفتند که تو بکنیتم خواندی
من دعوی خود را پیش تو تقریر نمیکنم بایستی گفت یا علی بخصم برابر نشین تا شانی بمن لاحق
نمی شد و برابری محقق میشد - همدرین محل فرمودند که بحضور حضرت مخدوم مولانا خواجگی قدس
سره در المکنه دو کس درمیان هم دعوی داشتند و ایشان بر آن واقف بودند چون بقاضی
رجوع کردند قاضی از ایشان شهادت طلبید ایشان بطرفے که حق بود شهادت نوشتند
طرف دیگر گفتند که تا ایشان سوگند نخورند ما این شهادت را قبول نمی کنیم فرمودند سوگند
براستی خوردن مشروع است و در امر مشروع چرا توقف روا خواهم داشت ✦

اردو ترجمہ

چلا جائے - اسی کے مناسب آپنے یہ حکایت بیان فرمائی کہ حضرت امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ
کے عہد خلافت مین ایک شخص کو حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کی نسبت کوئی دعوی تھا دونون مدعی
اور مدعا علیہ حضرت فاروق اعظم کی عدالت مین گئے حضرت عمرؓ نے جناب علیؓ سے فرمایا کہ ای ابو الحسن مدعی
کے برابر بیٹھو کہ مین تم دونون کے مقدمات کی سماعت کرون - حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو یہ بات نہایت
شاق گذری - فرمایا اے امیر المومنین تم نے مجھے میری کنیت سے پکارا ہے تو اب مین تمھاری عدالت میں
اپنا دعوے بیان نہ کرونگا - تمھین کہنا چاہیئے تھا کہ علی مدعی کی برابر بیٹھو تا کہ اس کہنے سے میری عزت
اور ترفع کا اظہار نہ ہوتا - اور برابری متحقق ہوتی - اسی موقع پر آپنے فرمایا کہ حضرت مخدوم مولنا خواجگی
قدس سرہ کے عہد میں بمقام المکنہ دو شخص باہم ایک دوسرے کی نسبت دعوی رکھتے تھے اور حضرت
مخدوم کو اصل بات سے واقفیت تھی جب دونون نے قاضی کی طرف رجوع کی تو قاضی نے آپ کی شہادت
طلب کی آپ نے اس شخص کے حق میں شہادت دی جو حق بجانب تھا - مخالف فریق نے کہا کہ جب تک
حضرت مخدوم قسم نہ کھائین گے ہم اُن کی شہادت کو تسلیم نہ کرین گے فرمایا سچی بات پر قسم کھانا مشروع
ہے اور جب یہ ہے تو میں مشروع بات میں کیون توقف جائز رکھنے لگا ✦

دوشنبہ ہفتدہم شہر ذی الحجہ سنہ ہزار ونہ

بمجلس عالی باریافت این فقیر را مخاطب ساختہ فرمودند ہرگاہ شمارا می بنیم بخاطر میرسد کہ برائے سخن شنیدن آمدہ اید ہیچکار میکنند چیزے نیست سعی بکنید کہ کار پیش رود تا از شما این نوع سخنان صادر شود ماخود بصحبت کسے نبودیم۔ این سخنان از کہ شنیدیم۔ ہمدرین محل سخن از طریق سلف رضی اللہ عنہ رفت بر لفظ مبارک راندند کہ طریق سلف آن بود کہ اول بتزکیہ نفس و تحصیل مقامات میشدند چون موانع قرب الٰہی کہ خواطر و ہوجس است بتزکیہ برطرف می شد بقدر تزکیہ نور ایمانی قوت میافت تا بجائے برسیدند کہ بجز حق سبحانہ بیش بصیرت ایشان نمیماند و جمیع افعال و اوصاف را از و میدیدند و صور و اجسام در رنگ سرابے می نمود و مظاہر را مخلوق و معدوم مییافتند و توحید صوری بعضہا را بعد از فرود آمدن حاصل میشد و بعضہا را نہ۔ فرمودند کہ طریقہ نقشبندیہ قدس سرہ ہمان طریقہ سلف است لیکن ابتدا بہ تحصیل مقامات

دوشنبہ کا دن ذیحجہ کی سترھویں تاریخ ۱۰۰۹ھ

مجلس عالی میں حاضر ہونے کی اجازت پائی۔ فقیر کیطرف روئے سخن کر کے فرمایا کہ جب میں تمکو دیکھتا ہوں فوراً خیال پیدا ہوتا ہے کہ تم ہمارا وعظ اور باتیں سُننے کی غرض سے آتے ہو یہ کچھ کام کی بات نہیں ہے۔ ایسی کوشش کرو تاکہ خود تم سے اس طرح کی باتیں صادر ہونے لگیں۔ دیکھو ہم کسی کی صحبت میں نہیں بیٹھے اور یہ باتیں کسی سے نہیں سنیں۔ اسی جلسہ میں بزرگان گذشتہ رضی اللہ عنہم کے طریقہ میں بحث چھڑ گئی زبان مبارک پر جاری ہوا کہ بزرگان سلف کا طریقہ یہ تھا کہ شروع شروع میں نفس کے تزکیہ اور مقامات کی تحصیل میں مشغول ہوتے تھے اور جب قرب الٰہی کے موانع یعنے خواطر و ہواجس تزکیہ نفس کیوجہ سے دور ہو جاتے تھے تو بقدر تزکیہ اُن کا ایمانی نور قوت پاتا تھا۔ اور شدہ شدہ یہانتک نوبت پہنچ جاتی تھی کہ اُنکی بینائی دل کے مقابلہ میں خدائتعالٰی کے کوئی چیز باقی نہیں رہتی تھی۔ وہ تمام افعال اوصاف کو خدا کی طرف سے دیکھتے تھے اُن کے نزدیک صورتوں اور جسموں کی وقعت سراب سے زیادہ نہیں ہوئی تھی۔ مظاہر کو مخلوق و معدوم اعتقاد رکھتے تھے۔ اِن میں سے بعض کو نزول کے توحید صوری حاصل ہوتی تھی اور بعض کو نہیں۔ فرمایا حضرات نقشبندیہ کا طریقہ عین سلف کا طریقہ ہے۔ لیکن شروع شروع میں مقامات کی تحصیل۔

Marfat.com

مفید نمی‌شود و آنہا را کہ از راہ توحید صوری میروند خطر بسیار است نیز درین محل فرمودند میتواند
کہ شخصے بحضرت حق سبحانہ اقرب باشد یعنی استہلاک و اضمحلال داشتہ باشد و اکرم نباشد
چنانچہ شخصے باشد کہ تحصیل مقامات کردہ است و نتیجہ مقامات را کہ استہلاک و اضمحلال است درین
عالم نیافتہ این اکرم است نزد حق سبحانہ و کریمہ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ ناطق
باین است تحتے سخن در ولایت و ولایت بکسر الواو و فتحہا افتاد فرمودند کہ ولایت بالفتح
قرب بندہ را کہ بحق سبحانہ دارد و بالکسر انیمعنی کہ موجب قبول خلق میشود و اہل عالم بدان میگروند
و این بتکوینات تعلق دارد و خوارق و تصرفات داخل قسم ثانی است۔ شخصے از حاضران سوال
کرد کہ برکاتے کہ بمستعدان میرسد اثر کدام قسم است ازین قسم۔ فرمودند کہ از ولایت بالفتح است
بعد ازین سخن نیز استفادہ فرمودند کہ ہر گاہ آئینہ طالب محاذی آئینہ مرشد میشود و ہر چہ در ان
آئینہ است بقدر مناسبت پر توے اندازد۔ ہم درین محل فرمودند کہ میتواند بود کہ شخصے را

اردو ترجمہ

مفید نہیں پڑتی۔ اور جو لوگ توحید صوری کے رستہ کو طے کرتے ہیں انہیں بڑے خطرناک مواقع پیش آتے ہیں اسجگہ
آپ نے یہ بھی فرمایا کہ ہو سکتا ہے کہ ایک شخص خدا کی جناب میں بہت کچھ قربت یعنی استہلاک و اضمحلال رکھتا ہو اور بارگاہ
الٰہی میں معزز و مکرم نہو۔ مثلاً ایک شخص نے مقامات حاصل کر لئے ہیں اور مقامات کا نتیجہ کہ وہ استہلاک و اضمحلال
ہے اس عالم میں نہیں پایا یہ شخص خدا تعالیٰ کے نزدیک معزز و مکرم ہے جیسا کہ قرآن شریف کی آیت اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ
اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ میں اسی طرف اشارہ ہے یعنی اللہ کے نزدیک تم میں بڑا شریف وہی ہے جو تم میں بڑا پرہیزگار ہے۔ اسکے بعد
کچھ دیر ولایت (واؤ کے زیر کے ساتھ) اور وَلایت (واؤ کے زبر کیساتھ) میں بحث ہوتی رہی فرمایا کہ وَلایت واؤ کے
زبر کیساتھ بندہ کے اس قرب کو کہتے ہیں جو وہ خدا کیساتھ رکھتا ہے اور واؤ کے زیر کیساتھ وہ چیز ہے جو خلق کی محبوبیت
کا موجب ہوتا ہے یعنی اہل علم کے دل اسکی طرف گرویدہ ہوتے ہیں اور یہ مخلوقات کیساتھ تعلق رکھتا ہے اور خوارق و تصرفات
پہلی قسم یعنی ولایت میں داخل ہیں۔ حاضرین جلسہ میں سے ایک شخص نے سوال کیا کہ صاحبان استعداد کو جو
برکتیں پہنچتی ہیں یہ کونسی قسم کا اثر ہے فرمایا اسی قسم اول یعنی وَلایت (فتح واؤ کیساتھ) کا اثر ہے اسکے بعد استفادہ
کی حقیقت میں بات جاری ہی فرمایا جب طالب کا آئینہ مرشد کے آئینہ کے مقابلہ میں ہوتا ہے تو جو کچھ طالب کے آئینہ میں ہوتا ہے
مرشد کے فیض کا اثر ہوتا ہے کہ بقدر مناسبت طالب کے آئینہ میں پڑتا ہے اسوقت یہ بھی فرمایا کہ ہو سکتا ہے کہ ایک شخص کو

Marfat.com

از ہر دو حظے وافر نصیب باشد و شخصے را یکی حاصل باشد و آن دیگر نباشد و یا یکے بیشتر باشد و آن دیگر کمتر و مشائخ نقشبندیہ رضوان اللہ علیہم اجمعین ولایت ایشان بر ولایت بالکسر ہمیشہ غالب بودہ است ہمدرین محل فرمودند کہ اگر مقتدائے ازین عالم انتقال می کند ولایت بکسر واو را بیکے از مخلصان خود میگزارد و ولایت بالفتح را باخود میبرد و گاہے بحکم زلتی ولایت بالکسر را از ولی بازمی ستانند چنانچہ شیخ ابن الفارض مینویسد کہ پیر بقالے بود چون وقت فوتش رسید بمن وصیت کرد کہ بعد از مردن من جنازہ مرا بر فلان کوہ نہادہ منتظر باشی کہ شخصے خواہد آمد و بر من نماز گزارد با واقتدا کن ہمچنان کردم شخصے از بالائے آن کوہ در رنگ مرغے بسرعت فرود آمد کہ او را مردم در بازار ہا سیلے میزدند و از پیش دو کانہائے خود میراندند و بر جنازہ اش شروع در نماز کرد و حالانکہ مرغان سبز و سفید از زمین تا آسمان پر بستہ بودند و تسبیح میگفتند چون از نماز فارغ شدیم مرغے سبز عظیم الخلقت بیامد و جنازہ آن بقال را فرو برد

دونوں باتوں یعنی وِلایت اور وَلایت سے کافی حصہ نصیب ہوا اور ایک شخص کو ایک ہی حصہ حاصل ہو دوسرے نہو یا ایک میں سے زیادہ ہوا اور دوسرے میں سے کم مگر مشائخ نقشبندیہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی وَلایت کو وِلایت پر ہمیشہ غلبہ رہا ہے آپ نے یہ بھی فرمایا کہ جب کوئی مقتدا اس عالم سے انتقال کرتا ہے تو وہ اپنے مخلص دوستوں میں سے کسی ایک کو وِلایت دے جاتا ہے اور وَلایت اپنے ساتھ لے جاتا ہے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ کسی لغزش کیوجہ سے اُس سے ولایت چھین لی جاتی ہے جیسا کہ شیخ ابن الفارض لکھتے ہیں کہ ایک بقال بڑے بزرگ اور پیر تھے جب اُنکا انتقال ہونے لگا تو مجھے وصیت کی کہ جب میں مرجاؤں تو میرا جنازہ فلاں پہاڑ پر رکھ کر تھوڑی دیر انتظار کرنا۔ ایک شخص آکر میرے جنازہ کی نماز پڑھیگا تم اُنکی اقتدا کرنا میں نے ایسا ہی کیا۔ دفعۃً ایک شخص پرندجانور کی ہیئت میں پہاڑ کے اوپر سے نہایت تیزی کے ساتھ آیا جسے بازاری لوگ چانٹے مارتے تھے اور دوکاندار اپنی دوکانوں سے دھکے دیتے تھے اُسنے جنازہ کی نماز پڑھنی شروع کی حالانکہ سبز اور سفید پرندے زمین سے آسمان تک پر جمائے ہوئے باواز بلند تسبیح کہہ رہے تھے۔ ہم نماز سے فارغ ہوئے تو ایک سبز پرندہ عظیم الجثہ آیا۔ اور پیر بقال کے جنازہ کو اٹھا کر آسمان میں لے گیا

وہو اندر شد واز نظر پوشیدہ گشت من از مشاہدۂ ایں حال سخت متعجب شدم آں مرد گفت چہ جائے تعجب است نشنیدہ کہ ارواح شہدا در جوف طیر خضر میباشد و طائفہ قتیل محبت اند جسم آنہا ہم در جوف طیر خضر میباشد وبجانب آں بقال اشارت کرد کہ او ازیں طائفہ است ومن ہم ازیں طائفہ بودم اما بموجب زلتی کہ از من بوقوع آمد مرا ازاں مقام برآوردہ اند وقبول خلق را از من باز گرفتہ میفرمودند کہ معاملہ برزخ وحشر خوش معاملہ دور و دراز ست پارۂ تامل کردہ فرمودند سعادتے برابر این نیست کہ کسی را انسے بحضرت حق سبحانہ حاصل شود۔ بعد ازانکہ دوام انس حاصل شد ہیچ انتظارے نمیباشد ایضاً میفرمودند سبحان اللہ آدمی مامور باخلاص و محبت است وخاصیت محبت سوختن غیر خود است باین ہمہ چندین تکالیف شرعیہ بر و نہادہ اند بہمدرین محل سخن در علو شان مرتبۂ بندگی و رتبۂ اہل انقیاد وخاصیت عبودیت وانقیاد و ضعف نفوس انسانی افتاد و بنوعی ادا فرمودند کہ تفاصیل آن بیاد ناقل نماند ایضاً میفرمودند

اور دیکھتے دیکھتے نظروں سے اوجھل ہوگیا۔ میں یہ واقعہ دیکھکر سخت متعجب ہوا۔ اس شخص نے جو ابھی نماز جنازہ پڑھ رہا تھا کہا کہ اے ابن الفارض یہ تعجب کی جگہ نہیں ہے تم نے نہیں سُنا کہ شہیدوں کی روحیں سبز پرندوں کی پوٹوں میں رہتی ہیں اور جو گروہ شہید محبت ہوتا ہے اُنکے جسم بھی سبز پرندوں کے پوٹوں میں رہتے ہیں اور پیر بقال کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ یہ بھی اسی گروہ میں سے ہیں۔ میں بھی ابتدا میں اسی گروہ میں شامل تھا۔ لیکن ایک لغزش کی وجہ سے جو مجھ سے ظہور میں آئی مجھے اس مقام سے نکال دیا گیا۔ اور قبولیت خلق کا دروازہ مجھ پر بند کر دیا گیا خواجہ فرماتے تھے کہ عالم برزخ اور حشر کا معاملہ بڑی دور دراز کا معاملہ ہے۔ تھوڑی دیر تامل کر کے فرمایا اسکے برابر کوئی سعادت نہیں ہے کہ آدمی کو خدا تعالی سے اُنس حاصل ہو۔ کیونکہ جب دوامی انس حاصل ہوگیا کوئی حالت منتظرہ باقی نہیں رہی۔ آپ یہ بھی فرماتے تھے سبحان اللہ آدمی اخلاص و محبت کا حکم کیا گیا ہے۔ اور محبت کی خاصیت ہے اپنے غیر کو جلا دینا۔ با ایں ہمہ خدا نے بہت سی شرعی تکلیفیں اسپر مقرر کی ہیں اسی اثنا میں مرتبہ بندگی کے عالیشان ہونے اور فرمانبرداروں کے رتبے اور عبودیت اور اطاعت کی خاصیت اور انسانی نفوس کے ضعف میں بحث شروع ہوگئی خواجہ نے ان باتوں کو

Marfat.com

وجود آدمی ہفت طبقہ است از **روح و قلب و سر** وغیرہا و ہر علمے کہ طبقۂ اول را حاصل شد ہر یک از طبقۂ ثانی و ثالث تا طبقۂ ہفتم بر خود مے بندد و لہذا تردد باین مراتب در نظر عامہ مخفی است و علم ہر یک را جدا نمیتوانند کرد و بر اہل کمال آن مراتب واضح و ممیز است و علم ہر مرتبہ را جدا جدا میدانند۔ ہمدرین محل فرمودند کار بائد کرد خواہ مراتب بتفصیل معلوم شود یا نہ۔ روزے حضرت ایشان در مسجد جماعت گریستند و گریہ در غیر خلوت از آنحضرت کم بظہور رسید عزیزے از مستفیدان حاضر بود متعجب شدہ از قرب نسبت و عزتے کہ داشت در سر این گریہ پرسید فرمودند کہ در نماز روح عروجے کرد کہ بنہایت برسد این معنی میسرش نہ شد بازگشت و در بدن آمدہ چرخے زد ظاہر ادرین صورت گریہ بجہت دریافت بے نہایتی مطلب یا سرے دیگر باشد کہ دراک نویسندہ نمی آید و این بیت اکثر میخواندند ؎ چہ توان کرد کہ دیوار غم افتاد بلند + این بنائے است کہ آن خانہ برانداز نہاد +

کہ آدمی کا وجود روح اور قلب اور سر وغیرہ سات طبقوں سے مرکب ہے اور جو علم و کشف پہلے طبقہ کو حاصل ہو گیا دوسرا اور تیسرے یہاں تک کہ ساتویں طبقہ ہیں ہر ایک طبقہ اسکا تابع ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان مرتبوں کی تفصیل عام لوگوں کی نظروں میں پوشیدہ رہتی ہے۔ اور وہ ہر ایک کے علم کو جدا اور ممتاز کرنیکی قدرت نہیں رکھتے البتہ اہل کمال پر وہ مرتبے دن کی طرح روشن اور واضح و ممتاز ہو جاتے ہیں اور یہ لوگ ہر مرتبہ کے علم کو الگ الگ معلوم کر لیتے ہیں اسی موقع پر آپ نے فرمایا کہ آدمی کو کام کرنا چاہیئے خواہ مراتب بالتفصیل معلوم ہوں یا نہوں۔ ایک دن کا ذکر ہے کہ حضور خواجہ مسجد جماعۃ میں بے اختیار رو پڑے۔ حالانکہ خلوت کے علاوہ کسی اور مقام پر آپ کے گریہ کا ظہور بہت کم پایا گیا ہے مستفیدوں میں سے ایک عزیز حاضر تھا متعجب ہو کر اپنی اس جاہت اور قرب نسبت کی وجہ سے جو خواجہ کی بارگاہ میں رکھتا تھا اس رونیکا سبب پوچھا۔ فرمایا نماز کی حالت میں روح نے عروج کرنا چاہا۔ اور ارادہ کیا کہ اوج کمال کی انتہا تک پہنچ جائے لیکن یہ بات اسے میسر نہ ہوئی۔ راستہ ہی سے پھر آئی۔ اور بدن میں داخل ہو کر ایک چرخ کھایا کاتب حروف عرض کرتا ہے کہ حضرت خواجہ کے رونے کا ظاہری سبب مطلب کی بے نہایتی کا ادراک تھا یا کوئی اور بھید ہوگا جو کاتب حروف کی عقل میں نہیں آتا۔ آپ بیشتر اوقات یہ شعر پڑھا کرتے تھے ؎ چہ توان کرد کہ دیوار غم افتاد بلند ۔ این بنائیست کہ آن خانہ برانداز نہا د۔ یعنی کیا کیا جائے کہ غم کی دیوار بہت اونچی ہو گئی۔ یہ وہ بنیاد ہے جو اس خانہ برانداز نے رکھی ہے

Marfat.com

یک شنبہ بستم ماہ شوال سنہ عشر والف

در سلک باریافتگان حضرت عالی در آمد۔ سخن در اہل اللہ رفت فرمودند کہ اہل اللہ سہ فرقہ اند عباد و صوفیہ و ملامتیہ۔ اما عباد جماعتے اند کہ بصورت عبادت اکتفا کردہ اند و بعد از فرائض و سنن بنوافل عبادات و خیرات قیام دارند تا جائے کہ چیزے از خیرات خواہند کہ فرو نگذارند از اذواق و مواجید صوفیہ بہرہ مند نباشند و ہر کہ از عباد باذواق و مواجید صوفیہ بہرہ مند شد داخل صوفیہ گشت و از مرتبہ خود بر آمد و صوفیہ فرقہ باشند کہ بمواجید و اذواق بہرہ مند شدہ خوارق و کرامات خود را از نظر خلق بپوشند نظر ایشان در جمیع امور بر حق است و خلق را ظہور حق میدانند و درین فرقہ بالجملہ رعونتے و عنوانے ماندہ است و ملامتیہ طائفہ اند کہ در کسوت عوام اند و از عوام ہیچ تمیزے ندارند و اقتصار در ظاہر بر فرائض و سنن موکدہ کردہ اند و در رعایت معنی اخلاص میکوشند و خود را باظہار خوارق علم نمیافرازند و ظاہر نمی کنند اتباع درین امر بحضرت حق سبحانہ کردہ اند چون دانستہ اند کہ این نشاء محل ظہور نیست و حضرت حق سبحانہ خود را از نظر عامہ پوشیدہ است

بیسویں شوال روز یکشنبہ ۱۰۱۰ ہجری

دربار عالی کے باریابوں میں حضور بھی داخل ہوا۔ اہل اللہ کے بارے میں سلسلہ سخن شروع ہوا۔ فرمایا اہل اللہ تین فرقے ہیں عباد، صوفیہ، ملامتیہ۔ عباد وہ لوگ ہیں جو ظاہری عبادت پر بس کرتے ہیں اور فرائض سنن کے بعد نفلی عبادتوں میں اور خیرات پر قیام کرتے ہیں۔ یہانتک کہ انکا دلی منشا رہتا ہے کہ خیرات میں سے کسی بھلائی کی فروگذاشت نہو۔ مگر اہل تصوف کے ذوقوں اور وجدوں سے محروم و بے نصیب رہتے ہیں اگرچہ بعض عابد صوفیہ کے ذوق اور وجد سے بھی متمتع ہوتے ہیں۔ لیکن اب وہ عابد نہیں ہے بلکہ گروہ صوفیہ میں داخل ہو گئے اور اپنے مرتبے سے باہر نکل آئے فرقہ صوفیہ وہ ہے جو ذوقوں اور وجدوں سے تام و کمال بہرہ مند ہو اور اپنے خوارق و کرامات کو مخلوق کی نظروں سے پوشیدہ نہ رکھتا ہو انکی نظر تمام کاموں میں خدا پر ہو اور مخلوق کو مظاہر حق اعتقاد رکھتے ہوں۔ مگر اس فرقہ میں ایک طرح کی رعونت و نخوت کا مادہ ابھی تک باقی ہے۔ ملامتیہ وہ لوگ ہیں جو عوام لوگوں کے لباس میں رہتے اور ایسے اپنے آپکو ممتاز نہیں کرتے ہیں اور ظاہر میں صرف فرائض اور سنن موکدہ پر بس کرتے اور اخلاص میں انتہا سے زیادہ کوشش کرتے ہیں اور نیز اپنے علم و خوارق کے ظاہر کرنیکے ساتھ مشہور اور ظاہر نہیں کرتے بلکہ اس بارہ میں حتی الامکان خدا کے حکم کی اطاعت کرتے ہیں اور چونکہ جانتے ہیں کہ یہ عالم ظہور خداوندی کا محل نہیں ہے اور خدا تعالی اپنے آپکو عام لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ

اردو ترجمہ

Marfat.com

ایشان نیز خود را از نظر خلق بپوشند و لهذا اکثری از مردم آنها را مثل خود خیال میکنند
واین جماعت بالکلیه از رعونت رسته اند و رعونتے در ینها نمانده و بنهایت مقام عبودیت رسیده
اند و شیخ ابن عربی رضی الله عنه سر این جماعت حضرت رسالت را صلے الله علیه وسلم داشته
واز اصحاب حضرت صدیق اکبر و سلمان فارسی رضی واز مشائخ بایزید بسطامی و ابوسعید خراز و ابوالسعو
خود وش را اما از دیگران ساکت است نفی آنها نکرده و روش شیخ آنست که هرچه در
کشفش در وقت مخصوص آمده بنویسد و فرقه از ملامتیه که خود را بر خلق بعنوان ملامت
ظاهر کنند و تکیه بشریعت کرده بعضے چیز ها را که بنظر بظاهر ممنوع است پیش مردم مرتکب شوند مثل
آنکه در سفر روزهٔ رمضان را در بازار بخورند تا در نظر خلق بے اعتبار باشند آنها در رتبه و مرتبه فرود صوفیه
اند و خلق از نظر انها ساقط نشده است بحثے سخن در نغمه رفت فرمودند که فقها آنرا مکروه میدانند
و بعضے مشائخ آنرا مباح داشته اما مبتدی را اہل آن نمیدانند و آنها که بسماع نغمه قائل اند

رکھتا ہے لہذا وہ بھی اپنے تئیں مخلوق کی نظروں سے پوشیدہ رکھنے کی کوشش کرتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ
اکثر آدمی انکو اپنا جیسا خیال کرتے ہیں۔ یہ لوگ رعونت اور نخوت سے تمام و کمال آزاد ہیں اور تکبر و حسد کا انمیں نام
تک باقی نہیں رہا ہے اور اسوجہ سے وہ مقام عبودیت کی انتہا تک پہنچ گئے ہیں۔ شیخ ابن عربی رضی الله عنہ نے اس جماعت کے
لئے کئی سردار ٹھیرائے ہیں سب سے بڑا سردار جناب نبی صلی الله علیہ وسلم کو بتاتے ہیں اور اصحاب رضی الله عنہم میں سے حضرت
صدیق اکبر اور سلمان فارسی کو اور مشائخ میں سے بایزید بسطامی اور ابو سعید خراز اور ابوالسعود اور سب میں آخر الذکر پکو ان
حضرات کے علاوہ اگرچہ اوروں سے ساکت ہیں مگر اُن کی نفی بھی نہیں کرتے ہیں شیخ کا طریقہ یہ ہے کہ جو چیز اُن کے کشف
میں آتی ہے اُسے قید کتابت میں لاتے ہیں۔ پھر فرقہ ملامتیہ میں سے جو لوگ اپنے تئیں مخلوق پر عنوان ملامت میں ظاہر کرتے
اور شریعت پر بھروسہ کر کے آدمیوں کے روبرو بعض اُن چیزوں کے مرتکب ہوتے ہیں جو بظاہر مخلوق کی نظروں میں ممنوع
اور نامناسب ہوتی ہیں مثلاً حالت سفر میں رمضان کا روزہ نہیں رکھتے اور بازار میں کھلم کھلا کھاتے پھرتے ہیں تاکہ خلق
کی نظروں سے انکا اعتبار اٹھ جائے ایسے لوگ تو صوفیہ کے مرتبہ اور درجہ میں بہت کم درجہ پر ہیں اور ابھی تک اُن کی نظروں سے مخلوق ساقط
نہیں ہوئی ہے۔ اس کے بعد تھوڑی دیر تک راگ کے بارہ میں بحث ہوتی رہی فرمایا کہ فقہا اسے مکروہ بتاتے ہیں اور بعض مشائخ
مباح جانتے ہیں لیکن مبتدی کو اسکا اہل نہیں جانتے۔ جو لوگ راگ سننے کے قائل ہوئے ہیں وہ اس میں

حکمت درین آنست که در وقت استماع نغمه طبیعت ساکن و برجای خود میباشد لاجرم روح
در ادراک معانی بیشتر میرسد محبوب اهنا معانی است و نغمه را مثل زیور آن میدانند والا بنفس نغمه
مبتلا نیستند و در ملفوظات حضرت نظام الدین اولیا مسطور است که از شرائط استماع نغمه یکے آنست که بر مستمع
محبت حق سبحانه غالب باشد همدرین محل بنده درگاه عرضه داشت که محبت حق سبحانه را چه علامت
است فرمودند اتباع تمام آنسرور صلی الله علیه وسلم عرضه کرده شد که میتواند که صاحب اتباع
را مطلب بهشت یا رستن از عذاب دوزخ باشد فرمودند اینچنین کس صاحب اتباع تام نیست
و او را از اهل الله نمیتوان شمرد - اتباع ظاهر ظاهر است و اتباع باطن آنکه در باطنش جز حق سبحانه
مطلبی نباشد +

جمعه نوزدهم شهر ربیع الاول عشرہ والف

دولت زمین بوس روے داد سخن در فضائل صحابه رضوان الله علیهم افتاد بر لفظ مبارک راندند

یہ حکمت مصلحت بیان کرتے ہیں کہ راگ سننے کے وقت طبیعت ساکن اور برقرار رہتی ہے اور جب یہ ہے تو روح
ایسے موقع پر معانی کا بیشتر ادراک کرتی اور ان کی تہ میں پہنچ جاتی ہے تو راگ کے مباح جاننے والوں
کا اصلی مقصود معانی کا ادراک کرنا ہوتا ہے نہ نفس راگ - راگ کو یہ لوگ اسکی زینت و آرائش کا سبب جانتے
ہیں ورنہ نفس راگ میں مبتلا نہیں ہوتے - حضرت شیخ نظام الدین اولیا رحؒ کے ملفوظات میں لکھا ہوا ہے کہ راگ
سننے کی جہاں اور بہت سی شرطیں ہیں ایک یہ بھی ہے کہ سننے والے پر خدا کی محبت غالب ہو اسی موقعہ پر بندۂ
درگاہ یعنی کاتب الحروف نے عرض کیا کہ خدا کی محبت کی کیا علامت ہے - فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی پوری اور کامل پیروی - عرض کیا گیا ممکن ہے کہ ایسے تبع کا مطلب بہشت میں داخل ہونا یا عذاب دوزخ سے نجات
پانا ہو - فرمایا ایسے شخص کو تبع نہیں کہتے اور اسے اہل اللہ میں سے شمار نہیں کرتے ظاہر کا اتباع تو ظاہر
ہے حاجت بیان نہیں - باطن کا اتباع یہ ہے کہ اس کے باطن میں بجز خدا اور اسکی محبت کے کوئی غرض
کوئی مطلب نہ ہو +

روز جمعہ - انیسویں ربیع الاول ۱۰۱۰ھ

زمین بوسی کی دولت حاصل ہوئی صحابہ رضوان اللہ علیہم کے فضائل و خصوصیات میں سلسلہ سخن شروع ہو گیا زبان مبارک پر جاری ہوا کہ

Marfat.com

که صحابه کرام هر چهار علی الترتیب اقطاب مطلق بودند و علت درانکه فضائل از حضرت امیر المؤمنین علی کرم الله وجهه بیشتر منتشر شده آنست که در زمان خلافت بنی امیه خوارج بسیار شدند سلف محتاج بجستجو فضائل اهل بیت شدند ازین جهت فضائل ایشان بیشتر در کتب ماند لیکن سخن در تصرف و خوارق افتاد فرمودند که خوارق در زمان اصحاب ایقدر نبود که بعد ازین پیدا شد چه لازم نهایت کمال آن است که از دست منتهی تصرف نمی آید مگر بحکم الهی و لهذا از پیغمبران هیچ است آنها ظاهر میشد و از بعضے ها بمقتضائے وقت که کفار بانکار بر میخاستند معجزه بظهور میرسید بے تصرف و خواهش هم درین محل فرمودند که اولیا از کبائر محفوظ نیستند اگر از ایشان چیزے ازین باب ظاهر شود احوال ایشان را حکم بر بطلان کردن جهالت است ملاحظه باید کرد که تنزل ایشان دائم یا اکثر در انند کدام است - درین میان احیاناً اگر بحکم بشریت چیزے صادر شود ایشان را در ان معذور باید داشت - هم درین محل فرمودند که اکثر مشائخ را در حین حیات مردم زندیق میگفته اند چنانچه

کہ خلفاء اربعہ بالترتیب اقطاب ہیں اور اقطاب بھی مطلق اقطاب - حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کے فضائل و خصائل جو سب سے زیادہ دنیا میں مشہور و منتشر ہو گئے تھے تو اسکی بڑی وجہ یہ تھی کہ بنو امیہ کی خلافت کے زمانہ میں خوارج بکثرت پھیل پڑے تھے - اس موقع پر سلف صالحین کو ضرورت اور سخت ضرورت تھی کہ اہل بیت کے فضائل کا تتبع کیا جائے اسوجہ سے اُن کے فضائل کتابوں میں بہت کچھ لکھے گئے اور ابھی بہت سے باقی ہیں - ازاں بعد تھوڑی دیر تک خوارق و تصرف میں گفتگو ہوتی رہی - فرمایا صحابہ کے زمانہ میں اس قدر خوارق کا وجود نہ تھا جتنا کہ اب ہے کیونکہ کمال کی نہایت اور عروج کو لازم ہے کہ منتہی کے ہاتھ سے بالاستقلال کوئی تصرف ظاہر نہ ہو ہاں حکم خدا سے احیاناً کوئی بات ظہور پذیر ہو جائے تو یہ اور بات ہے - یہی وجہ ہے کہ خدا کے اولوالعزم پیغمبروں سے تصرف ظاہر ہوتا تھا مگر انکی خواہش و مرضی کے مطابق نہیں البتہ بعض پیغمبروں سے بتقضائے وقت معجزوں کا بھی اظہار ہوا ہے اور یہ وہ وقت تھا جبکہ پیغمبروں کی رسالت کے مقابلہ میں کفار انکار اور انکار کے ساتھ اصرار کرتے تھے مگر ان معجزوں کے ظہور میں بھی اُنکے تصرف و خواہش کو کسیطرح کا دخل نہیں ہوتا تھا - اسی موقعہ پر یہ بھی فرمایا کہ اولیاء اللہ کبیرہ گناہوں سے معصوم و محفوظ نہیں ہیں اگر ان سے کوئی گناہ صادر ہو جائے اولیاء اللہ کے زمرہ سے انہیں خارج کرنا سراسر جہالت ہے بلکہ دیکھنا یہ ہے کہ انکا تنزل ہمیشہ یا اکثر کس درجہ کا رہتا ہے ایسی صورت میں اگر بتقاضائے بشریت ان سے کوئی گناہ کبیرہ صادر ہو جائے تو انہیں معذور سمجھنا چاہیے

ذوالنون مصری را اما ذوالنون را بعد از موت قبول پیدا آمد چه از دنیا منزه بود اگر در دنیا میبود
یعنی بادشاه یا وزیر بادشاہے ہیچکس با وجود آن انکار که در حین حیاتش میکردند قبول نمیکرد
و بعد از موت ہم از طعن مردم خلاص نمیشد و این همه اختلاف که در اصحاب مانده علتش همان است
که بجہت منصب خلافت در دنیا بودند و الا چندے از اصحاب که کوه ها گرفته بودند و بوضع
فقیر زندگانی کرده اند ہیچکس از انها سخن نمی گوید و سخن اصحاب گفتن داخل دین
و ایمان ہم نیست بسیارے از مومنان باشند که جز خدا و رسول را نمی دانند و در ایمان آنها
ہیچ شبہ نه

جمعه دویم جمادی الاولی سنه مذکور

بمجلس عالی باریافت محرر سطور بحکم بعضے ضروریات شرعیه سفر خاص سفر کرده پرسیدند کجا
میروی نظر باز ماندگی و پست ہمتی خود که از دولت قرب دوری میگزیدم و از مجالس انس جدائے

ذوالنون مصری کی بابت ایسا ظہور میں آیا۔ لیکن جب ذوالنون کا انتقال ہوگیا تو انکی مقبولیت عام تمام لوگوں میں
پھیل گئی۔ اور اسکی وجہ یہ تھی کہ انکا دامن دنیا کے لوث سے پاک اور منزہ تھا اگر انہیں دنیا سے کوئی تعلق ہوتا
تو بادشاہ یا بادشاہ کا وزیر بلکہ کوئی شخص بھی باوجود اس انکار کے جو انکی زندگی کے زمانہ میں رکھتے تھے ان کے
اوصاف کو انتقال کے بعد نظر قبول سے نہ دیکھتے اور وہ خود انتقال کے بعد لوگوں کے طعن سے رہائی نہ پاتے
صحابہ رضی اللہ عنہم میں جو اختلاف پیدا ہوا اور ایک عرصہ تک رہا۔ اسکا سبب یہی تھا کہ وہ منصب خلافت کے
قائم کرنیکے لیے کچھ نہ کچھ دنیا سے تعلق رکھتے تھے۔ ورنہ بہت سے صحابی ایسے بھی ہو گذرے ہیں جنہوں نے
جنگلوں اور پہاڑوں میں رہائش اختیار کی اور فقیرانہ زندگی بسر کی ہے۔ دنیا میں ایک شخص بھی ایسا نہیں جو ان کے
بارہ میں اختلاف رکھتا یا قیل و قال کرتا ہو۔ صحابہ کے بارہ میں قیل و قال کرنا یا ان کے احوال کی تفتیش کرنا کچھ دین و
ایمان میں داخل نہیں ہے بہت سے مسلمان ایسے ہوئے ہیں اور اب بھی ہیں جو خدا و رسول کے سوا کسی کو نہیں جانتے لیکن انکے ایمان
میں کچھ شک نہیں

روز جمعہ دوسری جمادی الاول سنہ ۱۰۱۰ھ

مجلس عالی میں باریابی کی اجازت حاصل ہوئی کاتب حروف نے بعض ضروریات شرعی پیش آنیکی وجہ سے سفر کی اجازت چاہی

Marfat.com

مکتوب ۱۲

سیحتم بلب ادب وزبان حسرت عرضہ کردہ شد کہ دربلا انواع شفقت ومہربانی فرمودند وکلمہ چند بکیے از اہل دنیا کہ درا قران خود بخوب کرداری موصوف بود درسفارش این ہرزہ گرد وادئ ندامت نوشتند مدتے در بعد مکانی ومہاجرت صوری ازان دولت صوری ومعنوی باقسام محنت وندامت بسر بردم درین مدت عرائض عبودیت آمیز از احوال دل بلاستیز خود مرقوم قلم نیازمندی رقم میساختم وبنظر حاضران مجلس گرامی در آمدہ وبمطالعہ باریافتگان حضرت عالی شرف مییافت روزے عنایت نامہ بندگان حضرت مخدومی حاجی شیخ عبدالحق کہ بامضامین حقائق امیز وکلمات نصائح انگیز نسخہ سعادت را عنوانے بود رسید بنظر آن مکتوب کلمہ چند از آثار کلک بدائع نگار حضرت ایشان بنظر تعطش اثر در آمدہ وحالتے بخشید کہ از حوصلہ کاغذ وقلم بیرون است مجملے از ذوق آن درین مصرعہ یافتہ میشود **مصرعہ** نہادم روئے بر روئے وے واز خویشتن رفتم ، وآن کلمات حقائق آیات این است :

ڈھونڈتا تھا ادب کے لب اور حسرت کی زبان میں بولا کہ بلا میں حضور نے طرح طرح کی شفقت ومہربانی ظاہر فرمائی اور چند کلمے ایک دنیادار کو جو اپنے ہمعصروں میں نیک کرداری کیساتھ مشہور تھا اس ندامت کے جنگل میں حیران پریشان پھرنے والے کی سفارش میں لکھے غرضکہ ایک مدت بعد مکانی اور مفارقت ظاہری میں جو اُس دولت صوری ومعنوی سے حاصل ہوئی طرح طرح کی محنت وندامت کیساتھ بسر کی اس مدت میں بہت سے عبودیت امیز عریضے جن میں اپنے مصیبت زدہ دل کے احوال درج کرتا تھا قلم نیازمندی سے لکھکر حضور کی خدمت میں بھیجتا رہا جو مجلس گرامی کے حاضرین کی نظر میں آتے اور حضور عالی کے مطالعہ سے شرف پاتے رہے ایک روز کا ذکر ہے کہ حضرت مخدومی حاجی شیخ عبدالحق کا عنایت نامہ جو حقیقت میں حقائق امیز مضامین اور نصائح امیز کلمات کا نسخہ سعادت بلکہ اسکا عنوان تھا پہنچا۔ خط کی پشت پر چند کلمے حضور کے قلم سے لکھے ہوئے نظر پڑے ایک ایسی حالت اور وجد طاری ہوا کہ کاغذ اور قلم کے حوصلہ سے خارج ہے اُس ذوق کا نمونہ مجملاً اس مصرعہ میں پایا جاتا ہے۔

مصرع

نہادم روئے بر روئے وے واز خویشتن رفتم

یعنی میں نے اپنا منہ اسکے منہ پر رکھا اور اپنے سے بے آپے ہو گیا حضور نے جو کلمات حقائق آیات لکھے تھے وہ یہ ہیں

Marfat.com

اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ۔ ہرچہ نوشتنی بود در صحیفۂ بندگان مخدومی مندرج است زیادہ چہ نویسیم بارے فرصت وقوت بلکہ وقت ونفس را غنیمت شمردہ بمقتضائے آن زندگانی میباید کرد دریغ کہ این عاجز گرفتار را قوت کار نماندہ وگرنہ بتوفیق اللہ درین دورروزہ عمر دیوانہ وار ماتم بازماندگی خود میداشت وزندگانی فدائے این راہ میکرد حق تعالی درین افتادگی نیز دردے وآشوبے کرامت فرماید کہ کار دوجہان خود را در قبضۂ اقتدار او نہادہ از مجموع گرفتاریہا فراغے بیابم آمین یارب العالمین۔ امید از ان برادر آنست کہ روئے بر خاک نہد واز برائے حصول این آرزوئے فقیر از خدا بخواہد کہ دُعَاءُ الْغَائِبِ لِلْغَائِبِ اَسْرَعُ اِجَابَةً آمدہ است والدعا بردیدہ وران حقائق واہل مذاق این طائفہ روشن وپیدا است کہ چہ قدر فنا وتعطش واخفاء وبے تعلقی ومجردروئی واسقاط وجود ورضامندی ازین کلمات مفہوم میشود **مصرعہ** آشنا داند کہ این بیگانہ نیست ❖

اَللّٰهُ[1] وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ۔ جو کچھ لکھنا تھا بندگان مخدومی کے خط میں لکھا گیا۔ زیادہ کیا لکھوں ہاں اتنا لکھتا ہوں کہ فرصت اور قوت بلکہ وقت اور نفس کو غنیمت شمار کرکے اسکے مناسب زندگی کرنی چاہیے افسوس اس عاجز گرفتار کو قوت کسی کام کی نہیں رہی دگرنہ خداوندی توفیق سے اس دو دن کی عمر میں دیوانوں کی طرح اپنی عاجزی اور سستی کا ماتم کرتا اور اپنی زندگی کو اس راہ میں قربان کردیتا۔ لیکن ظاہر کہ خدا تعالی اس عاجزی میں بھی ایسا درد اور آشوب عنایت فرمائے کہ میں اپنے دین ودنیا کے کاموں کو اسکے قبضۂ اقتدار میں سونپ کر تمام گرفتاریوں سے فراغت پاجاؤں۔ آمین یارب العالمین امید ہے کہ تم ہمیشہ خاک مذلت پر عاجزی کا ماتھا رکھکر فقیر کی اس آرزو پر کامیاب ہونے کی خدا سے دعا مانگتے رہوگے کیونکہ دُعَاءُ الْغَائِبِ لِلْغَائِبِ اَسْرَعُ اِجَابَةً یعنی حدیث میں آیا ہے کہ غائب کی دعا غائب کے لیے بہت جلد قبول ہوتی ہے۔ باقی والدعا اس گروہ کے اہل مذاق اور حقائق شناس پر روشن وواضح ہے کہ ان کلمات سے کسقدر فنا اور تعطش اور اخفاء اور بے تعلقی اور مجرد روی اور رضامندی اور اپنے وجود کی بے اعتباری سمجھی جاتی ہے **مصرع**

آشنا داند کہ این بیگانہ نیست

[1] اللہ ایمان والوں کا حامی ومددگار ہے کہ ان کو کفر کی تاریکیوں میں سے نکال کر ایمان کی روشنی میں لاتا ہے۔ ۲۲

Marfat.com

یکشنبہ یکم صفر سنہ اثنی عشر والف

بسعادت حضور مشرف شد بر لفظ مبارک راندند کہ تا کجا رفتی و چون بودی و چہ آوردی - جواب این کلمات اگرچہ بزبان قال چنین بود کہ تا بسرحد ضلالت رفتم و در تفرقہ بودم و ندامت آوردم اما از ہیبت آن مقام بزبان حالی ندامت منوال اکتفا رفت و جز خاموشی جوابے دیگر دلپذیر روئے نداد و مع ذلک در حضور آن بینای خفایا و دانائے ضمائر زبان حال را گویا تر از زبان قال دانستہ تحصیل حاصل نکردم از نظارۂ آن جمال و مطالعہ شگفتہ رنگی و اضمحلال و انعکاس اشعہ انوار ذات کہ بر آئینہ پیشانی آن مظہر اسماء و صفات می‌یافت و دیدہ ہوشمند را خیرگی دستور شد و گریہ شادمانی در جوشش آمد خود را از حضور عالی بگوشہ کشیدم و سیلاب دیدہ مفارقت دیدہ را سر دادم بحدیکہ اگر یاران بمنع و زجر باز نمیداشتند بساحل صبر آشنا شدن دور مینمود

گر کام دل بگریہ میسر شود ز دوست ۞ صد سال میتوان بتمنا گریستن ۞ وللہ الحمد والمنۃ

روز یکشنبہ یکم صفر ۱۰۱۲ھ

اردو

قدمبوسی کی سعادت اور حضوری کا شرف حاصل ہوا۔ زبان مبارک پر جاری ہوا کہ تم کہاں تک گئے کیونکر رہے اور کیا لائے - ان باتوں کا جواب اگرچہ زبان مقال پر اس طرح جاری ہونے کو تھا کہ میں گمراہی کی سرحد تک گیا تفرقہ اور پریشانی میں رہا ندامت لیکر آیا لیکن اُس مقام کی ہیبت سے زبان مقال سے درگذر کرکے زبان حال پر بس کی گئی - اور بجز خاموشی کے کوئی جواب حاصل نہیں ہوا اور باوجود اسکے ایک ایسے شخص کے حضور میں جو مخفی چیزوں کو دیکھتا اور دلوں کے بھید کو جانتا ہو - میں نے زبان مقال سے زبان حال کو زیادہ بولنے والا خیال کرکے تحصیل حاصل کا ارادہ نہیں کیا الغرض خواجہ کے جمال جہاں آرا کے نظارہ سے اور آپ کے چہرہ کی رنگ کی شگفتگی اور اضمحلال کے دیکھنے سے انوار ذات کی شعاعوں کے انعکاس سے جو اُس مظہر اسماء و صفات کی پیشانی کے آئینہ پر درخشاں اور نمایاں تھا چشم عقل میں خیرگی اور چکا چوند پیدا ہوئی اور گریہ شادمانی میں آئی انجام کار یہ عاجز حضور عالی کی نظر دنسے اوجھل ہوکر ایک گوشہ میں چلا گیا - اور پرنم آنکھوں سے آنسوؤں کی ندیاں بہانے لگا یہاں تک رویا کہ اگر مجلس کے رفیق زجر اور منع کے سبب رونے سے باز نہ رکھتے اور تسلی اور دلدہی کرتے تو صبر کے کنارہ سے آشنا ہونا اور نہایت دور تھا سہ گر کام دل زگریہ میسر شدے ز دوست ۔ صد سال میتواں تمنا گریستن - یعنی اگر رونے سے دوست

کہ آن گریہ قدری زنگ غفلت را کہ بر آئینہ استعداد این گرفتار مضیق تعلقات کہ در ایام مہاجرت نشستہ
بود دیکنوع شست وشوی داد و تیرگی صحبت اضداد و غبار ہم نشینی این دیو خرد فریب کہ عبارت
از نفس امارہ است چون قدرے فرونشست خاطر نگران مجالست صوری و استماع سخنان
گرانمایہ شد اما از انجا کہ حضرت ایشان باشارات غیبیہ دریافتہ بودند کہ در بر رخ خلق بستہ
بمانند بوجہ جائے این فقیر کہ اکثرے از مخلصان خواہان ایمعنی بودند کہ بدستور سابق در
آنحضرت تنگبار گنجائش میداشتہ باشند صورت نمی بست لاجرم از کلمات حقائق آیات
بیواسطہ کم استماع افتاد و بعضے ازان اشارات غیبیہ کہ باعث وضع تحریر و مقتضی کم توجہی بامر
ارشاد و عدم پرسش احوال مسترشدان شد این است کہ بنقل صحیح و روایات ثقات مسطور
مے گردد۔ حضرت ایشان واقعہ نسبت خود دیدند کہ آخر آن این عبارت بود بقیت
وحیداً طریداً فریداً ہم چنین از وقائع دیگر روشن شد کہ منتسبان خود را

کہ ایام مفارقت میں اس گرفتار تعلقات کے آئینہ استعداد پر جو زنگ غفلت بیٹھ گیا تھا اس کو اس رونے نے
کچھ دہو دیا اور مخالفین کی صحبت کی سیاہی اور اس دیو خرد فریب کی ہمنشینی کا غبار (دیو خرد فریب سے مراد ہمارا
نفس ہے امارہ جو بیٹھ گیا تھا دور ہو گیا) غرضکہ قدرے اطمینان حاصل ہوا تو دل شیدا میں ظاہری ہمجلیسی اور
اور حضوری کے دقیع و بے بہا باتیں سننے کی خواہش پیدا ہوئی لیکن اب سوچے کہ حضور خواجہ کو اشارات
غیبیہ کے ذریعہ سے معلوم ہو گیا تھا کہ مخلوق کے رخ پر آمد و رفت کا دروازہ بند کر دینا چاہیئے اگرچہ اس فقیر نے
اور فقیر تھا کس گنتی میں تھے بڑے مخلص دوستوں میں سے اکثر لوگوں نے اس بات کی خواہش ظاہر کی کہ بدستور سابق
حضور کی مجلس میں آمد و رفت کی گنجائش پاتے رہیں لیکن یہ بات کسیکو نصیب نہ ہوئی ناچار اب آپکے
کلمات حقائق آیات کے سننے اور بیواسطہ سننے کا بہت کم اتفاق ہوا ان اشارات غیبیہ میں سے
جو وضع تجرد کے باعث اور امر ارشاد کی طرف کم توجہی کے مقتضی اور طالبوں کے عدم پرسش کا سبب
ہوئے بعض اشارات غیبیہ ذیل میں درج ہوتے ہیں جو نقل صحیح اور ثقہ لوگوں کے ذریعہ سے کاتب الحروف
تک پہنچے ہیں۔ حضرت خواجہ نے اپنی نسبت ایک واقعہ دیکھا جس کے آخر میں عبارت مرقوم تھی بقیت وحیداً
طریداً فریداً۔ یعنی میں اکیلا تنہا منفرد باقی رہا اسیطرح اور واقعات سے یہ روشن ہوا کہ اپنے معتقدوں کو

بهر جائے و بهر وضع متقرر باید فرمود از روئے شفقت بتاکید فرمودند که چون فرمان و مرضی در ترک
مشیخت است یاران ما را متصدی تربیت خود نشوند و بهر جا خواهند در طلب مقصود پویند
مگر سه چهار نفر که درین تکلیف داخل نبودند ازین معنی چون دلهائے امیدواران بغایت شکسته
شد از انجاکه وسعت کرم و مهربانی حضرت ایشان بود فرمودند که امر نمیکنم که البته بروند
مقصود ازین گفتن ابرائے ذمه خود است چه بعضے ترک تدریس و بعضے ترک تحصیل و بعضے ترک
روزگار کرده بمحنت و شدائد فقر قرار داده بودند و در ایام ترک تصرف بیکی از مخلصان توجهے
فرموده بودند آخر ظاهر شد که مرضی الله نبوده است متفکر شدند که مبادا این معنی از راه لطف
الٰہی نباشد بعد از دو سه روز چون محقق شد که سرِ او عنایت ها دران مندرج بود از ان
تفکر بر آمدند و در جمیع جزئیات از خوردن و پوشیدن قولاً و فعلاً همچون برگ گلے که بر گذر
باشد از خلاف مرضی لرزان و بر جاده رضا و تسلیم همچو کوه مستقیم میبودند و ایمعنی در قرب

ترجمہ

جو تم سے نسبت خاص رکھتے ہیں ہر جا پر اور ہر وضع پر متقرر فرمانا چاہیئے چنانچہ آپنے از روئے شفقت بتاکید فرمایا
کہ جب خدا کا حکم اور اسکی مرضی ترک مشیخت میں ہے تو ہمارے رفیقوں کو چاہیے کہ ہمیں اپنی تربیت کا متکفل
نہ جانیں بلکہ جہاں چاہیں طلب مقصود میں چلے جائیں لیکن تین چار آدمی ایسے ہیں کہ اس تکلیف میں داخل نہیں
ہیں خواجہ کی سب کا امیدواروں کے دل بالکل ٹوٹ گئے چونکہ آپکی مہربانی اور کرم بہت وسیع تھا یاروں کو
دل شکستہ اور رنجیدہ دیکھکر فرمایا کہ میں حکم نہیں کرتا کہ تم لوگ میرے پاس سے ضرور ہی چلے جاؤ بلکہ اس کہنے
سے میرا مقصود اپنا بری الذمہ ہونا ہی کیونکہ بعضوں نے درس تدریس کو چھوڑ کر۔ بعضوں نے تحصیل علم کو
ترک کر کے بعضوں نے روزگار کو خدا حافظ کہکر فقر کی محنت و شدت میں رہنا اختیار کیا ہے۔ ترک تصرف کے زمانہ میں حضور نے
مخلص دوستوں میں سے ایک شخص پر توجہ فرمائی تھی۔ اخر کار ظاہر یہ ہوا کہ خدا کی مرضی نہیں ہے آپ نہایت متفکر ہوئے
کہ مبادا یہ بات بطریق لطف الٰہی کے نہو۔ اسکے دو تین دن بعد جب ثابت ہو گیا کہ اس فقرہ میں خدا کی بڑی بڑی عنایتیں
اور بھید مندرج ہیں آپ کا سارا فکر جاتا رہا۔ آپ تمام جزوی اور چھوٹی چھوٹی باتوں میں مثلاً کھانے میں
پہننے میں کسی بات کے کہنے میں کوئی کام کرنے میں خدا کی خلاف مرضی سے اس پھول پتی کی طرح جو کسی عام راستہ
میں پڑی ہوئی ہو خائف و لرزاں رہتے تھے اور رضا و تسلیم کے طریقہ پر پہاڑ کیطرح ثابت قدم رہتے تھے اور یہ بات

Marfat.com

ایام رحلت قوی تر شدہ بود وپیش از ارتحال بچند گاہ فرمودند کہ چنان دیدہ شد کہ کس کلانے از سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ فوت خواہد شد بعد ازین واقع بخاطر شریف رسید کہ جائے در نواحی شہر دہلی باید اختیار کرد و ترک اختلاط خلق نمود چون عمر باخر رسید ہمانجا مدفون شد درین باب بعضے از مخلصان را استخارہ ہا فرمودند چون اجازت بر انصرام آن ارادہ فہم نشد ترک آن ارادہ فرمودند وازین صریح تر واقعہ دیدند کہ مضمونش این بود کہ برای عرضی کہ شمارا آوردہ بودند تمام شد الحال سفر باید کرد و نزدیک ایام ارتحال فرمودند کہ طرفہ خوابے دیدہ شد- میگویند کہ قطب زمان مرد درین حین من قصیدہ غرا بغایت خوبی در مرثیہ خود میخوانم و کلمات عالی دران مندرج است وہمدرین محل یا وقت دیگر بیکے از محرمان بتقریبی فرمودند کہ قطب زمان دیگر است اما بعضے از صفات کاملہ ندارد و ما بصفاتش ممد اویم الحق صفات حضرت ایشان باتفاق ہمہ آشنایان خصوصًا یارانے کہ اکثر در ملازمت عالی بودند و در ایام سابق مطالعہ

زمانہ انتقال کے نزدیک اور زیادہ قوی ہوگئے تھے آپ نے انتقال سے چند روز پیشتر فرمایا کہ ایسا دیکھا گیا ہے کہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں سے کوئی بڑا شخص فوت ہوگا اس واقعہ کے چند روز بعد دل مبارک میں آیا کہ شہر دہلی کے اطراف میں کوئی جگہ اختیار کرنی چاہیئے چنانچہ ایسا کیا گیا اور اسکے بعد سے لوگوں سے ملنا جلنا ترک کردیا گیا اور جب آپکی عمر کا پیمانہ لبریز ہوگیا تو وہیں دفن کئے گئے- اس بارہ میں بعضے مخلصوں کو استخارہ کا حکم فرمایا چونکہ اس ارادہ کی تکمیل کی اجازت کسیطرح سمجھ میں نہیں آتی تھی لہٰذا آپنے اس ارادہ کو بالکل ترک کردیا- اس سے زیادہ ایک اور صریح واقعہ دیکھا جس کا مضمون یہ تھا کہ تم جس غرض کے لیئے بھیجے گئے تھے پوری ہوچکی اب تمہیں سفر کرنا چاہیئے- ایام انتقال سے کچھ پہلے آپ نے یہ بھی فرمایا کہ ایک عجیب وغریب خواب دیکھا گیا ہے. کوئی کہتا ہے کہ قطب زمان گیا اس موقع پر میں نے ایک دردناک قصیدہ نہایت خوبی کیساتھ انکے مرثیہ میں کہا جسمیں اعلیٰ درجہ کے اشعار کہنائے درج ہیں- ایسے موقع پر دوسرے وقت میں آپ نے ایک ازدار سے کسی تقریب میں فرمایا کہ قطب زمان اور شخص ہے لیکن وہ صفات کاملہ میں سے بعض صفت نہیں رکھتا ہے اور ہم ان صفتوں میں اسکے حامی و مددگار ہیں سچ یہ ہے کہ حضرت خواجہ کی صفات انتہا درجہ کو پہنچ گئی تھی تمام روشناس اور خاص لوگ بالخصوص وہ رفقا جو اکثر ملازمت عالی میں رہتے تھے اور پہلے زمانہ میں اس نسخہ کمالات کا مطالعہ-

Marfat.com

آن نسخہ کمالات کرده به نهایتی رسیده بود که بالاتر از آن درین وقت از کسی متصور نباشد و بود آئینہ کہ عکس خورشید وجود ؛ جاوید در و بصورت اصل نمود ؛ عزیزے در ایام کم توجہائی حضرت ایشان بامر ارشاد پرسیده که باعث بر اختیار این وضع تجرد چیست. فرمودند مارا مقامے نمایند چند گاہی انتظار رسیدن آن مقام است بعد از آن فوائد بیاران بیشتر خواہند رسید و الحال ہم آنانکه بما متوجه اند حضور و غیبت النسبت با ایشان یکسان است بکار خود باشند غیبت و عدم پرسش ما منافی ترقیات ایشان نیست لیکن آنکه ما شیخ و مرشد باشیم و باختیار ما شود از میان برخاسته است ؛ از آن عزیز پرسید که لوازم و آثار آن چیست و وقت رسیدن بآن چند فرمودند وقت آن بعد از آنکه عمر ما بچہل سال برسد و لوازم آنکه ہر که بیند سجده کند چون سن شریف حضرت ایشان بچہل رسید رخت اقامت ازین سرائے فانی بستند و بدار الملک باقی خرامش فرمودند ؎ درین حدیقه بہار و خزان ہم آغوش است ؛ زمانه جام بدست و جنازه بر دوش است ⁂ ⁂ ⁂ ⁂ ⁂

اردو ترجمہ

کر چکے تھے متفقہ الفاظ میں کہتے تھے کہ آپ کی صفات کمالات عروج کی چوٹی کو پہنچ گئی ہیں اور اسوقت میں ان جیسے صفات کا پیدا ہونا متصور نہیں ہے ؎ بود آئینہ کہ عکس خورشید وجود ؛ جاوید درو بصورت اصل نمود جبکہ ان دنوں میں حضرت خواجہ کو طالبوں کے امر و ارشاد کی طرف بہت کم توجہ تھی ایک عزیز نے دریافت کیا کہ اس وضع تجرد کے اختیار کرنیکا سبب کیا ہے فرمایا ہمیں ایک مقام دکھایا گیا ہے اور ہم چند روز اُس مقام تک پہونچنے کے منتظر ہیں اسکے بعد بہت سے فوائد یاروں کو پہنچیں گے فی الحال جو لوگ دل سے ہماری طرف متوجہ ہیں اُنکے نزدیک ہمارا حاضر و غائب ہونا برابر ہے وہ اپنے کام میں لگے رہیں اور عمل میں کوشش کریں ہماری غیبت اور بے پرسشی اُن کی ترقیوں کے مخالف نہیں ہے۔ لیکن چونکہ ہم شیخ اور مرشد ہیں اور عدم پرسش ہمارے اختیار سے واقع ہوئی تھی لہٰذا وہ درمیان سے اُٹھ گئی پھر اس عزیز نے پوچھا کہ اُس مقام کے لوازم و آثار کیا ہیں اور وہاں تک پہونچنے کا وقت کس قدر فرمایا وہ وقت اس کے بعد پورا ہوگا کہ جب ہماری عمر چالیس برس کی ہو جائیگی اور اُس کے لوازم و آثار یہ ہیں کہ جو شخص دیکھے گا سجدہ کریگا۔ چنانچہ جب حضرت کا سن شریف چالیس برس کو پہنچ گیا تو آپ نے اس سرائے فانی سے کوچ کی تیاری کی اور ہمیشہ کے دار الملک میں جلوہ فرما ہوئے ؎ درین حدیقہ بہار و خزان ہم آغوش است ؛ زمانہ جام بدست و خباره بردوش است ؛ یعنی اس باغ میں بہار اور خزان دونوں بغلگیر ہیں۔ زمانہ جام ہاتھ میں لئے ہوئے اور جنازہ کاندھے پر ہے

Marfat.com

برغم بعضے از مخلصان تعبیر این واقعہ سخن حضرت ایشان است کہ قریب بایام رحلت میفرمودند کہ درین ایام مارا از جمیع سلاسل رخصتہا شدہ و ہر کس از مسلمانان ہر جا باشد بار شارت کریمہ لِلّٰہِ یَسْجُدُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّکَرْھًا از ما بوی فائدہ میرسد خواہ دانند یا ندانند واللہ اعلم

بتاریخ پانزدہم شہر جمادی الآخر ۱۳۱۰ھ سنہ ہجری

باوجود بیماری ہائے فرمنہ دیرینہ کہ بنظر ظاہر صحیح میبودند تپ نیز لاحق شدہ و این مرض آخر بود ہمدرین مرض میفرمودند کہ حضرت خواجہ احرار قدس سرہ بخواب آمدند و عنایت بسیار فرمودند و در آخر امر کردند کہ پیراہن بپوشید این واقعہ را فرمودہ تبسم کردند و فرمودند اگر زندہ ماندیم ہمچنین بکنیم و الا کفن ہم پیراہنی است و قبل این مرض روزے بیکے از ازواج طاہرات فرمودند کہ چون عمر من بچہل سال برسد مرا واقعہ عظیم پیش آید و برائے تفہیم و تزویک بطریق طیبت آمدہ کف دست خود را نمودند و فرمودند این خطے کہ در دست من است علامت آنست اہل خانہ باستماع این خبر بنیاد وحشتی کردند :۔

بعض مخلصوں کے خیال میں اس واقعہ کی تعبیر وہی سمجھہ میں آتی جو حضرت زمانہ انتقال سے کچھ دنوں پیشتر فرماتے تھے کہ ان دنوں ہم کو تمام سلسلوں کی طرف سے اجازتیں حاصل ہوگئی ہیں تو مسلمانوں میں سے جو شخص جہاں کہیں ہوگا۔ اس آیت کے مطابق لِلّٰہِ یَسْجُدُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّکَرْھًا[1] ہم سے اسکو کچھہ فائدہ پہنچیگا خواہ وہ جانتا ہو یا نہ جانتا ہو واللہ اعلم

پندرہوین جمادی الآخر ۱۳۱۰ھ سنہ ہجری

اگرچہ حضرت خواجہ طرح طرح کی پرانی بیماریوں میں مبتلا تھے لیکن بظاہر صحیح اور تندرست معلوم ہوتے تھے لیکن آخر میں اُن امراض کے ساتھ تپ کا الم بھی لاحق ہوگئی تھی اور یہی بیماری مرض وفات تہا اسی مرض میں آپ فرماتے تھے کہ حضرت خواجہ احرار قدس سرہ خواب میں تشریف لائے بہت ہی عنایتیں اور مہربانیاں ظاہر فرمائیں اور چلتے وقت حکم کیا کہ کرتہ پہنو۔ آپنے اس واقعہ کا ذکر کرکے تبسم کیا اور نہایت خوشنما مسکراہٹ کیساتھ ارشاد فرمایا اگر ہم زندہ رہے تو البتہ ضرور کرینگے ورنہ کفن بھی ایک طرح کا کرتہ ہے اس مرض سے کچھ دنوں پہلے آپ نے ایکدن اپنی ازواج طاہرات میں سے ایک بیوی سے فرمایا کہ جب ہماری عمر چالیس برس کو پہنچ جائیگی تو ایک عظیم الشان واقعہ پیش آئیگا اور آپنے بیوی صاحبہ کے سمجھانیکے لیے بطریق خوشطبعی اپنی ہتیلی اُنہیں دکہائی اور فرمایا کہ یہ خط میرے ہاتھ میں ہے اسکی نشانی ہے۔ اس وحشتناک خبر کے سننے سے تمام گھر کے لوگ وحشت زدہ ہوگئے

[1] جس قدر مخلوق آسمان اور زمین میں ہے سبھی خوشی اور ناخوشی دونوں حالتوں میں خدا کیلئے سجدہ کرتی ہین ۱۲

فرمودند کہ چہل سال اندک نیست کسی تا چہل سال زندگانی بکند کم است باز برائے تسلی خاطر آن فرمودند کہ آن خط را وصل ہم کردہ اند و عادت شریف حضرت ایشان آن بود کہ ہرگاہ سخنے از عالم کشف یا خارق عادت میفرمودند بخود نسبت نمیکردند البتہ حوالہ بچیزے میفرمودند چنانچہ در فصل آخر مثال ہا نمودہ آید ان شاء اللہ تعالیٰ و قبل ازین مرض بیک ہفتہ صریح تر ازین از انتقال خود خبر دادہ بودند و اینچنان بود کہ ولی نعمت ظاہر کہ در عالم اسباب حق سبحانہ مفاتیح ارزاق جمعے کثیر از بندہ ہائے خود را بدست وے دادہ و او را بحسب و نسب از سیادت سخاوت بہرہ مند گردانیدہ لا زال فی الشرف والمجد کاسمہ فریداً طلب حضور جماعتے کردہ بودند و داعی نیز داخل آن جماعت است عزیزے از جمل محرر عرضہ کرد کہ او را بعلت مطالبہ بلشکر باید رفت فرمودند چندروز جائے نرود کہ آخر ہائے بازار ماست و ظاہرا کار ما بآخر رسیدہ است و از ما امیدوار منافع باشد و این منافع باوجود انقدر بے توجہی در باب مسترشد آن داشتند خالی از غرابتے نہ بود

فرمایا کہ چالیس برس کچھ تھوڑے نہیں ہوتے ہیں جو شخص چالیس برس تک زندگی کرے کیا اسکے لئے یہ کم زمانہ ہے پھر آپ نے گھر والوں کی تسلی خاطر کے لیے فرمایا کہ گھبراؤ نہیں وہ خط ملا بھی دیا گیا ہے اور آپ کی عادت شریفہ ایسی واقع ہوئی تھی کہ جب عالم کشف یا خارق عادت کے طور پر کوئی بات فرماتے تھے تو اسے اپنی طرف نسبت نہیں کرتے بلکہ کسی اور چیز کی طرف حوالہ فرماتے تھے جیسا کہ آخر کی فصل میں اس قسم کی بہت سی مثالیں بیان کیجائیں گی ان شاء اللہ تعالیٰ۔ مرض وفات سے ایک ہفتہ پہلے آپ نے اپنے انتقال کی خبر اس سے زیادہ واضح اور کھلے ہوئے لفظوں میں دی تھی اور یوں فرمایا تھا کہ وہ ظاہر ولی نعمت جس کے ہاتھ میں خدا نے عالم اسباب میں اپنے بندوں میں سے ایک جماعت کثیر اور جم غفیر کے رزق کنجیاں سونپی تھیں اور اسے حسب و نسب یعنی سیادت و سخاوت سے بہرہ مند کیا تھا لَا زَالَ فِی الشَّرَفِ وَالْمَجْدِ کَاسْمِہٖ فَرِیْدًا وہ اپنے نام کیطرح عزت اور بزرگی میں ہمیشہ منفرد رہا۔ اس واقعہ کے بعد حضور نے مخلصین کی ایک جماعت کو طلب فرمایا اور بندہ بھی اس جماعت میں داخل تھا ایک عزیز نے میری طرف سے خدمت اقدس میں عرض کیا کہ اسکو یعنی کاتب الحروف کو کسی مطالبہ کی غرض سے لشکر میں جانیکی ضرورت ہے۔ فرمایا چند روز تک کہیں جانا نہ چاہیئے کہ اب ہمارے بازار کی رونق آخر ہے اور بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہمارا کام تمام ہونیکے قریب پہنچگیا ہے تو اس آخری زمانہ میں اسے ہماری طرف سے بہت سی منفعتوں کا امیدوار رہنا چاہیئے کاتب حروف عرض کرتا ہے کہ حضور خواجہ کا باوجود اسقدر بے توجہی کے جو اس زمانہ میں آپکو طالبوں کے بارہ میں تھی اس فقیر کو سفر سے منع کرنا

شنبه هفتدهم جمادی الاخری ۱۲ سنه هجری

بطفیل صحبت حضرت مخدومی ملاذی حاجی شیخ عبد الحق سلمهم اللہ بمجلس عالی باریافت فرمودند که شب گذشته اوضاع بدن بغایت برہم زدہ شد و حالت نزع بظهور رسید و تا نیم شب این چنین بود۔ اما بغایت اللہ آخر آرامے حاصل شد اگر مردن عبارت ازین است چه نعمتی بوده است که از ان حال بر آمدن خوش نمی آمد و هم درین بیماری وصیتیکه کردند این بود که ملکیت یک دو کتاب شبه گونه بود فرمودند که انها را بصاحب شان بفرستند هر چند بهبه شرعی انها مقبوض و مملوک بودند و مراثی که از حضرت ایشان ماند از نقود یک روپیه و از اجناس چند کتابے و اسپے و فرشی و طریقه که در مسترشدان معمول است ؎ گر جان من اندر سر و کار تو شود ۔ عهر تو بمیراث و هم خویشان را ۔۔

شام پنجشنبه بست و سوم ماه مذکور

خیلگی صحیح و خورم بودند چنانچه عصاے بدست گرفته بپائی فلاک فرسائے خود از جائے که بودند

روز شنبه ستر ہویں جمادی الآخری ۱۲ سنہ ہجری

حضرت مخدومی حاجی شیخ عبد الحق سلمہ اللہ کے طفیل سے مجلس عالی میں باریابی کی اجازت پائی فرمایا کہ گزشتہ رات کو اوضاع جسم میں انتہا درجہ کی برہمی پیدا ہوئی اور جان کنی کی سی حالت ظہور میں آئی اور آدھی رات تک تو برابر یہی کیفیت رہی لیکن آخر کار عنایت الٰہی سے آرام و اطمینان حاصل ہوا سو اگر مرنا اسی سے عبارت ہے تو یہ ایک ایسی عمدہ نعمت ہے جس سے باہر آنیکو جی نہیں چاہتا۔ اسی بیماری میں آپ نے ایک وصیت بھی کی تھی اور وہ یہ تھی کہ آپ کی ملکیت میں ایک دو کتابیں تھیں مشتبہ۔ فرمایا ہر چند کہ شرعی ہبہ کی وجہ سے وہ میرے ملک اور قبضہ میں تھیں لیکن اب انہیں انکے مالک کو واپس کر دو۔ آپ کے بعد جو آپ کی میراث باقی ہے وہ ذیل کی چند چیزیں تھیں نقدی میں ایک روپیہ۔ اجناس میں چند کتابیں۔ ایک گھوڑا ایک معمولی فرش۔ ایک شمرہ طیبہ جو طالبوں کا معمولی ہلا ہے ؎ گر جان من اندر سر کار تو شود ۔ عہر تو بمیراث و ہم خویشان را۔۔

پنجشنبہ کی شام جمادی الآخر کی تیئیسویں تاریخ سنہ ۱۲ھ

جناب نہایت خورم و شاداں و تندرست تھے چنانچہ دست مبارک میں عصا لئے ہوئے اپنے مبارک قدموں سے جسجگہ تشریف

بجائی دیگر تشریف بردند و بفرح و شادانی درخانہ کہ مشرف بر دریا بود و ہوائے مخالف درو
سرائت داشت نشستند و نماز شام را بایما گزاردند و پوششہا کہ ہمیشہ در ایام بیماری ملبوس کم کردند
و مثنوی مولوی معنوی باواز بلند میخواندند و باخود زمزمہ داشتند مخلصانے کہ متعہد خدمت وتیمار
داری مخصوص بودند از مشاہدہ این حال متحیر بودند بعضے حاضران از غوامض علوم حقیقتہا
مینمودند۔ شخصے از حاضران پرسید کہ آنچہ در قرآن مجید امر بایمان بغیب آوردن شدہ آیا یعنی
نسبت بہ عامہ مسلمین خواہد بود۔ یا باہل مشاہدہ یعنی اینہا ایمان بشہود دارند فرمودند کہ نہ چنین است
بل امر بایمان بغیب نسبت بعوام و خواص است بیت ہرچہ نزد تو بیش ازان راہ نیست ۔۔ غایت
فہم تست واللہ نیست ۔۔ پاسے اخیر از شب جمعہ ماندہ بود کہ دل حضرت ایشان ضعف کرد بے خود شدند
بعد از اندک فرصت بافاقتی کہ متضمن بشاشت وجہ بود بکمال قرار و آرام باز آمدند و چشمان
مبارک واکردند و تکلم ازین وقت تا قبیل وصال نفرمودند درین اوقات سکوت کہ ہمگی آن دوازدہ پہر بود

اور فرحت و شادمانی کیساتھ اوس کمرہ میں جہاں سے دریا دکھائی دیتا تھا اور جسمیں مخالف ہوا کچھ سرایت رکھتی تھی
بیٹھ گئے۔ مغرب کی نماز اشاروں سے ادا کی بیماری کے زمانہ میں جو لباس جسم مبارک پر ہمیشہ آراستہ ہوتا تھا
اُس میں سے کچھ کم کیا اور مولوی معنوی کی مثنوی بآواز بلند پڑہنے لگے اور ساتھ ہی زمزمہ میں آئے جو مخلص کہ خدمتگاری
تیمار داری کیساتھ مخصوص سے یہ کیفیت دیکھ کر حیران تھے حاضرین میں سے بعض لوگ غوامض علوم میں سے
بڑی بڑی تحقیقیں حاصل کرتے تھے۔ ایک شخص نے دریافت کیا کہ قرآن مجید میں جو غیب پر ایمان لانیکا حکم
ہوا ہے تو کیا یہ حکم عام مسلمانوں کے لیئے ہے یا اہل مشاہدہ یعنی اُن لوگوں کے لیے صادر ہوا ہے جو شہود
کے ساتھ ایمان رکھتے ہیں۔ فرمایا ایسا نہیں ہے بلکہ غیب پر ایمان لانیکا حکم اُن عام لوگوں کو ہوا ہے جو خواص میں شامل
نہیں ہیں ہرچہ نزد تو بیش ازان رہ نیست ۔ غایت فہم تست واللہ نیست ۔ جمعہ کی پچھلی رات کا تھوڑا حصہ باقی تھا
تھا کہ آپ کے دل پر ضعف غالب آیا بیہوش ہو گئے اور تھوڑی دیر کے بعد جب ہوش میں آئے تو چہرہ مبارک
پر خوشی اور تازگی کے آثار نمایاں تھے کمال قرار و آرام کی علامتیں نمودار تھیں۔ آنکھیں مبارک کھولیں مگر کچھ
غرضکہ کوئی بات بے اطمینانی کی نہ تھی مگر اسوقت سے لیکر انتقال شریف سے کچھ پہلے تک کوئی بات زبان مبارک
سے نہیں فرمائی۔ اس خاموشی کے اوقات میں جو قریبًا بارہ پہر کے ہوں گے [illegible]

۱۲۰۹ھ

ہرچند او دویہ مخالف طبع شریف بہمالیدند اصلاً بجبین ابروئے متعرض نشدند ہمانا اثبات حال رضا مرعی داشتند چنانچہ پیش ازین حالت سکوت مخلصے بطریق دلسوزی گفت سبحان اللہ چندین امراض سابق ولاحق بس بود کہ سوزشش درون ہم بران افزود بزجر منعش کردند۔ فرمودند حق سبحانہ مالک ملک خود است در ملک خود ہر گونہ تصرفے کہ بخواہد میکند دیگرے را دم زدن نمی رسد وتا ہنگام رحلت از آرام وقرارے کہ داشتند متغیر نشدند الا از آوردن طبیب ہندو کہ آزار روحانی راہ یافت وصورت کراہتے ظاہر کردند وچینے بر ابروے مبارک پدید آمد وروئے از جانب طبیب گردانیدند خدمت خواجہ حسام الدین احمد عرض کردند کہ برضائے والدہ حضرت ایشان این گستاخی کردہ شد والا مشرب عالی معلوم است کہ باوردن طبیب ہندو راضی نیستند از استماع این سخن چین ابروئے فراہم آمد وبرضی والدہ راضی شدند درین وقت یکی از مخلصان تقریبے نام اللہ العالمین گفت بسرعت جانب وے دیدند وسر مبارک را کہ بیقرار گزاشتہ بودند گردانیدند

ہر چند کہ اُن دواؤں کا استعمال کیا جاتا تھا جو مخالف طبع شریف تھیں لیکن آپ مطلق ناراض اور چین بجبین نہیں ہوتے تھے بلکہ رضا بالقضا کی حالت کو نہایت ثابت قدمی کے ساتھ مرعی رکھتے تھے اور اسکی وجہ یہ تھی کہ اس حالت خاموشی سے پہلے ایک مخلص نے دلسوزی کے طور پر کہا تھا سبحان اللہ کیا اتنے سارے سابق ولاحق امراض بس کرتے تھے جو یہ باطنی سوزش اُن پر اور زیادہ کی گئی۔ آپ نے اُسکو جھڑک دیا اور اس قسم کی بیہودہ باتوں سے منع کرکے فرمایا کہ خدا تعالیٰ اپنے ملک کا مالک ہے اور اپنے ملک میں جسطرح چاہتا ہے تصرف کرتا ہی دوسرے کو دم مارنے کی گنجائش نہیں غرضکہ انتقال کے وقت تک جو آرام وقرار موجود تھا اسمیں ذرا ردوبدل نہیں ہوا مگر ایک ہندو طبیب کے آنیکو نہ صرف جسمانی بلکہ روحانی تکلیف پہنچی آپ کے چہرے سے کراہت کے آثار نمایاں ہوئے اور ابروئے مبارک پر بہت سے بل پڑ گئے۔ طبیب کی طرف سے فوراً منہ پھیر لیا۔ اور غصہ کے آثار نمایاں ہوئے خواجہ حسام الدین احمد نے عرض کیا کہ یہ گستاخی جو ہم لوگوں سے ظہور میں آئی۔ حضور کی والدہ کی رضامندی کی وجہ سے ظہور میں آئی ورنہ ہمیں آپ کا مشرب عالی معلوم ہے کہ ہندو طبیب کے لائے جانے سے آپ ناراض ہیں۔ اس بات کے سنتے ہی پیشانی مبارک کے بل اتر گئے اور اپنی والدہ کی مرضی پر راضی ہوگئے اسی موقع پر ایک مخلص نے کسی تقریب پر الہ العالمین کا لفظ منہ سے نکالا آپ نے نہایت سرعت کیساتھ اسکی طرف دیکھا اور سر مبارک کو جو نہایت ہی بیقراری کی حالت میں تھا ادھر ادھر

یکی از حاضران گفت دیدید کہ باستماع نام محبوب چہ بشوقی تحرک فرمودند ازین سخن آب در چشم حقائق بین گردانیدند اما بیرون نہ آمد ؛

شنبہ بست و پنجم ماہ جمادی الثانیہ سنہ اثنے عشر والف

سعادت حضور حاصل شد و این اختصار حضرت ایشان بود از مخلصان ہر کہ مے آمد لحظہ بجانب وے میدیدند بعدہٗ نظر با غماض عین خویشتن میکردند چون جامع مسودہ بنظر مبارک در آمد قدری متوجہ شدند و صرف نظر مدتے بجانب دیگر نکردند بخلاف عادت مکرر رکر بچشم شفقت و رحمت نگریستند اللّٰھم متعنا من برکاتہ حجۃ الاسلام حضرت مخدومی خواجہ حسام الدین احمد میگریستند بنظرہائے کہ متضمن وداع باشد بجانب ایشان نگریستند و نظرات شفقت و رحمت بر تفقد حال خیر مآل ایشان کردند و بر روئے حضرت ایشان تبسمے و تعجبے چنانچہ عادت شریف درین امور بود ظاہر میشد یعنے عجب از شما کہ خود را در دائرہ درویشان میگیرید و طفلان وار درین معاملہ گریہ میکنید و بعنایت

حاضرین میں سے ایک شخص نے کہا لو دیکھو کہ محبوب کا نام سنکر کس درجہ شوق میں آکر جنبش فرمائی ہے اس بات سے آپکی حقائق بین آنکھوں میں پانی بھر آیا اور آنسو ڈبڈبانے لگے ؛

روز شنبہ پچیسویں جمادی الاخری ۱۰۱۲ھ سنہ ہجری

حضوری کی سعادت حاصل ہوئی - یہ وقت حضرت کی سکرات موت کا وقت تھا - مخلصوں میں سے جو شخص حاضر ہوتا تھا آپ تھوڑی دیر اُسکی طرف دیکھتے تھے اور پھر نظر پھیر لیتے تھے گویا آنکھہ کو بند کرنیسے اُسے رخصت کرنے کی طرف اشارہ فرماتے تھے - جب کاتب الحروف نظر مبارک کے سامنے گیا اُسپر زیادہ متوجہ ہوئے اور ایک عرصہ تک دوسرے کی طرف نظر نہیں کی بلکہ بخلاف عادت مکرر شفقت و مہربانی کی آنکھہ سے دیکھتے رہے اللّٰھم متعنا من برکاتہ خداوند اوتھیں آپکی برکتوں سے متمتع کر حجۃ الاسلام حضرت مخدومی خواجہ حسام الدین احمد زار قطار رو رہے تھے آپ نے الوداعی نظروں سے انکی طرف دیکھا اور اُنکے حال خیر مآل پر شفقت و مہربانی کی نظریں ڈالیں اور جیسا کہ عادت شریف تھی کہ ان جیسے موقعوں پر تعجب ظاہر فرماتے تھے خواجہ حسام الدین کی یہ کیفیت دیکھکر کبھی تعجب کرتے تھے کبھی تبسم فرماتے تھے گویا زبان حال سے اشارہ کرتے تھے کہ تم جیسے شخص سے تعجب ہے کہ اپنے آپکو درویشوں کے دائرہ میں شمار کرتے ہو اور اس موقع پر بچوں کی طرح روتے ہو اسکے بعد آپنے پہلے درجہ کی عنایت

ومرحمت تمام انگشتان دست مبارک در انگشتان ایشان درہم زدہ خیلے وقت منعقد داشتند وبعد ازان دست
ایشان بطرف خود کشیدند ودر وقت بیماری غیر ہیچ کدام از اصحاب کرام ورائے ایشان بحضور عالی
نبود اگرچہ خدمت میان شیخ الہداد نزدیک بودند لیکن از ضعف وبیماری کہ شیخ مذکور را از مشاہدہ ضعف
حضرت ایشان طاری شدہ بود درین مدت نتوانستند بمجلس عالی حاضر شد شب و روز در ملازمت حضرت
ایشان خصوصًا در ایام بیماری غیر از ایشان کسے نبود۔ القصہ چون جانکنگ بود و یاران نوبت
می ورامدند باشارت اعزہ کہ انجا حاضر بودند بیرون آمدم حق سبحانہ بطفیل آن نظرات وبحرمت صفائی
آن اوقات این آوارہ وادیِ ناکامی بازیچہ طبیعت وخامی از سوء خاتمہ نگاہدارد و درین لات وجرائم
راکہ از ہمنشینی این اژدہائے خانہ پرور وغول خرد فریب کہ نفس وشیطان است سر برمیزند سدِ راہ وصول
گرداناد وبمنہ وجودہ۔ تمامی قصہ آنکہ از روز شنبہ باقی ماندہ بود کہ بذکر اسم ذات بطریق جہر مشغول شدند
بعد از دو سہ ساعت ہمین شغل کریمہ بجوار رحمت حق پیوستند وبعالم قدس تمکن فرمودند مثنوی

ومہربانی ظاہر کرنے کے لیئے اپنے ہاتھ مبارک کی انگلیاں انکی انگلیوں میں ڈالکر تھوڑی دیر تک انگلیاں گتھی رکھیں
پھر انکے ہاتھ کو اپنی طرف کھینچ لیا۔ اس اخیر بیماری کے وقت بجز خواجہ حسام الدین احمد کے اور کوئی
اصحاب کرام میں سے حضور عالی میں موجود نہ تھا۔ اگرچہ میاں شیخ الہداد ہمیشہ پاس رہتے تھے لیکن حضور کے
مرض اور ضعف کے دیکھنے کی تاب لا سکے اور اُن پر ایسا ضعف اور بیماری طاری ہو گئی تھی کہ اس موقع پر مجلس
عالی میں حاضر ہونے کی طاقت نہ رکھتے تھے۔ الغرض رات دن آپکی ملازمت میں خاصکر ایام بیماری میں بجز
خواجہ حسام الدین احمد کے اور کوئی آپکے پاس نہ تھا۔ مختصر یہ کہ چونکہ حضور پر سکرات موت طاری تھی اور ہر کان تنگ
تھا یار لوگ یکے بعد دیگرے آمد و رفت رکھتے تھے کمترین اُن عزیزوں کی رخصت لیکر جو وہاں حاضر تھے باہر آیا۔ خدا تعالی
اُن نظروں کے طفیل اور اُن اوقات کی صفائی کی حرمت سے اس وادی ناکامی کے آوارہ کو سوء خاتمہ سے محفوظ رکھے
اور ان لغزشوں اور جرموں کو جو اس خانہ پرور اژدہا کی ہمنشینی اور خرد فریب غول کی قربت سے کہ نفس اور شیطان ہے
وقتًا فوقتًا آنًا فآنًا سرزد ہوتے ہیں راہ وصول سے بند کرنے اور پھیر دینے والا نہ کرے بمنہ وجودہ پوری بات
یہ ہے کہ ہفتہ کا کچھ دن باقی تھا کہ حضرت خواجہ اسم ذات کے ذکر میں بطریق جہر مشغول ہوئے دو تین گھڑی بعد
بحالت ذکر جوار رحمت حق میں جا ملے اور عالم قدس میں تمکن فرما ہوئے مثنوی

Marfat.com

درین صندل سرائے آبنوسی — گہے ماتم بود گاہے عروسی

چو بہرِ شادی و غم جائے روبند — بجائے سر بجائے پائے کوبند

رباعی

کہ گفت کہ آن مایۂ امید بمرد — کہ گفت کہ آن دولت جاوید بمرد

آن دشمن خورشید برآمد بربام — پوشید دو چشم و گفت خورشید بمرد

اکنون اندکے از اطوار حضرت ایشان نسبت بعموم خلائق و تربیت بمسترشدان در دو فصل بوجہ اختصار تمام کنم:

فصل اول در بیان بعضے از اطوار حضرت ایشان

طریقہ حضرت ایشان بخلق اللہ این بود کہ ہرگاہ شخصے بملازمت گرامی می آمد خود را بطور او میگذاشتند

اردو ترجمہ

درین صندل سرائے آبنوسی — گہے ماتم بود گاہے عروسی

چو بہر شادی و غم جائے روبند — بجائے سر بجائے پائے کوبند

رباعی

کہ گفت کہ آن مایۂ امید بمرد — کہ گفت کہ آن دولت جاوید بمرد

آن دشمن خورشید برآمد بربام — پوشید دو چشم و گفت خورشید بمرد

اب حضرت خواجہ کے تھوڑے سے وہ اخلاق و عادات لکھے جاتے ہیں جو عامۂ خلائق اور طالبوں کی تربیت سے تعلق رکھتے تھے۔ اور اگرچہ آپ کے اخلاق و عادات بہت کچھ ہیں مگر میں بوجہ اختصار دو فصلوں میں تمام کرتا ہوں:

پہلی فصل خواجہ کے بعض عادات و اخلاق کے بیان میں

آپ کا خلق اللہ کے ساتھ برتاؤ یہ تھا کہ جب کوئی شخص ملازمت عالی میں حاضر ہوتا تو آپ اپنے تئیں اسکے طریقہ پر چھوڑ دیتے۔ یعنی خود اُس کے عادات و رویہ کے متبع ہوجاتے

وباندازہ عزت او بذل جاہ میفرمودند و تعظیم علماء و سادات بسیار میکردند و اکثر ساکت
می بودند مگر برائے استمالت زائر برابر سخن وے بہانقدر کہ بعرض جواب کافی میبود تکلم میفرمودند
مگر وقتیکہ سخن در تصوف و وحدت وجود و محل اختلاف شی افتاد خیلی تنقیح میکردند چہ آں محال
مغالطہ افہام است تا کسی کج نفہمد و مخالف مذہب صحیح فرا نگیرد و اگر از اہل عرف و تکلف میبود و
کلمہ عرفی تکلف بر لفظ مے آوردند و بنوعے تازہ روئے میکردند کہ ہیچگونہ تکلفے یا کراہتے مفہوم
نمیشد و در آنحضرت ہرگز سخن دنیا یا ارباب دنیا یا اخبار عالم مذکور نمیشد مگر حاجتمندی ہنگام عرض حاجت
خود چیزے ازین مقولہ میگفت یا امرے از امور دین باں متعلق میبود و حتی الامکان در انجاح مہمات
مسلمانان خود را معاف نمی داشتند و بفعل و قول حاجات حاجتمندان روا میکردند و از حضرت ایشان
ہرگز سخنے کہ دلالت بر وجود قدرت کند ازین جماعہ کسی نشنیدہ مگر وقتے یکے از مخلصان کہ بظاہر
در مشغولیہا مبالغہ نداشت و جمعے از اصحاب طعن بروے میکردند شکستگی و حسرت از کم توفیقی خود

اور اُسکی عزت کے اندازہ پر بذل جاہ فرماتے تھے۔ علماء اور سادات کی بہت کچھہ تعظیم و توقیر کرتے اور اکثر اوقات
ساکت اور خاموش رہتے تھے۔ مگر ہاں مہمان کا دل گرویدہ کرنیکیلئے برابر گفتگو کئے جاتے تھے یہاں تک کہ اُسے جواب شافی
ملتا اور آگے کو بات کرنیکی گنجائش نہ رہتی۔ ہاں جسوقت تصوف میں یا مسئلہ وحدت وجود میں یا کسی اور اختلافی مسئلہ
میں گفتگو چھڑ جاتی تو آپ بابین خیال انتہا درجہ کی تنقیح فرماتے تھے کہ وہ فہموں کے مغالطہ میں پڑنیکا محل ہے مبادا کوئی
شخص کج فہمی کرکے مذہب صحیح سے مخالفت نہ اختیار کر جائے۔ اور اگر کوئی شخص اہل عرف یا اہل تکلف میں سے
ہوتا تو وہ عرفی باتیں تکلف زبان پر جاری فرماتے۔ اور ایسی خندہ پیشانی اور تازہ روئی کے ساتھ گفتگو کرتے
کہ کسیطرح کا تکلف یا کراہت سمجھی نہیں جاتی۔ آپکی مجلس میں دُنیا یا اہل دُنیا کی حکایتیں یا جہاں کی نیک و بد خبریں کبھی
مذکور نہیں ہوتی تھیں مگر ہاں جب کوئی حاجتمند اپنی حاجت عرض کرتے وقت امور بالا میں سے کچھ بیان کرتا یا امور
دینی میں سے کوئی امر اسکے متعلق ہوتا تو اس صورت میں دُنیا یا اہل دُنیا کا ذکر ہو جاتا۔ آپ حتی الامکان مسلمانوں
کی حاجتیں پوری کرنیمیں جان و مال سے دریغ نہیں کرتے تھے اور حاجتمندوں کی حاجتوں کو قولاً و فعلاً غرض ہر طرح سے روا
کرتے تھے۔ اتنی بڑی جماعت میں سے کبھی کسی نے آپ سے ایسی بات نہیں سُنی جو وجود قدرت یا اظہار قدرت پر دلالت کرتی
ہو مگر ایک موقع کا ذکر ہے کہ آپکے مخلصوں میں سے ایک مخلص جو بظاہر مشغولی میں زیادہ مبالغہ نہ کرتا تھا اور اس کم مشغولی کی وجہ سے

وطعن یاران بعرض رسانید فرمودند هر طور میخواهی باش و از کدورت هستی طاعنان و نورانیت مرحمی آن مخلص فرمودند بخاطر میرسد که متوجه شده بکمترین ساعتے این شخص را بمرتبه بلند رسانیده شود اما ضعف فرصت نمیدهد و هرگز این چنین سخن از ابتدا تا انتها کسے از حضرت ایشان که تمام غرق دریائے فنا و نیستی بودند نشنیده در وقتے بیکے از خواص اصحاب بنا بر حکمتے میفرمودند هرگاه که تعین خود را تصور میکنم در بحر فنا میبایم و در خلا و ملا در دوام آگاهی و حضور و شهود حق میبودند و اگر مکروه شرعی از کسے میدیدند بشدت امر معروف میکردند و احیاناً چون ضرور میشد بکنایت و یا تمثیل بنوعے می فرمودند که دلنشین وے شد و سبب بر نا کردن امر معروف آن بود که خود را از سائر ناس مه ندانستند و میفرمودند که امر معروف بر علماء و اهل احتساب است روزے از ازواج مطهره نسبت بحضرت ایشان بے ادبی کرده بود بارباب علم فرمودند که مسئله تحقیق کنید اگر در ایمان وے بهتک حرمت ما فتورے رفته باشد تجدید نکاح کنم. شخصے عرض کرد اگر بعلماء کسے این چنین بے ادبی

اور یاروں کی طعنہ زنی کی شکایت پیش کی۔ آپ نے برہمی کے لہجے میں فرمایا کہ تو جس طرح رہنا چاہتا ہے رہ اِن اپنے طعنہ زنوں کی کدورت ہستی اور اس غریب مخلص کی نورانیت کی طرف اشارہ کرکے فرمایا دل میں آتا ہے کہ اس شخص پر توجہ ڈالوں اور ایک ادنی ساعت میں اس بلند مرتبہ پر پہنچا دوں جس کی کوئی انتہا نہ پا سکے لیکن کیا کروں ضعف اتنی فرصت ہی نہیں دیتا اسکے علاوہ کبھی کسی نے حضور سے کہ ہمیشہ دریائے فنا و نیستی میں غرق رہتے تھے ابتدا سے لیکر انتہا تک کوئی ایسی بات نہیں سنی کبھی کبھی آپ نے اپنے کسی خاص مرید سے بطریق حکمت فرمایا کرتے تھے کہ جب وقت میں اپنے تشخص اور تعین کا تصور کرتا ہوں تو اسے دریا میں غرق پاتا ہوں۔ آپ خلا ملا ظاہر و باطن میں ہمیشہ آگاہی اور حضور و شہود حق میں رہتے تھے اگر شرعی مکروہ یا کوئی ناپسندیدہ بات کسی سے ملاحظہ فرماتے تو سختی کے ساتھ امر معروف کرتے اور جب کبھی ضرورت پڑتی تو کنایہ یا تمثیل کے پیرائے میں ایسے طرز سے نصیحت فرماتے کہ سننے والے کے دل میں آپ کی نصیحت بیٹھ جاتی۔ آپ کے امر معروف نہ کرنیکا سبب تھا کہ آپ اپنے تئیں اوروں جیسا ایک آدمی جانتے تھے اور فرماتے تھے کہ امر معروف عالموں اور محتسبوں کا کام ہے۔ ایکدن کا ذکر ہے ایک بیوی صاحبہ سے آپکی نسبت کوئی بے ادبی اور گستاخی سرزد ہو گئی تھی۔ آپ نے اہل علم کیطرف روئے سخن کرکے فرمایا کہ اس مسئلہ کی تحقیق کرنی چاہیے اگر ہتک حرمت اور توہین کی وجہ سے اسکے ایمان میں کوئی خلل یا فتور پڑ گیا ہو تو ہم دوبارہ نکاح کرلیں۔ ایک شخص نے عرض کیا ہم

Marfat.com

حکمش چنین است فرمودند ما داخل علمائے نیستیم در کتاب ببینید کہ اگر مومنے ہتک حرمت مومنے کند
چہ لازم میشود و حکم آن چیست و سر مو از جادۂ مستقیم و طریق قویم شریعت تجاوز نمیکردند
و عمل بروایات مفتی بہ مینمودند و از امورے کہ مظان شبہہ در آن گنجائش میداشت بقول و فعل احتیاط
میکردند و آن قدر نظر ہائے دقیق دریں باب داشتند کہ عقل حیران میشد مثلاً اگر کارے میکردند
و دران کار رعایت حقوق شرعیہ کما ینبغی مینمودند گاہے اطلاع بر اسرار آن عمل نمیشد بعد از انکہ
کشف حقیقت آن اتفاق مے افتاد ظاہر میشد کہ نہایت مرتبہ رعایت تا ہمیں حد است و اینچنین
میبائیست۔ مثلاً روزے نشستہ بودند وقت نماز در رسید مصلا طلب داشتند شخصے از حاضران
کمربند خود را پیش آورد فرمودند کہ بر جامہ شما نماز گزاردن از ادب دور است بر زمین ادا کردند و جامہ او را
نہ انداختند عاقبت ظاہر شد کہ این شخص بعد از وضو نشف رطوبتے از اعضائے مغتسلہ خود باآن
جامہ نمودہ بود و اگر کسے در ملازمت حضرت ایشان تخفیف مسلمانے میکرد چہ جائے غیبت بمجرد انکہ

اسکا حکم تو ایسا ہی فرمایا ہم علماء میں داخل نہیں ہیں کتاب میں یہ دیکھنا چاہیے کہ اگر ایک مومن دوسرے مومن کی ہتک عزت
کرے تو کیا لازم آتا ہی اور اسکا حکم کیا ہی۔ آپ طریق مستقیم اور راہ شریعت سے سرمو تجاوز نہیں کرتے تھے اور مفتی بہ
روایتوں پر عمل کرتے تھے جن امور میں شبہ کی گنجائش ہوتی تھی اُس سے قولاً و فعلاً پرہیز کرتے تھے۔ اور اس بارہ میں اسقدر
تحقیق اور تدقیق کو کام میں لاتے تھے کہ عقل حیران ہوجاتی تھی مثلاً اگر آپ کوئی کام کرتے تھے تو اُس میں حقوق شرعیہ کی
رعایت کما حقہ بجا لاتے تھے کبھی اُس کام کے اسرار پر اطلاع نہیں ہوتی تھی مگر اسکے بعد جب اُس عمل کے کشف حقیقت
کا اتفاق پڑتا تو ظاہر ہوتا کہ مرتبہ رعایت کی انتہا یہانتک ہی اور یہ ایسا ہونا چاہیئے تہا مثلاً ایک روز بیٹھے ہوئے تھے
نماز کا وقت آیا مصلا مانگا حاضرین میں سے ایک شخص نے اپنا پٹکا پیش کیا فرمایا تمھارے کپڑے پر نماز ادا
کرنی دور از ادب ہی چنانچہ زمین پر نماز ادا کی اور اُس کا کپڑا نہ بچھایا۔ انجام کار ظاہر ہوا
کہ یہ شخص وضو کے بعد اپنے دہوئے ہوئے اعضا کی رطوبت اسی کپڑے سے
خشک کیا کرتا تہا۔ اگر آپ کے سامنے کوئی شخص کسی
مسلمان کی تخفیف بھی کرتا چہ جائیکہ غیبت
تو آپ بمجرد اس کے کہ

Marfat.com

این سخن از وے ہمی فہمیدند تعریف و توصیف آن مسلمان بسیار میکردند چنانچہ آنکس خود از ارادہ
تخفیف برآمدہ در توصیف تعریف حضرت ایشان میشد از شخصے انواع افعال قبیحہ صادر شدہ بود
چنانچہ پدر و مادر محضرے بر وجوب قتل وے نوشتہ بودند لیکن قاضی حکم بقتل نکردہ بود عزیزے قبائح
ویرا بتعجب و تعیب بحضور حضرت ایشان نقل کرد انواع شفقت و رحمت بے ہیچ تعجبے در بارہ او فرمودند
ناقل را از مشاہدہ این حال حیرتے در گرفت کہ سبحان اللہ حضرت ایشان مخلوق و مقید اند ہرگاہ از حضرت
ایشان اینہمہ شفقت و مرحمت ظہور میکند حق سبحانہ کہ ارحم الراحمین است وسعت رحمت او تا بچہ حد خواہد بود
وا از نظر این غلبہ خندہ کرد و عرض نمود کہ ازینجا معلوم شد کہ گناہے پیدا نخواہد شد کہ کسی مستحق دوزخ
شود و باآن عزیز خطاب کردہ فرمودند شما مردم عزیزید شمارا قبائح وے در تعجب مے آرد و ماکہ او را در تقابل
نفس خود می بینیم جائے تعجب نیست۔ شخصے نقل کرد کہ صوفیان حضرت ایشان مخلوق و مقید اند ہرگاہ از حضرت
در شغولی ندارند فرمودند بیچارہا چہ کنند ما ہم ہیچ مشقتے درین امر نکردہ ایم چنانچہ ما مفت یافتہ ایم

اردو ترجمہ

اُسکی بات سے یہ مفہوم سمجھیں اُس مسلمان کی تعریف و توصیف بیان کرنے لگتے۔ یہانتک کہ وہ شخص خود بھی ارادہ
تخفیف سے پہلو تہی کر کے اسکی تعریف و توصیف میں آپ کا معین و مددگار ہو جاتا تھا۔ ایک شخص سے طرح طرح کے
ناشائستہ افعال سرزد ہوتے تھے لوگوں نے اُسکے وجوب قتل پر ایک محضر تیار کیا۔ اور سب نے اپنی اپنی گواہیاں ثبت
کیں یہانتک کہ اُسکے ماں باپ نے بھی لیکن قاضی وقت نے ہنوز اُسکے قتل کا حکم نہیں لگایا تھا ایک عزیز نے
اُسکے نازیبا افعال کو نہایت تعجب اور اظہار عیب کے پیرایہ میں حضور کے سامنے نقل کیا۔ آپ نے اُسکے بارے میں
بے کسی تعجب کے طرح طرح کی شفقت اور مہربانیوں کا اظہار فرمایا۔ ناقل کو اس حال کے مشاہدہ سے ایک عجیب طرح کے وجد نے
بے حال کر دیا۔ اُسنے باآواز بلند کہا۔ سبحان اللہ خواجہ خدا کی مخلوق و مقید ہیں۔ جب آپ سے اسقدر شفقت و
مہربانی ظہور کرتی ہے تو حق تعالیٰ کی وسعت رحمت جو تمام رحم کرنیوالوں سے بڑھکر رحم کرنیوالا ہے کسقدر ظہور کریگی
یہ کہکر اوس نے خواجہ کے غلبہ نظر سے خندہ کیا اور عرض کیا کہ یہانسے معلوم ہوا کہ کوئی ایسا پیدا ہی نہیں کیا گیا جس
کی وجہ سے کوئی شخص مستحق دوزخ ہو۔ خواجہ نے اُس عزیز کیطرف روئے سخن کر کے فرمایا کہ تم پاک اور عزت دار آدمی ہو اسوجہ سے
تمہیں اُسکے افعال ناشائستہ دیکھکر بیشک تعجب آیا ہوگا اور ہمارا حال یہ ہے کہ جب ہم اُس کو اپنے نفس کے مقابلے
میں دیکھتے ہیں تو کچھ تعجب نہیں آتا۔ ایک شخص نے بیان کیا کہ حضرت کے معتقدین کام بہت کم کرتے ہیں اور مشغولی میں

Marfat.com

اینہا ہم میخواہند صفت یابند اگر از مریدے قبیحے مشاہدہ میکردند یا می شنیدند تہمت بر خود
می بستند و میفرمودند کہ اثر بد صفتہائے ماست۔ ہرگاہ در ما بدیہا باشد این فقیران چہ کنند ہرچہ
در ماست در ایشان پرتوے اندازد وقتے میان شیخ تاج کہ از خلفائے حضرت ایشان اند و در سنبھل
توطن دارند در باب یکے از سنبھلیان کہ خالی از جذبہ جنونی نبود شکایت گونہ نوشتند کہ اہل
سنبھل از مشاہدہ احوال و اوضاع وے زبان طعن دراز میکنند۔ حضرت ایشان در جواب
عریضہ میان شیخ تاج چنین نوشتند کہ دماغ خشکی شمارا کہ در باب شیخ ابابکر نمودہ بودند خواندیم این نوع چیزہا
مناسب مقام شفقت و کارشناسی نیست اولیا از کبائر محفوظ نیستند نامرادے بیچارہ کہ روزے چند
سلوک طریق تصفیہ کردہ باشد از کجا محفوظ و معصوم شد تا خلاف چشمداشت ازو ظاہر نشود خصوصاً کہ او در اصل
دیوانہ و منحرف العقل باشد استقامت صفات ازو نباید چشمداشت اگرچہ بولایت برسد خداوندکہ
درآنوقت چہ نامعقول معقول او شدہ باشد و صورت صواب را از نظرش پوشیدہ باشد کارخانہ

یہ لوگ بھی صفت حاصل کرلیں گے آپ کسی مریدے کوئی ناشائستہ فعل دیکھ پاتے یا سن لیتے تو اسکا الزام
مرید پر نہیں بلکہ اپنی ذات پہ لگاتے اور فرماتے کہ یہ ہماری بدکرداریوں کا اثر ہے جب ہم میں بری صفتیں موجود ہیں تو
یہ غریب فقیر اچھی صفتیں کہاں سے پیدا کرسکتے ہیں جو بات ہم میں ہے اسکا پرتو ان پہ پڑتا ہے ایک دفعہ میاں شیخ تاج نے جو آپ کے
ممتاز خلیفہ تھے اور سنبھل میں توطن کرتے تھے۔ ایک سنبھلی کی جو جذبہ اور جنون سے خالی نہ تھا ایک طرح کی شکایت لکھی کہ سنبھل
کے باشندے اسکی احوال و اطوار کے دیکھنے سے زبان طعن دراز کرتے ہیں آپ نے میاں شیخ تاج کے عریضہ کے جواب
میں لکھا کہ تم نے جو شیخ ابوبکر کے بارے میں اپنی دماغی خشکی اور خیال جنونانہ ظاہر کیا اسے ہمنے پڑھا۔ اسطرح کی باتیں
مقام شفقت و کارشناسی کے مناسب نہیں ہیں اولیاء اللہ کبیرہ گناہوں سے محفوظ و معصوم نہیں ہیں اور جب یہ ہے
تو یہ بیچارہ نامراد جس نے چند روز سلوک طریق میں بسر کرکے کچھ تصفیہ حاصل کرلیا ہے وہ کیونکر محفوظ و معصوم رہ سکتا ہے
تا کہ خلاف امید کوئی بات ظاہر ہی نہ ہو خصوصاً وہ شخص جو اصل میں دیوانہ اور منحرف العقل ہو۔ ایسے شخص سے
استقامت صفات کی امید ہرگز نہ رکھنی چاہئے گو مرتبہ ولایت تک ہی کیوں نہ پہنچ جائے واللہ اعلم اسوقت
اسے کیا بات پیش آئی ہے کہ نامفہوم اور غیر معقول بات اسکے تصور میں معقول و مفہوم ہو جاتی ہے اور صواب
کی صورت اسکی نظروں سے پوشیدہ ہو جاتی ہے دیوانوں کا کارخانہ

Marfat.com

دیوانہا دیگر است نمی بینید کہ تکالیف شرعیہ مربوط بعقل است بالجملہ ہمہ را در مرتبہ اش معذور می باید داشت ونظر بر فاعل حقیقی می باید گماشت بل معیت وجود را باید دید ادب شناخت این است نفوس مختلف اند بعضے امارہ ۔ بعضے مطمئنہ ۔ وبعضے درمیان کہ لوامہ میگویند آن ہمہ اگر از ذوی العقول باشند مطمئنہ نفوس اولیاست ارباب نفوس امارہ را نیز معذور می باید داشت بل بنظر لطف دید در ہر کارے مطالعہ ہائے جمیل بکار باید برد وطعن از اہل سنبھل با نیز انکار نمباید کرد بل بنظر رحم در ایشان باید دید کہ از استقامت عقل بر آمدہ اند وشیوہ نفوس را فراموش کردہ ۔ از عاجزے یک گناہ بکند حکم بر لطلانِ او چرا کنند ومجموع امور را بر تلبیس چرا حکم فرمایند ۔ الحمد للہ والمنۃ کہ ملامت نصیب اولیاست ماخود در ظہور این امور طریقے دیگر داریم ۔ ہرگاہ ملامتے میرسد در خود می نگریم ویک بد صفتے در خود میبابیم این اشارات را موعظت غیبی میدانیم چنانکہ درین مادہ نیز در خود نفاقہا وتلبیسات یافتیم والتجا بحضرت کریم آوردیم کہ انشاء اللہ تعالی مرتفع شود یارے بگوئید کہ از ملامت سنبولیان چہ ضرر بالحق خواہد [illegible]

ایک اور ہی کارخانہ ہے ۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ تکالیف شرعیہ عقل کیساتھ وابستہ ہیں ۔ دیوانے لوگ مکلف بشرع نہیں ہیں ۔ الغرض ہر ایک شخص کو اسکے مرتبہ میں معذور رکھنا اور فاعل حقیقی پر نظر کرنا چاہیئے بلکہ معیت وجود کو ہمیشہ پیش نظر رکھنا مناسب ہے ادب شناسی یہ ہے اور ایسے ہر آدمی کو عمل کرنا چاہیئے ۔ آدمیوں کے نفوس مختلف ہیں بعض امارہ ۔ بعضے مطمئنہ ۔ بعضے لوامہ ۔ مطمئنہ نفوس اولیاء اللہ کے نفوس ہیں اور نفوس امارہ اور لوامہ دُنیا داروں کے ۔ جو لوگ نفوس امارہ کہتے ہیں اونکو بھی معذور رکھنا چاہیئے بلکہ لطف وعنایت کی نظر سے دیکھنا مناسب ہے کیونکہ وہ استقامت عقل سے خارج ہیں اور اُنہوں نے شیوہ نفوس کو فراموش کر دیا ہے اگر کوئی عاجز ایک گناہ کا مرتکب ہو جائے تو اُس کے تمام کاموں کے بطلان کا کیوں حکم کیا جائے اور سب امور کو تلبیس پر کیوں محمول کیا جائے خدا کا شکر اور احسان ہے کہ ملامت وطعن اولیاء اللہ کا حصہ ہے ہم خود ان باتوں کے ظاہر ہونے میں دوسرا طریقہ رکھتے ہیں جب کوئی ملامت کرتا ہے تو ہم اپنے آپ کو دیکھتے اور کوئی نہ کوئی برائی اپنے میں پاتے ہیں پھر ہم اُس سے ناراض نہیں ہوتے بلکہ اسے موعظہ غیبی جانتے ہیں چنانچہ اس موقع میں بھی ہم نے اپنے میں نفاق وتلبیس پاکر خدا کریم کی بارگاہ میں التجا کی امید ہے کہ خدا اُسے ہم سے دور کرے ۔ بھلا یہ تو کہو کہ سنبھلیوں کی ملامت اور طعن آمیز باتوں میں ہمیں کسقدر نقصان پہنچیگا

ترجمہ اردو

Marfat.com

عبادت را قبول نخواہد بود یا صفائی توجہ وطرف خواہد شد یا رو در گاہ خداوندی خواہد شد چہ خواہد شد ع
معشوق تر و بر سر عالم خاک ؛ انتہی کلامہ قدس سرہ

روزے عزیزے او مخلصان شکایت حال خود را در ملازمت حضرت ایشان برد کہ مرا حالی پیش آمدہ ہر چند میدانم کہ دیگران بازین احوال دارند ولیکن نفس من بدان مغرور شدہ است باوجود آنکہ استغفار میکنم آن عجب و غرور از من نمیرود و یکے از صوفیان در ملازمت عالی نشستہ بود فرمودند این مرد نیز بطور شما گرفتار ہمین حال است از و علاجی بپرسید العزیز عرض کرد کہ ما دو بیمار علاجے کہ ایشان بمن خواہند کرد چہ خواہد بود فرمودند شما مردم عزیزید حاصل ہا دارید علاجِ مرم چیزہا در خود مے بینید یا کہ ہیچ مداریم ہیچ نمی بینیم بچہ چیز ہا مارا عجب شود آن عزیز گوید کہ از استماع این سخن نزدیک بود کہ تار و پود ہستی من بگسلد تا بعجب و خود بینی چہ رسد دیگر ہرگز گرفتار ازان گونہ عجب نشدم ع
ساقیان لب چو او چون شراب اندر دہند ؞ ہوش گوید گوش را ہان ساغری کن ساغری

ترجمہ اردو

کیا ہماری عبادت قبول نہوگی یا توجہ کی صفائی برطرف ہوجائیگی یا بارگاہ خداوندی میں ہمارے کام مردود ٹھیرین گے یا کیا ہوگا ع معشوق ترا و بر سرِ عالم خاک ؛ یہان تک حضور خواجہ کا کلام پورا ہوگیا۔

ایکدن کا ذکر ہے کہ خواجہ کے مخلصون میں سے ایک عزیز نے اپنے حال کی شکایت آپ سے بیان کی کہ مجھپر ایک عجیب و غریب حال پیش آیا ہی ہر چند کہ مجھے یقین ہے کہ اورون کو اس سے بہتر دہتر احوال پیش آتے ہیں لیکن میرا نفس اس سے یہانتک مغرور ہوا ہے کہ باوجودیکہ بار بار استغفار کرتا ہون لیکن عجب و غرور مجھ سے دور نہین ہوتا۔ اس موقع پر ایک اور صوفی بھی ملازمت عالی میں حاضر تہا خواجہ نے اُسکی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ یہ شخص بھی تمھاری طرح ایسے ہی حال میں گرفتار ہے اُسسے اپنا علاج دریافت کرو اُس عزیز نے عرض کیا کہ جب ہم دونون بیمار ہیں اور ایک ہی طرحکے مرض میں گرفتار ہیں تو بھلا اسکا علاج کسطرح سودمند ہوسکتا ہی خواجہ نے فرمایا اصل بات یہ ہی کہ تم دونون عزت و بزرگی رکھتے ہو اور ساتھ ہی کمال بھی یہی وجہ ہو کہ اسطرحکی باتیں اپنے مین دیکھتے ہو چونکہ ہم کسیطرحکا کمال نہیں رکھتے اپنے میں کچھ دیکھتے بھی نہیں پھر ہمین کس چیز پر عجب و غرور حاصل ہونے لگا وہ عزیز کہتا ہی کہ جون ہی یہ بات خواجہ کی زبان مبارک سے نکلی میرے کان میں پہنچی عجب و خود بینی کو الگ ہی قریب تہا کہ میری ہستی کا تانا بانا ٹوٹ جائے چنانچہ میں اس روز سے پھر کبھی اس طرحکے عجب و خود بینی میں گرفتار نہیں ہوا ع ساقیان لبچہ او چون شراب اندر دہند ؞ ہوش گوید گوش را ہان ساغری کن ساغری ؞

Marfat.com

روزے یکے از متفقہان بیخبر کہ خود بمشروعات مقید نبود بر حضرت ایشان بان اعتراض دراز کرد بعضے
خلطہائے ناحسان وبیجا بر اوضاع ولباس مرضیہ میکرد وحضرت ایشان تحسینش میکردند میفرمودند
کہ مثل شما در عالم کم کسے یافتہ میشود ونیباید کسے شمارا ہمیشہ با خود میداشتہ باشد چہ خوب کسی بودہ آید
درین مدت مارا بمثل شمائے ملاقات نشدہ ہرچند تواضع میکردند او در اعتراضات قوی تر می شد
اصلاً بوے اظہار گرانی نکردند وبدخلقی کار نفرمودند باوجود وے ریش تراشی بود ومردے نبود کہ در
ہیچ فرقہ اعتبارے داشتہ باشد عزیزے از دانشوران عہد بوے گفت کہ از خدا بیخبر تو چہ دانی کہ
علم شرائع چیست برو وبکتاب رجوع کن یعنی ہرگز از اولیا خلاف کتاب نیاید خصوصاً از مثل حضرت
ایشان کہ از ارباب صحواند نہ اصحاب سکر۔ فرمودند درین جزو زمان وجود این چنین مردم غنیمت است
ہمدرین محل طعامے درمیان آمد اورا با خود شریک کردند وانواع شفقت ومہربانی فرمودند چوں تمام خالی شدند اعتراضات
اورا از روے کتابہا مفتی بہ جواب فرمودند بعد ازان تا امروز آن متفقہ پیدا نشد گویند از شہر آمدہ وبعض حضرت ایشان تا درایام تخفیف امراض

ایکدن کا ذکر ہے کہ ایک بیخبر فقیہ جو خود شرعی باتوں کا پابند نہ تھا حضور خواجہ پر لگا اعتراض کرنے اور آپ کے پسندیدہ لباس
واطوار پر نامعقول بیجا طعن کرنے۔ ادہر سے اعتراضات بیجا کی بوچھاڑ تھی۔ اور حضور خواجہ تھے کہ اس کی تحسین وتصویب فرما رہے
تھے اور ارشاد فرماتے تھے کہ آپ جیسا عالم دنیا میں بہت کم پایا جاسکتا ہے وہ شخص بڑا خوش نصیب ہے جو تم جیسے شخص کو
ہمیشہ اپنے ساتھ رکھتا ہے اتنی مدت میں ہمکو تو تم جیسے عالم سے ملاقات ہوئی نہیں۔ الغرض آپ جسقدر عجز وتواضع
ظاہر کرتے تھے اسیقدر وہ اعتراضات میں چیرہ دستی کرتا تھا مگر اُسے خواجہ کے تحمل وبرداشت کا ایک اعلیٰ درجہ کا
نمونہ کہنا چاہیئے کہ آپنے غافل اور بیخبر فقیہ کی ان منہ زوریوں کے مقابل میں ذرا گرانی ظاہر نہیں فرمائی۔ اور کسیطرح
بدخلقی کا برتاو نہیں کیا باوجودیکہ اُس کی داڑہی منڈی ہوئی تھی اور کسی فرقہ کے نزدیک اُسکی عزت واعتبار
نہ تھا اُس زمانہ کے دانشوروں میں سے ایک عزیز نے اُسکی طرف روے سخن کرکے کہا کہ او غافل ور خدا سے بیخبر تو کیا
جانے کہ علم شرائع کیا ہے جا اور کتاب اللہ کی طرف رجوع کر کیونکہ اولیا اللہ سے کتاب اللہ کے برخلاف کوئی بات
صادر نہیں ہوتی خصوصاً حضرت خواجہ ایسے شخص جو اصحاب سکر میں سے نہیں بلکہ ارباب صحو میں سے ہیں آپنے فرمایا کہ اس زمانہ
میں ایسے شخص موجود نہایت غنیمت ہیں اسی اثنا میں دسترخوان بچھایا گیا اور کھانا لاکر حاضر کیا گیا آپنے اُسے اپنے ساتھ کھانے میں
شریک کیا اور طرح طرح کی شفقت اور مہربانی ظاہر فرمائی سب کاموں سے فارغ ہوئے تو اُسکے اعتراضوں کو مفتی بہ کتابوں

Marfat.com

که خادمان او را صحت می نامیدند این بود که بعد از نماز خفتن که از مسجد شریف مے بردند قدرے مراقب می نشستند چون ضعف اعضا بیشتر میشد پاے دراز میکردند و همین که چشم بخواب گرم میشد و خادمان درخواب میشدند برمیخاستند و بمتوضا میرفتند و تجدید وضو میساختند و شکریه وضو میگزارند و می نشستند باز چون اعضا ضعف کردے دراز میشدند همچنین پنج مرتبه گاہے شش مرتبه بیدار میشدند و تجدید وضو کرده بخواب میرفتند و احتیاط بلیغ میکردند که از خادمان کسے بیدار نشود و شبها باوجود آنکه دو خانه داشتند بیرون میبودند و اگر میل غسلے پیدا میشد در خانه که نوبت آن میبود می در آمدند و همانجا غسل کرده بیرون تشریف می آوردند و خواب میکردند و اهل خانهاے حضرت عالیشان حقوق خود را تمام حتے که قسم نیز بخشیده بودند باوجود آنقدر رعایت قسم میکردند که سر موئے فروگذاشت نمیشد چنانچه در ایام غلبه ضعف و بیماری نیز از خانه که بخانه یکے از ازواج قرب مسافت داشت بخانه دیگر آمدند که مسافت هر دو خانه از انجا برابر است و آن خانه وسط حقیقی است و در جائیکه شب میبودند

اور اس زمانہ کو آپ کے خدام زمانہ صحت کہتے تھے اور راتوں میں آپکا طریق و رویہ یہ تھا کہ نماز عشا کے بعد مسجد سے باہر تشریف لیجاتے۔ تھوڑی دیر مراقب بیٹھتے اور جب اعضا پر ضعف غالب ہوتا تو لیٹ جاتے ابھی آنکھ لگنے ہی کی نوبت پہنچتی اور تمام خادم سوتے ہوتے کہ آپ اٹھ کھڑے ہوتے اور سقابہ کے پاس جاکر تجدید وضو کرتے اسکے بعد شکرانہ وضو ادا فرماتے اور مراقب بیٹھ جاتے پھر جب اعضا میں ضعف محسوس ہوتا تو لیٹ جاتے الغرض اسیطرح پانچ دفعہ اور کبھی چھ دفعہ بیدار ہوتے اور تجدید وضو کرکے سوجاتے اور اس بارہ میں بہت زیادہ احتیاط کرتے کہ خادموں میں سے کوئی شخص بیدار نہ ہوجائے اگرچہ آپ کے دو گھر تھے مگر راتیں ہمیشہ باہر ہی بسر کرتے تھے لیکن جب آپکو غسل کی خواہش پیدا ہوتی تو جس گھر کی نوبت ہوتی وہاں تشریف لیجاتے اور وہیں غسل کرکے باہر تشریف لاتے اور تھوڑی دیر سو رہتے اگرچہ آپ کی بیبیوں نے اپنے تمام حقوق حتے کہ باری بھی آپ کو بخشدی تھی۔ مگر تاہم آپ اُن کے حقوق اور باری کی اسقدر رعایت کرتے کہ سر مو فروگذاشت نہیں ہوتی تھی چنانچہ جس زمانہ میں کہ بیماری اور ضعف کا از حد غلبہ تھا اور آپ کو مشکل چلا جاتا تھا آپ اپنا ہمیشہ کا حجرہ چھوڑ کر دوسرے حجرہ میں تشریف لے آئے تھے جہاں سے دونوں گھروں کی مسافت برابر تھی اور اب گویا آپکا حجرہ دونوں گھروں کا وسط حقیقی تھا۔ آپ کا قاعدہ تھا کہ جس گھر میں شب گزارتے تھے ::

Marfat.com

سنت نماز فجر را در ہمانجا گزاردہ مسجد جماعت تشریف مے آوردند و در اوقات دیگر ورائے نماز شام بعد از وضو شکر وضو گزاردہ مسجدے آمدند واکثرے از ارباب حاجت درین راہ عرض مہمات خود میکردند قدرے می ایستادند وحاجات ہر کدام را می شنیدند بہر کس جواب شافی بمہربانی میگفتند آن گاہ بمسجد مے در آمدند اگر در وقت اتساعی میبود تحیت مسجد نیز ادا میکردند والا بر فرائض وسنن موکدہ اکتفا میفرمودند ہمچنیں در وقت بر آمدن از مسجد ہرگز از اہل حاجت اغماض عین نمیکردند بلکہ بہ بشاشت وجہ بانہا سخن میفرمودند و در جائے خود تشریف می بردند چون ازین شیمہ کریمہ فتحہا بے عظیم یافتہ بودند خیلگی در باب مہم سازی خلق اللہ متوجہ بودند آخر ہا ایں معنی ہا بنا بر نیتی کم پذیرفتہ بود و از حضرت ایشان فوائد ظاہر و باطن بمردم میرسید و تادیب مریدان جز از راہ باطن نمیکردند مثل سلب حال و در قلق انداختن لیکن نسبت بان شخص این معنی باعث چندین تنبیہ و فتوح می شد. یکے از مخلصان را بنا بر مصلحت وے در قلق انداختند واین مرد لاہوری بود از لاہور بصحبت یکے از

وہیں فجر کی سنتیں ادا کر کے مسجد جماعت میں تشریف لاتے تھے۔ نماز مغرب کے علاوہ دوسری تمام اوقات میں آپ گھر میں وضو کرتے اور شکرانہ وضو ادا کر کے مسجد میں جلوہ آرا ہوتے گھر سے مسجد تک جو راہ پڑتی اُس میں اکثر حاجتمند لوگ کھڑے ہو کر اپنی حاجتیں عرض کرتے۔ آپ تھوڑی دیر توقف فرماتے اور ہر حاجتمند کی حاجت بغور سنتے اور نہ صرف سنتے بلکہ ہر شخص کو جواب شافی دیتے اور نہایت مہربانی سے دیتے۔ اِن سے فارغ ہوتے تو مسجد میں آتے اور اگر وقت میں گنجائش ہوتی تحیت مسجد بھی ادا فرماتے ورنہ فرائض اور سنن موکدہ پر بس کرتے۔ اسیطرح جب مسجد سے واپس جاتے تو اہل حاجات کا ہجوم ہوتا۔ آپ کسی سے اغماض نہ کرتے بلکہ خندہ پیشانی اور ہنس مکھ چہرے کے ساتھ لوگوں سے باتیں کرتے ہوئے اپنی جگہ تشریف لیجاتے چونکہ لوگ آپکی اس بزرگ خصلت سے بڑی بڑی فتوحات حاصل کرتے تھے اور خلق اللہ کو بے انتہا فائدہ پہنچتا تھا لہذا آپ خلق اللہ کی کارسازی کیطرف بے حد متوجہ تھے لیکن آخر میں یہ توجہ کسی مصلحت وحکمت کی وجہ کم ہوگئی تھی۔ حضرت خواجہ سے بہت سے ظاہر و باطن فائدے آدمیوں کو پہنچتے تھے اور آپ مریدوں کی تادیب بجز راہ باطن کے اور کسیطرح نہ کرتے تھے جیسے سلب حال و در قلق واضطراب میں ڈالنا۔ لیکن جس مرید کیساتھ آپ ایسا برتاؤ کرتے تھے اُسکے لئے ایسا برتاؤ تنبیہ اور فتوح کا باعث ہوتا تھا۔ ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ آپنے اپنے ایک مخلص کو اوسکی درستی حال اور مصلحت کے لئے قلق اور اضطراب میں ڈالا یہ شخص لاہور کا رہنے والا تھا۔ اور ایک شیخ وقت کی صحبت میں لاہور سے

Marfat.com

شیخان وقت تا بدہلی آمدہ بود چون ملازمت کرد فرمودند چرا ہمراہ آن شیخ پیشتر نرفتی طرفہ حالے بران نامراد گزشت کہ تمام شب در رنگ ماہی کہ بر تابہ باشد بیقرار بود و نعرہا میزد و گریہ ہا دردناک میکرد چنانچہ خواب بچشم اکثر یاران از نالہ او آشنا نتوانست شد واز غایت گریہ نماز خفتن و بامداد ورا آنچنانکہ باید نتوانست گزارد۔ عشرہ اخیر رمضان بود و یاران بعد از نماز بامداد حلقہ کردہ متوجہ بحضرت حق سبحانہ نشستہ بودند کہ آن نامراد درین جمع در آمد و گفت اے مسلمانان برائے خدا و رود دلے وارم بشنوید اگرچہ ہیچکس متوجہ بسخن وے نشد چہ تمام شب گوشہا را پر ساختہ بود ہر کدام مذوق خود فرورفتہ بودند گریان گریان بنیاد کرد کہ من پیوستہ طالب درویشان و معتقد و خادم ایشان بودم شبے بخواب دیدم کہ ابلق سوار میگزرد و مردم در دنبال او میروند و میگویند کہ این قطب وقت است من نیز بر سر راہ وے دویدہ ایستادم آن سوار بمن گفت کہ نوکر من میشوی قبول کردم و گامے چند در جلوے او دویدم۔ عاقبت بر یک کوہی بر آمد و از چشم من غایب شد و بعد ازین واقعہ

دہلی میں آیا تھا حضرت خواجہ کی ملازمت میں حاضر ہوا تو فرمایا تم اپنے پہلے شیخ کے ساتھ کیوں نہیں چلے گئے اس فرمانے سے اس نامراد پر ایک عجیب و غریب حالت گذری۔ تمام رات اس مچھلی کی طرح بیقرار رہا جو زندہ گرم توے پر رکھدی جائے جگر سوز نعرے مارتا تھا اور دردناک رونا روتا تھا غرضکہ اسکی گریہ و زاری اور آہ و فغان سے اکثر یاروں کی آنکھ نہ لگی خواب سے آشنا نہ ہوسکی اور عشا اور صبح کی نماز کوئی شخص حضور قلب سے ادا نہیں کرسکا یہ زمانہ رمضان کا اخیر دہا تھا اور یار لوگ نماز فجر کے بعد حلقہ کئے ہوئے جناب الہی میں متوجہ اور مراقب بیٹھے تھے کہ وہ نامراد اس جماعت میں آیا اور پرنم آنکھوں سے آنسوؤں کی ندیاں بہاکر کہنے لگا۔ مسلمانوں خدا کے لیئے میرے درد دل کی حکایت ذرا متوجہ ہوکر سنو اگرچہ کوئی شخص اسکی اس بات کیطرف متوجہ نہیں ہوا کیونکہ تمام رات کے شور و شغب نے ان کے کانوں کو پر اور لبریز کردیا تھا اور اب ہر ایک اپنے ذوق وجد میں غرق تھا مگر وہ اُسی روتے ہوئے اپنی حکایت اس طرح شروع کی "میں ہمیشہ درویشوں کا طالب اور انکا معتقد اور خادم رہا ہوں ایک رات میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص ابلق گھوڑے پر سوار ہے اور گھوڑا دوڑائے چلا جاتا ہے بہت سے لوگ اسکے پیچھے پیچھے دوڑ رہے ہیں اور کہتے جاتے ہیں کہ یہ اپنے وقت کا قطب ہے میں بھی اُسطرف دوڑا اور راہ میں ایک جگہ ٹھیر گیا اس سوار نے مجھ سے کہا کہ تو میری نوکری کو منظور کرتا ہے میں نے اسکا نوکر ہونا قبول کیا اور چند قدم اسکے جلو میں دوڑا آخرکار وہ ایک پہاڑ پر چڑھ گیا اور دیکھتے دیکھتے میری نظروں سے اوجھل ہوگیا اس واقعہ کو

ترجمہ اردو

پنج شش سال گزشته بود و انتظار من بآخر آمده که بتقریبے حضرت ایشان ازان کوچه که نزدیک بخانهٔ من بود بهمان نسق که در خواب دیده بودم گزشتند بمجرد آنکه چشم من بر جمال حضرت ایشان افتاد شناختم و از دنبال رفتم و این واقعه خود را گفته مشغولی گرفتم اکنون پنج شش سال است که سیراب محبت ایشانم الحال می فرمایند که همراه آن شیخ چون نرفتی اے مسلمانان برائے خدا بگوئید که من چه کار کنم چون سخن بآخر آمد با اہل حلقه وجدے در گرفت که سراز پا گم کردند و بیہوش نمودند ازین جماعت که قریب بهفتاد کس بودند یک کس ہوشیار نماند و از سنگ مسجد بعضے مجروح شدند و غریو در تمام قلعه فیروزآباد برخاست و تماشائیان ہجوم آوردند چون این غوغا بسمع شریف رسید بمسجد تشریف آوردند و فرمودند تا یک دیگر را گرفتند و مستی اینها فرونشست بعد ازان آن لاہوری آتش زن را طلبیده از قلق برآوردند غرضکه تمام منظهر رحمت بودند و میفرمودند که از ما بکسے بغیر رسید الا منافع - والحق فوائدیکه درین دو سه سال از آنحضرت بمستفیدان رسید

پانچ چھ سال گزر چکے تھے اور میں انتظار کی حد کو پہنچ چکا تھا کہ کسی تقریب سے حضور خواجہ کو اُس کوچہ سے جو میرے گھر کے متصل ہی تھا اُسی ہئیت سے گزرے جو میں نے خواب میں دیکھی تھی جوں ہی میری آنکھ حضرت کے جمال مبارک پر پڑی فوراً پہچان گیا اور آپکے پیچھے لگ لیا - اور اپنا تمام واقعہ عرض کر کے مشغولی اختیار کی - پانچ چھ سال گذر گئے کہ میں حضور کی محبت سے سیراب ہوں - اور اب فرماتے ہیں کہ تو اپنے پہلے شیخ کے ساتھ کیوں نہیں چلا گیا - مسلمانو! خدا کے لئے تم ہی بتاؤ کہ میں اب کیا کروں " لاہوری جب اپنا سارا واقعہ بیان کر چکا تو اہل حلقہ پر ایک ایسا وجد طاری ہوا کہ بالکل بیہوش ہوگئے اور سر پا کی کچھ خبر نہیں رہی - اس جماعت میں سے جو قریباً ستر آدمی تھے ایک شخص بھی ہوشیار نہیں رہا اور بعض تو مسجد کے پتھروں سے سخت مجروح و زخمی ہوگئے تمام قلعہ فیروزآباد میں ایک شور برپا تھا اور تماشائی جوق جوق چلے آتے تھے - جب اس شور وغل کی آواز حضور کے کان مبارک میں پہنچی تو آپ مسجد میں تشریف لائے اور فرمایا کہ ایک کو دوسرے سے باندھ دو - ایسا کرنے سے انکی مستی اور جوش فرو ہوگیا - ازاں بعد آپ نے آتش زن لاہوری کو بلایا اور اسکا قلق و اضطراب دور کردیا - الحاصل حضور خواجہ سراپا رحمت اور منظر احسان تھے آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ ہم سے کسی کو بجز منافع کے نقصان نہیں پہنچا - حق بات یہ ہے کہ جسقدر فوائد ان دو تین سال میں حضرت سے مستفیدوں کو پہنچے

Marfat.com

در زمان پیش لسالہا بہ سر رسید و تفصیل آن از حد بیان بیرونست ؎

یک دہان خواہم بہ پہنائے فلک — تا بگویم وصف آن رشک ملک

ثنائے او بدل مافرو نباید زانکہ — عروس تخت شگرفست وحجلہ نازیبا

و مہربانی بر مشرب حضرت ایشان آنقدر غالب بود کہ اگر گربہ بر دامن مرحمت نشیمن بخواب میرفت ہر گزش بیدار نمی کردند و منتظر بیدار بودن وے میبودند و تا زمانے کہ او بخواب بود حرکتے نفرمودندے وخود را بطور او گذاشتندے۔ و اکثر اوقات باین تقریب سرما میخوردند و لحاف از زیر گربہ نمی کشیدند و بہر قسم آشنائے کہ سابقًا با آشنایان داشتند تا آخر با آنہا بہمان طریق سلوک میفرمودند چنانچہ اکثرے از آشنایان سابق حضرت ایشان را از خود ہیچ وجہ تمیز نمیدانستند عزیزے در ملازمت حضرت ایشان نقل کرد کہ بعضے کوتاہ بینان تیرہ غش میگویند کہ مدار شیخت حضرت ایشان را بر آشنائی یگانہ آفاقی مرجع انامی نواب قدسی القاب شیخ فرید است سلمہ اللہ تعالےٰ

پہلے کے سالہا سال میں بھی نہیں پہنچے تھے اور اُن کی تفصیل حد بیان سے خارج ہے ؎

یک دہان خواہم بہ پہنائے فلک — تا بگویم وصف آن رشک ملک

ثنائے او بدل مافرو نباید زانکہ — عروس تخت شگرفی است وحجلہ نازیبا

آپ کے مشرب پر اسقدر مہربانی غالب تھی کہ اگر دامن مبارک پر بلی سوجاتی تو کبھی اُسے بیدار نہ کرتے بلکہ اُس کے جاگنے کے منتظر رہتے اور جبتک وہ سوتی رہتی خود حرکت نہ فرماتے اور اپنے تئیں اُسکے اختیار میں چھوڑ دیتے اکثر ایسا ہوتا کہ بلی لحاف پر سوجاتی آپ اُسکے نیچے سے لحاف نہ نکالتے اور پھر وہی جاڑا کھایا کرتے آپ جن لوگوں سے ابتدا سے دوستی رکھتے تھے اُنسے آخر تک وہی دوستی کا طریقہ نباہتے اور ویسے ہی سلوک رکھتے تھے چنانچہ آپ کے سابق کے اکثر دوست ایسے تھے جو آپ کو اپنے سے کسی طرح ممتاز نہیں جانتے تھے اور اس طرح گھلے ملے رہتے تھے جیسے برابر کے دوست رہتے ہیں۔

ایک روز ایک عزیز نے ملازمت عالی میں عرض کیا کہ بعض تیرہ درون کوتاہ بیں کہتے ہیں کہ حضور کی شیخت کا دار و مدار یگانہ آفاقی مرجع انامی نواب قدسی القاب شیخ فرید سلمہ اللہ تعالےٰ کی دوستی و آشنائی پر ہے۔

وہمیشہ در رقعات کہ بشیخ مینویسند عنوان آن قبلہ گاہی سلامت میباشد۔ از فقرا این قسم خوش آمد چہ زیبا است۔ در جواب این سخن فرمودند کہ شیخ را بر ما حق ہا است و بوسیلۂ وجود ایشان درین راہ کشایشہا دیدہ ایم والحال ہم وجہی شرعی برائے قطع طریق آشنائی نمی یابیم والا چنان میکردیم واین نوشتن را علت ہمان است کہ بہر نوعے کہ از ابتدائے سلوک بجسے کردہ بودند تغیر نمیدادند ومعہذا حقوق سیادت وبلند منشی شیخ سلمہ اللہ تعالی واوصلہ الی ما یتمناہ رخصت بتغیر این عنوان نمیداد۔ روزے ضعف والدۂ ماجدۂ خود دیدہ امر طعام پختن کہ بتکفل ایشان بود ببعضے از صوفیان فرمودند۔ والدۂ حضرت ایشان تا چند گاہ بگریہ وزاری گزرانیدند کہ از من کدام جریمہ بوجود آمد کہ حق سبحانہ مارا ازین سعادت باز داشت عمل خیرے کہ از دست من می آمد ہمین بود کہ برائے حضرت ایشان طعامے می پختم آنرا ہم از من باز گرفتند مدتہا برین حال بودند و از نہایت دانائی وزیرکی وغلبہ نسبت اخلاص ومریدی کہ مرکوز جوہر شریف ایشان است نتوانستند

آپ جسقدر خطوط شیخ کو لکھتے ہیں اُنکا عنوان ہوتا ہے "قبلہ گاہی سلامت" بھلا فقیروں کو اس طرح کی خوشامد کب زیبا ہے آپنے اِسکے جواب میں فرمایا کہ شیخ کے ہم پر بہت کچھ حقوق ہیں۔ انکے وجود وسیلہ سے ہمنے اس راہ میں بہت سی کشائشیں دیکھی ہیں۔ اور اب ہم طریق آشنائی کے قطع کی کوئی شرعی وجہ نہیں پاتے ہیں ورنہ ایسا کرتے اور خط کے عنوان میں جو آپ قبلہ گاہی سلامت لکھتے تھے اسکی یہ وجہ ہے کہ ابتدا میں جیسے ساتھ آپ نے کسطرح کا سلوک کیا ہے اُسے نہیں بدلتے تھے۔ معہذا حقوق سیادت اور شیخ سلمہ اللہ تعالی کی بلند حوصلگی اسبات کی اجازت نہیں دیتی کہ ہم اس عنوان کو بدل دیں۔ ایک دن آپنے اپنی والدہ محترمہ کے بڑہاپے اور ضعف کو مشاہدہ فرماکر کھانا پکانیکی خدمت جو ابھی تک والدہ صاحبہ کی سپردگی میں تھی بعضے صوفیوں کے حوالے کی۔ والدہ معظمہ چند روز تک روتی اور فرماتی رہیں کہ نہ معلوم میں کس گناہ کی مرتکب ہوئی ہوں جسکے عوض خدا تعالی نے مجکو اس سعادت سے محروم رکھا جو عمل خیر میرے ہاتھ سے سرزد ہوتا تھا وہ صرف ایک یہی عمل تھا کہ میں خواجہ کے لئے کھانا پکاتی تھی۔ اب خدانے وہ بھی مجھ سے چھنوا دیا۔ غرضکہ ایک مدت اِسپر گذر گئی۔ اور والدہ صاحبہ انتہا درجہ کی دانائی اور عقلمندی اور اخلاص اور مریدی کی نسبت کے غلبہ کی وجہ سے جو آپ کی ذات شریف میں مرکوز تھی۔

والدہ کی خدمت

Marfat.com

اظہار ایمعنی کرد بعد از انکہ این سخن بحضرت ایشان رسید امر طعام پختنی بتصدی ایشان گزاشتند باطن سعادت موطن ایشان ازان قلق واضطراب فراہم آمد وبہ بی بی بانو کہ زن محمد صادق کہ خسر پورہ حضرت ایشان باشند وزن شیخ محمد صدیق کشمیری کہ بی بی آغا باشند برائے تعمیر نمودن ودر بعضے امور گزاشتند ونفی اختیار حضرت ایشان آنقدر بود کہ باوجود ضعف و دوام بیماری مقید اختیار طعامے نبودند - واگر ناملائم طبع میبود اظہار ایمعنی نمیکردند وبدن شریف وعنصر لطیف از عدم ترتیب وبے توجہی بطعام ودوام مشغولی بحضرت حق سبحانہ بنہایت نحیف بود لیکن رونق چہرہ وطراوت روے باانہمہ نحافت کہ بالا تر ازان صورت نہ بندد روز افزون بود ؎

خط سبز ولب لعل ورخ زیبا داری انچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری

وہنگام طغیان قلق گاہے باوجود چندین ظہور ومقتدائیت در کوچہا وبازارہا تنہا الطرف بے تعینی بیگشتند ودر سایہا ہے دیوار بر خاک می نشستند ومضمون حدیث کُنْ فِی الدُّنْیَا کَاَنَّکَ غَرِیْبٌ اَوْ کَعَابِرِ سَبِیْلٍ

اس واقعہ کا اظہار نہ کر سکیں - ایک عرصہ کے بعد جب خود ہی حضرت کے کان مبارک میں یہ آواز پڑی تو کھانا پکانے کی خدمت پھر والدہ صاحبہ کے حوالی کی اور اس قلق واضطراب کو اُن کے باطن سعادت موطن سے دور کر دیا - بی بی بانوں کو جو آپکے سالے محمد صادق کی زوجہ محترمہ تھیں اور شیخ محمد صدیق کشمیری کی بیوی کو جن کا نام بی بی آغا تھا آٹا گوندھنے اور بعض دوسرے کاموں میں والدہ صاحبہ کا ہاتھ بٹانے اور مدد کرنے کے لیئے مقرر کیا - آپ میں نفی اختیار اسقدر موجود تھی کہ باوجود ضعف اور مسلسل بیماری کے کبھی ایک کہانے کی مقید نہ تھے - اگر کھانا طبیعت کے نامناسب ہوتا تو اس بات کا اظہار نفرماتے - کھانے کی جانب بے رغبتی اور عدم ترتیب اور بارگاہ الہی میں ہمیشہ مشغول رہنے کی وجہ سے آپکا جسم شریف اور عنصر لطیف نہایت لاغر اور ضعیف ہوگیا تھا - لیکن باوجود اس ضعف اور لاغری کے کہ اس سے زیادہ لاغری خیال میں نہیں آسکتی چہرے کی رونق اور تازگی روز افزوں تھی ؎ خط سبز ولب لعل ورخ زیبا داری ؛ انچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری - جب کبھی آپ کے قلق میں جوش وخروش ہوتا تھا تو گاہے گاہے باوجود اس بزرگی اور مقتدائیت کے جواب رکتے تھے - تنہا کوچوں اور بازاروں میں گشت لگاتے رہتے اور دیوار کے سایہ میں فرش زمین پر بیٹھ جاتے تھے - آپ حدیث کُنْ فِی الدُّنْیَا کَاَنَّکَ غَرِیْبٌ اَوْ کَعَابِرِ سَبِیْلٍ کا مضمون پورے طور پر

Marfat.com

لائح بشد و حضور و شہود حق از سراپائے گرامی می بارید و محقق میشد کہ جمیع اعضا جدا جدا بنعت خاص
متوجہ حضرت حق سبحانہ اند و استفاضۂ خاص میکنند و پیوستہ باوجود چندین فتوح و کشاد کہ آناً فاناً
میدید ند ہمیشہ در انتظار و تفکر و حزن میبودند ؎

در یکدم اگر ہزار دریا بکشی   کم باید کرد و خشک لب باید بود

وقتے بیکے از مخلصان بتقریبے میفرمودند کہ اگرچہ ما ریاضات شاقہ چنانچہ ارباب سلوک میکشند
نکشیدہ ایم لیکن انتظار ہا و قلقہا کشیدہ ایم کہ چندین ریاضات و محن در ضمن آن میبود و از
ابتدا تا انتہا از انتظار نہ آسودند چون اطوار حضرت ایشان و معموری اوقات پاک تمام و کمال
بیان کردن در طاقت بشر نیست چہ حقیقت بگفت نیاید و لذتے کہ روح از دریافت معانی و بسط
حال یابد مبیان از اداے آن عاجز است۔ لاجرم انچہ اندیشہ و ادراک نویسندہ از مشاہدۂ اوقات
استغراق سمات حضرت ایشان دریافت اگر بہ ہر اکتب پردازد و عمر ہم بالفرض مساعدت کند تحریر آن

ترجمہ اردو

آپ کے چہرہ مبارک سے ہمیشہ حضور اور شہود حق کے آثار ٹپکتے تھے اور ثابت ہوتا تھا کہ سارے
اعضا الگ الگ ایک صفت خاص کے ساتھ خدا تعالیٰ کیطرف متوجہ ہیں اور استفاضۂ خاص حاصل کرتے
ہیں ہر چند کہ بہت سی فتوحات آناً فاناً پے در پے حاصل ہوتے دیکھتے تھے مگر آپ ہمیشہ انتظار اور تفکر
اور حزن و غم میں مبتلا رہتے تھے ؎ در یکدم اگر ہزار دریا بکشی ٭ کم باید کرد و خشک لب باید بود٭ ایک
موقع پر کسی تقریب میں آپ نے اپنے ایک مخلص عقیدتمند سے فرمایا کہ اگرچہ ہم نے ریاضات شاقہ کی اتنی
تکلیفیں نہیں جھیلی ہیں جتنی کہ ارباب سلوک جھیلتے ہیں۔ لیکن ہمیں انتظاروں اور قلقوں کی وہ تکلیف برداشت
کرنی پڑی ہے کہ ارباب سلوک کی اسقدر ریاضتیں اور محنتیں اسکے مقابلہ میں زیادہ نہیں تو برابر ضرور
ہیں۔ الغرض ابتدا سے لیکر انتہا تک آپ کبھی انتظار سے آسودہ اور فارغ البال ہوکر نہیں بیٹھے۔ کاتب الحروف
عرض کرتا ہے کہ چونکہ خواجہ کے اخلاق و عادات اور اوقات پاک کی معموری کی بابت تمام و کمال بیان کرنا انسان کی
طاقت سے خارج ہے کیونکہ حقیقت کو الفاظ کے پیرائے میں ادا کرنا ناممکن ہے اور روح کو معانی کے دریافت
کرلنے اور بسط حال سے جو لذت حاصل ہوتی ہے بیان اسکے ادا کرنے سے عاجز و قاصر ہے لہذا اسبات کا صاف اقرار
کرنا پڑتا ہے کہ کاتب الحروف کے اندیشہ اور ادراک نے اپکے مستغرق اوقات کے مشاہدہ سے جو کچھ دریافت کیا ہے

Marfat.com

صورت نہ بندد۔ وخوش گفت ہر گفت بلیت

نبود درکتاب ہا دل و درد از وے صد کتاب نتوان کرد

الحمد وامنۃ کہ از دیدار گرامی حضرت ایشان کہ نسخہ اخلاق انبیاء و اولیاء بودند یقینی و اعتقادی درین طائفہ بطریق مشاہدہ پیدا شد قبل ازین ہر گاہ کتب احوال مشائخ مطالعہ کردہ بخاطر نا تجربہ کار میرسید کہ مریدان سخن بسط دادہ اند والا از قیاس عقل بیرون است۔ کنون مفہوم شد کہ حق سبحانہ بعضے از بشر را بجائے میرساند کہ اگر افلاطون و بوعلی و دقیق النظران عالم آگاہ کردند بنادانی متقر آیند۔

فصل ثانی در بیان مسترشدان طریقہ

عادت شریف حضرت ایشان در تربیت طالبان این بود کہ ہر گاہ طالبے می آمد کہ اظہار طلب

کیفیتوں کو ضبط تحریر میں نہ لا سکے کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎ نبود در کتابہا دل و درد۔ از دل صد کتاب نتوان کرد۔ خدا کا شکر اور احسان ہے کہ خواجہ کے دیدار مبارک سے کہ انبیا اور اولیاء کے اخلاق کے پورے فوٹو اور دیباچہ تھے۔ کاتب الحروف کو اس گروہ کی نسبت اعتقاد و یقین بطریق مشاہدہ پیدا ہوگیا۔ ورنہ اس سے پیشتر جب احوال مشائخ کی کتابیں مطالعہ میں آتی تھیں تو اس نا تجربہ کار کے دل میں خیال پیدا ہوتا تھا کہ یہ مریدوں کی ملمع سازی اور مبالغہ آمیزی ہے ورنہ قیاس اور عقل تو اس سے انکار کرتے ہیں۔ اب خوب سمجھا گیا کہ خدا تعالیٰ بعض آدمیوں کو ایسے رتبہ پر پہنچا دیتا ہے کہ اگر افلاطون اور بوعلی جیسے دنیا ہر کے باریک بین اس پر آگاہ ہوں تو فوراً اپنی نادانی اور جہل کا اعتراف کریں۔

دوسری فصل طالبان طریقہ کے بیان میں

طالبوں کی تعلیم و تربیت میں خواجہ کی عادت اس طرح واقع ہوئی تھی کہ جب کوئی طالب حاضر ہو کر اظہار طلب

Marfat.com

نبیمود چند گاہ دور انداز یہاش میکردند اگر اہل شہر میبود واگر مسافر میبود محتاج نان درآیا ے
کہ بامر ارشاد متوجہ بودند چند گاہ نانش نمیدادند بنیت آنکہ مردم برائے نان جمع نشوند و دکانے
راست نہ سازند و ہر گاہ کسے از ارباب دنیا برائے فقرا نذرے میفرستاد بمخلصان خود نمیدادند
و فقرائے بیگانہ را تقدیم میکردند۔ اگر چیزے باقی ماندے تحقیق میکردند کہ کہ از مخلصان غرض
حقانی داشتے آنگاہ ادنی آنچہ ضرورت وے بدان کفایت شدے عنایت میکردند و امداد مالی چنانچہ
بعضے عوام گمان میبرند نسبت بمخلصان بغایت کم۔ و میفرمودند کہ بہر کس با امداد مالی کنیم
یقین دانند کہ نسبت باو در محبت فتورے داریم و نظر حضرت ایشان در عدم امداد تنقیح صوفیان
و تربیت طالبان بود نہ عدم مہربانی بلکہ نہایت مہربانی نسبت بگرفتاران آرزو ہمین است و آخر با
کہ امر مشیخت و ارشاد متروک شدہ بود فرمودہ بودند کہ بایندگان تا سہ روز نان بدہند کہ ضیافت
تا سہ روز مسنون است درین میان بعضے سست طالبان نمی ایستادند و دور انداز یہاش

کرتا اگر شہر کا باشندہ ہوتا تو آپ اُسے چند روز تک اپنے سے دور رکھتے اور اگر مسافر ہوتا اور ساتھ ہی روٹی کا
محتاج۔ تو اُس زمانہ میں کہ آپ امر ارشاد کی طرف توجہ فرماتے کئی وقت تک اُسے اِس غرض سے روٹی نہیں دیتے
تھے کہ لوگ روٹیوں کی خاطر جمع نہوں اور دوکانداری نہ جمائیں۔ آپ کا قاعدہ تھا کہ جب کوئی دنیا دار
فقیروں کے لیئے نظر و نیاز بھیجتا تو اپنے مخلصوں میں سے کسی کو کچھ نہیں دیتے تھے بلکہ بیگانہ فقیروں کو دیا
رکھتے تھے۔ اُنکو دیکر اگر کچھ باقی رہتا تو تحقیق فرماتے کہ مخلصوں میں سے کون ایسا شخص ہے جو اسکی
حقانی غرض رکھتا ہے اور کون اسکے برخلاف ہے۔ جو مخلص غرض حقانی رکھتا اُسے کچھ تھوڑا سا بقدر ضرورت
عنایت فرماتے۔ بعض عوام لوگ جو گمان کرتے تھے کہ خواجہ اپنے مخلصین کو مالی امداد پہنچاتے ہیں انکی محض غلط فہمی
تھی۔ آپ نے اپنے مخلص دوستونکو مالی امداد بہت کم دیتے تھے اور فرماتے تھے کہ جس کسیکو ہماری طرف سے مالی امداد پہنچے
وہ یقین کرلے کہ ہمکو اُسکی محبت بہت کم ہے آپ جو اپنے مخلصونکو مالی امداد دینے میں دریغ کرتے تھے تو اسمیں صوفیوں کا امتحان
اور طالبوں کی تربیت منظر ہوتی تھی نہ عدم مہربانی بلکہ گرفتاران آرزو کے حق میں یہی ایک بات انتہا درجہ کی مہربانی تھی۔ آخر زمانہ میں
جبکہ آپنے امر مشیخت و ارشاد ترک کر دیا تھا تو خدام کو تاکید حکم فرمایا تھا کہ آنیوالوں کو تین روز تک برابر روٹی دیتے رہیں کیونکہ تین
دن مہمانی مسنون ہے اس اثنا میں بعض وہ لوگ جنکے طلب میں سستی اور ضعف ہوتا تھا آپکے آستانہ پر ٹھہر نہیں سکتے تھے اور فرار ہو

Marfat.com

نمی آورند الا آنہا کہ طلب قوی میداشتند و درین کار مجد تر میشدند با آنہا طریقہ میفرمودند بعد
از مشغول ساختن اگر محتاج روزمرہ میبودند برائے آنہا قوت لایموت تعین میشد و نہایت
آن یک تنکہ دہلی بود والا یک نیم بہلولی و یک بہلولی از وجہ قرض حسنہ کہ برائے حلیت لقمہ حیلہ
شرعی است و این مخصوص مسافران بود نہ اہل شہر۔ مگر کسے کہ در جوار حضرت ایشاں دائم بودے
و احتیاج او معلوم میشد داخل مسافران روزینہ دار میگشت و طریق مشغول ساختن این جمع
کہ اول استخارہ اش میفرمودند بعد از ان در خلوتش مے طلبیدند۔ و شغلے از اشغالی سلسلہ عالیہ
نقشبندیہ کہ در رسائل اکابر این سلسلہ مبین است میفرمودند و نسبت بعضے بعضے کیفیات از پیش
خود بران مشغولیہا زائد میکردند۔ چنانچہ در رسالہ خود کہ در بیان طرق نوشتہ اند ایراد فرمودہ اند
توجہے در باب وے میکردند بہ جہتے مصروف میداشتند اکثر طالبان در صحبت اول بخود شدہ
بر جائے خود مے افتادند و در آنہا اثرے از حرکت و شعور نمیبود تا ہر گاہ کہ صلاح حال آنہا میدیدند

نہیں لاسکتے تھے مگر جو لوگ قوی طلب رکھتے تھے۔ اور اس کام میں آنسے استقلال و ثابت قدمی ظہور میں آتی
تھی حضور والا انکو تلقین طریقہ فرماتے تھے مشغول کرنے کے بعد اگر روزینہ کے محتاج ہوتے تو انکے لیئے قوت لایموت
مقرر ہوتی جسکی انتہا ایک تنکہ دہلی کی ہوتی تھی ورنہ ڈیڑھ تنکہ بہلولی اور ایک تنکہ بہلولی قرض حسنہ کے لقمہ کے
حلال ہونے کے لیئے شرعی حیلہ ہو جائے اور یہ بات شہر والوں کے ساتھ نہیں بلکہ مسافروں کیساتھ مخصوص تھی
ہاں جو شخص آپکے پڑوس میں ہمیشہ رہتا اور اسکا محتاج ہونا معلوم ہو جاتا وہ روزینہ دار مسافروں میں داخل
کر لیا جاتا۔ طالب کو مشغول کرنیکا طریقہ یہ تھا کہ شروع شروع میں استخارہ کا حکم فرماتے پھر خلوت میں طلب
کرتے اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے اشغال میں سے کسی ایسے شغل کی تلقین فرماتے جو اس سلسلہ کے بزرگوں کے رسائل
میں بیان کیا گیا ہے۔ اور بعض لوگوں کی نسبت اپنی طرف سے بھی بعض کیفیتیں ان مشغولیوں پر اور زیادہ کر دیتے
تھے جیسا کہ آپ نے اپنے ایک رسالہ میں جس میں بیان طرق کی تفصیل لکھی ہے ایراد فرمایا ہے غرضکہ
آپ ایسے شخص کے بارے میں توجہ کرتے اور بہت مصروف رکھتے تھے اکثر طالب تو پہلے ہی صحبت میں
بے خود ہو کر اپنی جگہ ٹھہر جاتے تھے اور ان میں حرکت و شعور کا اثر باقی نہیں رہتا تھا پھر جب
تک آپ انکی مصلحت اور صلاحیت دیکھتے تھے۔

Marfat.com

دران بے خودی میگذاشتند وایں حالت بر بعضے ہا بوجہی میگذشت کہ حاضران انہا اموات خیال میکردند۔ باز برعکس آن تصرف میکردند بہوش می آمد و قول الشیخ یحیی و ہمیت بوضوح می پیوست بعد از طریان این حالت بیخودی و بے شعوری اکثرے از اخلاق ذمیمہ او مہذب میشد شگفتگی در کارخانہ وجود او پیدا مے آمد چنانچہ مردم از چہرہ او بمعانی محصولہ او پے میبردند و ابتدا بتغییر اوضاع وے امر نمیفرمودند بعد از چشیدن لذت بیخودی او خود بخود موافقت با وضاع مرضیہ حضرت ایشان مے آمد۔ ہمچنیں بہر کہ ہمت بیشتر میداشتند یا غلطی در استعداد او میبود بکرات تصرف برو میکردند و بحالت بیخودیش میبردند و آنقدر قدرت بود کہ اگر کسے را میخواستند در یک روز بسر حد فنا و فنائے فنا کہ مقارن رتبہ ولایت است میرسانیدند و نسبت بدو سہ کس ہمچنیں دریافتہ شد و ہر کسے را طریقہ خاص پیش مے آمد۔ بعضے را کشف و بعضے را ترقیات در مقام قرب و بعضے را تلون در احوال و باز کشف ہم انواع بود کشف حقائق اشیاء و کشف توحید

اسی حالت بے خودی میں چھوڑے رکھتے تھے۔ اور یہ حالت بعضوں پر اس طرح گزرتی تھی کہ حاضرین مجلس انہیں مردہ خیال کرتے تھے۔ پھر اسکے برعکس تصور کر کے انہیں ہوش میں لے آتے تھے اور الشیخ یحیی و یمیت کا مضمون صاف طور پر ظاہر ہوتا تھا۔ اس حالت بیخودی اور بے شعوری کے طاری ہونیکے بعد طالب بہت سے اخلاق ذمیمہ سے پاک وصاف ہو جاتا۔ اور اُسکے کارخانۂ وجود میں شگفتگی ظاہر ہوتی تھی چنانچہ لوگ اسکے چہرہ سے اس بات کا صاف پتہ لگا لیتے تھے کہ مذکورہ بالا باتیں اسے حاصل ہو گئی ہیں۔ آپ شروع شروع میں طالب کو عادات و اطوار کے تبدیل کا حکم نہیں فرماتے تھے کیونکہ وہ بیخودی کی لذت چکھنے کے بعد خود بخود آپ کے زیبا اطوار اور شائستہ عادات کی موافقت کر لیتا تھا۔ علی ہذا القیاس جس شخص کے بارے میں آپ کو زیادہ شفقت و مہربانی مدنظر ہوتی یا اسکی استعداد میں کسیطرح کی غلظت و سختی پائی جاتی تو آپ بار بار اُس پر تصرف کرتے اور حالت بیخودی میں لیجاتے تھے آپمیں اسدرجہ قدرت تھی کہ کسیکو چاہتے تو ایکدن صرف ایکدن میں فنا اور فنا، فنا کی سرحد تک جو رتبہ ولایت کے قریب قریب ہے پہنچا دیتے تھے چنانچہ دو تین شخصوں کی نسبت ایسا دریافت ہو بھی چکا ہے آپکے طالبوں میں سے ہر شخص کو ایک طریقہ خاص پیش آتا تھا۔ کسیکو کشف کسیکو مقام قرب میں ترقیات کسیکو احوال میں تلون۔ پھر کشف کی بھی چند قسمیں ہیں یک حقائق اشیاء کا

وکشف قبور۔ چنانچہ این خط حضرت ایشان کہ دریں باب بفرزند و برادر میان شیخ احمد سرہندی مرقوم شدہ مؤید آنست :

رقعہ قرۃ العینین محمد صادق برخوردار ظاہر و باطن گردد۔ احوال وچنانچہ ظاہر است مستوجب حمدات بر ہمان حضور خود باشد از غیبت و استغراق باندیشہ نیست انشاء اللہ از سکر بصحو و فنا در شعور اندراج یابد مولانا محمد مسعود از کشف قبور اعتبارے بر نگیرند کشوف صوریہ محل خطا و لغزش است سعی کنند کہ حضور مع اللہ ظہور یابد و دوام پذیرد جذبہ خوجہا و حضور ایشان دیگر است دران مواطن از ماسوٰی نام و نشانے نیست گاہ بالکلیہ و اکثر بالاصالۃ توجہی است از شش جہت معرا گاہی جہت فوق بجہت خصوصیتے کہ عرش مجید است در وہم مے آید و گاہے ہمہ جہات را یا اکثر را فرومیگیرد ومعنی وَاللّٰہُ مِنْ وَّرَائِہِمْ مُّحِیْطٌ بظہور میرسد اگر صور معنویہ و اشکال صوریہ محو نشدہ اند و بچون سراب و خیال بے اعتبار افتادہ و درہمین وقت نزد دریافت خیالیہ صور ھُوَالْاَوَّلُ

ایک قبور کا کشف۔ چنانچہ ان باتوں کی تائید آپ کے اُس خط سے خوب ہوتی ہے جو اس بارے میں فرزند محمد صادق اور برادر میاں شیخ احمد سرہندی کو لکھا گیا تھا :

رقعہ۔ آنکھوں کی ٹھنڈک محمد صادق ظاہر و باطن سے متمتع رہو۔ اُس کا احوال جیسا کچھ ظاہر ہو قابل شکر ہے۔ حالت حضوری جو فی الوقت حاصل ہے اسی پر ثابت قدم رہنا چاہیئے۔ استغراق اور غیبت سے کچھ باک نہیں ہے۔ انشاء اللہ سکر سے صحو کی طرف عنقریب انتقال ہوگا اور فنا شعور میں اندراج پائیگا مولانا محمد مسعود کشف قبور کا اعتبار نہیں کرتے ہیں۔ کشوف صوریہ خطا اور لغزش کا محل ہے کوشش کرنی چاہیئے کہ حضور باللہ ظہور پائے اور دوام قبول کرے۔ خواجگان طریقہ کا جذبہ اور انکا حضور دوسرا ہے اس موقع پر ماسوا کا نام و نشان تک باقی نہیں رہتا ہے کبھی بالکلیہ اکثر بالاصالۃ توجہ ہے شش جہت سے معرّی کبھی اوپر کی سمت اُس خصوصیت کی وجہ سے جو عرش مجید کو حاصل ہے اسمیں بھی جلوہ آرا ہوتی ہے اور کبھی تمام سمتوں یا اکثر سمتوں کو گھیر لیتی ہے اور وَاللّٰہُ مِنْ وَّرَائِہِمْ مُّحِیْطٌ کے معنے ظاہر ہوتے ہیں۔ اگرچہ صور معنویہ اور اشکال صوریہ محو نہیں ہیں اور سراب و خیال کی طرح بے اعتبار پڑے ہوئے ہیں۔ اسیوقت میں صور خیالیہ کے دریافت کرنیکے نزدیک ھُوَالْاَوَّلُ

و الاخر نیز درمیان مے آید و اگر در وقت فرو گرفتن آن توجہ ہمہ جہات را یا اکثر را صور و اشکال بالکلیہ محو شود و صفائی اتم بظہور رسد و معنی لیس فی الدار غیرہ دیار درجلوہ آید بہوش باید بود کہ کسوت معنویہ درمیان است لا اقل صفت حیات و ہستی اکنون یک دقیقہ دیگر بشناسند کہ در وقت ظہور واللہ من ورائہم محیط نیز میتواند بود کہ ہمچنین کسوتے درمیان باشد و میتواند بود کہ بالکلیہ نظر محبتش مجرد شدہ باشد بارے حقیقت مقصود در دریافت و ادراک نمی آید آنجا عشق و محبت است و تصفیہ سر از ماسوائے و آن تحقیقات کہ در سلسلۃ الاحرار نوشتہ شدہ است بغایت غامض است درین بحث آنرا بگذارند و مدار بر ادراک متعارف نہند حضرت خواجہ نقشبند مصرعہ خواجہ پاک نقش قدس اللہ روحہ الاقدس میفرمودند کہ ہرچہ دیدہ شد و دانستہ شد آنہمہ غیر است بکلمہ لا آنرا نفی باید کرد۔ میاں شیخ احمد نیز حال خود را درین صحیفہ مطالعہ نمایند و بدانند کہ تا استغراق در حضور ذاتی و وحدت صرف بظہور نمیرسد اہل این سلسلہ اسم فنا بران نمی نہند

و الاخر کا مضمون بھی بیچ میں آجاتا ہے اور اگر تمام سمتوں یا اکثر سمتوں کی طرف توجہ کرنے کے وقت میں صور اشکال بالکلیہ محو ہو جائیں اور پوری پوری صفائی مرتبہ ظہور کو پہنچ جاے اور لیس فی الدار غیرہ دیار کے معنے جلوہ گر ہو جائیں تو عقل و ہوش میں رہنا چاہیئے کہ کسوت معنویہ درمیان میں ہے زیادہ نہیں تو اتنا ضرور ہے کہ حیات اور ہستی کی صفت ہنوز باقی ہے۔ اب ایک نکتہ اور پہچانو کہ واللہ من ورائہم محیط کے ظہور کے وقت یہ بھی ہو سکتا ہی کہ اس طرح کے کسوت درمیان میں موجود ہوا اور یہ بھی ممکن ہے کہ اسکی نظر محبت بالکلیہ مجرد ہو گئی ہو غرض کے حقیقت مقصود دریافت اور ادراک میں نہیں آتا۔ وہاں عشق و محبت ہے اور ماسواے سر کا تصفیہ سلسلۃ الاحرار میں جو تحقیقات لکھی گئی ہے نہایت عمیق اور غامض ہے۔ اس بحث کو چھوڑ و اور مشہور ادراک پر دار مدار رکھو حضرت خواجہ نقشبند مصرعہ خواجہ پاک نقش و پاک نفس قدس اللہ روحہ الاقدس فرما گئے ہیں کہ جو کچھ دیکھا گیا اور جانا گیا سب غیر ہے اسکی کلمہ لا کے ساتھ نفی کرنی چاہیئے۔ میاں شیخ احمد بھی اپنے حال کا اس خط میں مطالعہ کریں اور معلوم کریں کہ تا وقتیکہ حضور ذاتی اور وحدت صرف میں استغراق اور استہلاک مرتبہ ظہور کو نہیں پہنچے اس سلسلہ کے اکابر اسپر فنا کا اطلاق نہیں کرتے

Marfat.com

وآنکہ ما گفتہ بودیم کہ یک درجہ دیگر درمیان است - این است حقیقت این سخنان مشافہۃً معلوم میشود
باوجود براے خاطر شما نوشتیم والسلام والاکرام القصہ ہر کدام از طالبان ارادت خود در خلوت
رفتہ عرضہ میکرد و حضرت ایشان بحکمت بالغہ الٰہی و دقیقت نظری کہ من عنداللہ یافتہ بودند
بمصالح احوال و اوقات وے امر میفرمودند و اگر کسے خوابے یا واقعہ نقل میکرد و می شنیدند
و در باب خوابگاہے میفرمودند کہ احتیاج گفتن نیست ہرچہ شدنی است خواہد شد
و ہرگز تحسین صاحب حال و واقعہ یا تعبیر خوابے بحضورش نمیکردند - مگر کہ حالے عالی وارد
شدے درانوقت اینقدر میفرمودند بکوشش تا از دست نرود و قدم برتر نہی - بیکے از طالبان ہنگام
عرض احوال فرمودندے مرغے غم او بحیلہ شد بارام :: ہشدار کہ مرغ رام را آرام ندہی :: بیکے از طالبان
را بنابر مصلحت وے دور می انداختند و میفرمودند کہ استعداد وے بسلاسل دیگر مناسب است
وے سرگرم تر میشد بعد از چار پنج ماہ بوے فرمودند کہ بیکے طالبان خود خواہیم فرمود کہ طریقہ بشما -

اور ہم نے جو کہا تھا کہ ایک درجہ دوسرا درمیان میں ہے وہ یہی ہے - ان باتوں کی حقیقت بالمواجہ
معلوم ہوسکتی ہے - مگر ہم نے صرف تمہاری خاطر اتنا لکھدیا ہے والسلام والاکرام :: الغرض طالبوں میں سے
جو شخص بھی خلوت میں حاضر ہوکر اپنی ارادت کی بابت عرض کرتا تھا خواجہ حکمت بالغہ خداوندی اور
اُس دقیق نظری اور باریک بینی کی وجہ سے جو خدا کی طرف سے آپ کو حاصل ہوئی تھی اُسے ایسی بات کا ارشاد
فرماتے جس میں اُسکے اوقات و احوال کی مصلحت ہوتی - اگر کوئی شخص آپکے سامنے خواب یا واقعہ نقل کرتا
تو آپ سے بغور سنتے اور خواب کے بارے میں کبھی فرماتے کہ بیان کرنے کی ضرورت نہیں جو کچھ
ہونے والا ہے ہوکر رہے گا - آپ کسی صاحب حال اور صاحب واقعہ کی ہرگز تعریف و تحسین نہ کرتے
اور خواب کی تعبیر اُسکے سامنے بیان نہیں کرتے ہاں جب کوئی حال عالی وارد ہوتا اُسوقت اتنا ارشاد فرماتے
کہ کوشش کر تاکہ موقع ہاتھ سے نہ نکل جائے - اور قدم اوپر کے درجہ پر رکھنے کی سعی کر ایک طالب کو
جبکہ وہ اپنا حال عرض کر رہا تھا فرمایا ہے مرغے غم او بحیلہ شد بارام :: ہشدار کہ مرغ رام را آرام ندہی ::
ایک طالب کو صرف اُسکی مصلحت کی بنا پر اپنے سے دور رکھتے تھے اور فرماتے تھے کہ اسکی استعداد دوسرے سلسلوں
سے مناسبت رکھتی ہے وہ بیچارہ طریق عمل میں زیادہ سرگرم ہوتا اور نہایت مستعدی کیساتھ کوشش کرتا

پھر چار یا پانچ مہینے کے بعد ارشاد فرماتے کہ ہم اپنے طالبوں میں سے کسیکو حکم فرماوینگے وہ تمہیں طریقہ کی اردو ترجمہ

Marfat.com

بگوید وے باین ہم راضی شدہ از سر وا نشد. وامیدوار میبود روزے میاں شیخ تاج الدین کہ از خلفائے حضرت ایشاں اند از دہلی متوجہ سنبھل کہ وطن اقامت ایشاں است میشدند و بخانۂ آن مرد یک شب نزولے اتفاق افتادہ بود اہلیہ وے طلبے قوی داشت باجازت شوہرے از شیخ مشغولی گرفت و بمقتضائے استعداد در مجلس اولے اورا بیخودی روداد و کیفیتہائے عظیمش حاصل شد و دران کیفیت اخبار ہفت آسمان گفتن گرفت۔ سرگرمی آنمرد بحد افراط انجامید و از شیخ حرفے از مطلب خود نشنید. سراسیمہ متوجہ ملازمت حضرت ایشان شد و در راہ از کثرت شوق افتان و خیزان در رنگ مست طافح مے آمد چنانچہ بندہائے زانو و مرافقش خونی شدہ بود و چون نظرش بر جمال حضرت ایشان افتاد مانند خرمن گل تنگ در کنار گرفت و در صحن خانہ غلطیدہ میگشت حضرت ایشان لختے خود را بطور او گذاشتند گاہے بر بالائے وے میشدند و گاہے وے در تہ می آمد ببدن شریف و عنصر لطیف راہ یافت چہ او مردے از بردستی بود و در کنار گرفتہ بر خاک مے غلطید

تلقین کردیگا وہ اسی پر رضامند ہوجاتا اور سر مو عدول حکمی نہ کرتا۔ اور عرصہ تک امیدوار رہتا۔ ایک دن میاں شیخ تاج الدین جو خواجہ کے ممتاز خلیفہ تھے دہلی سے سنبھل کی طرف جاتے تھے جو انکا وطن اقامت تھا ایک رات اس شخص کے گھر میں ٹھہرنے کا اتفاق ہوا اسکی بیوی طلب قوی رکھتی تھی اپنے شوہر کی اجازت سے شیخ تاج الدین سے مشغولی حاصل کی اور بمقتضائے استعداد پہلی ہی مجلس میں اُسے بیخودی حاصل ہوئی اور عظیم الشان کیفیتیں میسر ہوئیں۔ اس کیفیت میں وہ ساتوں آسمانوں کی خبریں بیان کرنے لگی شوہر نے اپنی بیوی کی یہ کیفیت دیکھی تو نہایت سرگرمی ظاہر کی اور اُسکی سرگرمی افراط کی حد تک پہنچ گئی۔ مگر شیخ سے اپنے مطلب کا ایک حرف تک نہیں سنا مضطربانہ خواجہ کی ملازمت کیطرف متوجہ ہوا کثرت شوق کی وجہ سے گرتا پڑتا بیہوش مست کیطرح رستہ طے کرتا تھا۔ چنانچہ اسوجہ سے اُسکے گھٹنے اور کہنیاں زخمی ہوگئی تھیں۔ جونہی اُسکی نظر خواجہ کے جمال جہان آرا پر پڑی۔ پھولوں کے ڈھیر کی نہایت تنگی کے ساتھ بغلگیر ہوا اور گھر کے صحن میں لوٹنے لگا خواجہ نے تھوڑی دیر اپنے تئیں اُسکے بس میں چھوڑ دیا۔ پھر تو یہ صورت ہوئی کہ کبھی آپ اُسکے اوپر ہوتے تھے کبھی نیچے۔ اس سے بدن شریف اور عنصر لطیف کو بہت کچھ تکلیف پہنچی کیونکہ وہ ایک نہایت تنومند اور زبردست آدمی تھا اور آپ کو گود میں لئے ہوئے زمین پر لوٹتا تھا

Marfat.com

وا از در و دیوار مضمون این بیت مے تراویدہ ہزاران دشمنے شد بانسیم کان تن نازک بشود آزردہ
گرا اندر برش بند قبا جنبد ۔ عاقبت فرمودند بما ہیچ کارے داری گفت کارے دارم تو
دارم مقصد و مقصود من توئی ۔ فرمودند پس مارا خود میکشی فائدہ نہ کرد آنگاہ فرمودند بجانب روئے
من بہ بیں بمجرد دیدن از جائے بر جست و بر خاک ادب نشست و ازیں جرأت ندامت ہا
کشید وے گوید آن روز کہ در چشمان حضرت ایشان چیزے دیدم کہ ہنوز لذت آن فراموش نشد
و عبارت و اشارت از شرح آن قاصر است و اگر میخواستند تصرفی کنند یا خارق عادتے
نمایند بخود نسبت نمیکردند بکتابے یا بقصہ حوالہ میفرمودند مثلاً اگر در بیمارے میخواستند تصرف
کنند و اورا از ان بیماری برآورند کتاب طب می طلبیدند و از روئے آن دارو آن میفرمودند
و ہمت بجانب وے میگماشتند بمجرد استعمال آن دارو گاہے پیش از استعمال صحت می شد
چنانچہ طفلے از جانب قلعہ فیروزآباد بجانب دریا کہ ارتفاع آن زیادہ از نہ قد آدم باشد افتادہ بود

اس وقت در و دیوار سے ذیل کی بیت کا مضمون ٹپکا پڑتا تھا ۔ ہزاران دشمنے شد بانسیم کان تن نازک شود
آزردہ گرا اندر برش بند قبا جنبد ۔ آخر کار حضور نے فرمایا کہ تجھے ہم سے کچھ کام ہے اُس نے کہا مجھے جو کام ہے
وہ آپ ہی سے ہے اور میرا مقصد و مقصود آپ ہی ہیں ۔ فرمایا جب یہ ہے تو ہمکو کیوں مارے ڈالتا ہے مگر اس سے اس پر
کچھ اثر نہیں ہوا ۔ اسوقت آپ نے فرمایا کہ اچھا میرے منہ کو دیکھ ۔ حضور کا چہرۂ مبارک دیکھنا تھا کہ نہایت سرعت
کے ساتھ جگہ سے اُٹھا اور زمین ادب پر بیٹھ گیا اور اِس جرأت و گستاخی سے سخت شرمندہ ہوا ۔ اُس شخص کا
بیان ہے کہ اس روز میں نے جو چیز حضرت کی آنکھوں میں دیکھی اُسکی لذت آج تک فراموش نہیں ہوئی اور اُسکی شرح سے
عبارت و اشارات دونوں عاجز و قاصر ہیں ۔ آپ جب کوئی تصرف کرنا یا خرق عادت ظاہر کرنا چاہتے
تھے تو اُسے اپنی طرف نسبت نہیں کرتے تھے بلکہ کسی کتاب یا قصہ کیطرف منسوب کرتے تھے مثلاً اگر کسی
بیمار میں تصرف کرنا اور اُسے بیماری سے نجات دینا منظور ہوتا تھا تو طب کی کوئی کتاب طلب فرماکر
اُس کے مطابق کوئی دوا بتلا دیتے اور بیمار کی جانب ہمت مقرر کرتے دوا کے استعمال کرتے ہی بلکہ
کبھی دوا کے استعمال سے پیشتر مریض کو صحت و تندرستی حاصل ہو جاتی چنانچہ ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ ایک لڑکا فیروزآباد
کے قلعہ کے اوپر سے دریا کیطرف گر پڑا اس طرف سے قلعہ کی اونچائی نو آدمیوں کے قد سے زیادہ ۔ تھی گرنیوالے کے

Marfat.com

واز راه گوش و بینی وے خون می آمد و نفسش تنگی میگرد و مادرش وے را در نظر مبارک آورد و بدین
حال شفقت فرموده قدرے متوجه باطن خویش شدند و کتاب بدست گرفتند و فرمودند
که درین کتاب چنین نوشته اند که او زنده خواهد ماند آن طفل تا امروز زنده است و از مشاهده
احوال وے هیچ عاقل بزنده ماندن او نمیگوید و همچنین از موالی شهر عزیزی است ابن پنجاه سالگی رسیده
و درین مدت هرگز بکارے که درمیان مرد و زن میباشد آشنا نشده و درین سن بامر پیر خود دختری
در نکاح آورد و هرچند تلاش کرد و ادویه باه خورد فتح نمیشد قریب یک سال گزشت و هیچ از ادویه
شروع و نا شروع شنید باوجود نهایت تورع بکار برد فائده نشد از غایت حیا قرار بر انفرار نهاد
روزے این سخن کسے بسمع شریف حضرت ایشان رسانید که وے از شرم میخواهد که از شهر آواره شود حضرت
ایشان رض بر حال وے رحم آمد فرمودند بیچاره بچه محنت گرفتار شده. روزے سواره براہے میگذشتند ناگاه
ان مرد دوچار شد چون عالم بود بقصد تعظیم از اسپ فرود آمد بے پا بنیاز مندی بسیار دست بپا بسیار گرفت و از گرو تنگ نازش

دماغ میں کوئی ایسا صدمہ پہنچا تھا کہ کان اور ناک کی راہ سے برابر خون جاری تھا اور سانس نہایت تنگی کے
ساتھ آمد و رفت کرتا تھا۔ اسکی ماں حضور کے سامنے لائی۔ آپ نے اس کے حال پر شفقت و مہربانی فرما کر
اپنے باطن کی طرف توجہ کی اور کتاب ہاتھ میں لیکر فرمایا کہ اس کتاب میں لکھا ہوا ہے کہ یہ لڑکا بہت روز تک زندہ
رہیگا۔ چنانچہ وہ آج تک زندہ سلامت ہے۔ حالانکہ اسکی کیفیت دیکھکر کوئی عاقل نہیں کہہ سکتا تھا کہ یہ زندہ
رہیگا۔ اسی طرح شہر کے ممتاز اور مشہور لوگوں میں ایک عزیز ہے جس کی عمر پچاس سال کو پہنچ گئی ہے
یہ شخص اس مدت میں کبھی اس کام سے آشنا نہیں ہوا تھا جو مرد و عورت میں ہوتا ہے مگر اس عمر کو پہنچکر
اپنے پیر کے حکم سے ایک لڑکی سے نکاح کیا۔ ہرچند علاج کو تلاش کیا اور باہ کی دوائیں کھائیں لیکن
کشود کار میسر نہیں ہوا۔ قریباً ایک سال گذر گیا۔ اور شروع اور نا شروع دوائیں باوجود نہایت اتقا
و پرہیزگاری کے استعمال میں لایا مگر کچھ فائدہ نہیں ہوا آخرکار نہایت درجہ کی شرم و حیا کی وجہ جلا وطنی کا
ارادہ مصمم کرلیا۔ ایکدن کسی نے حضرت کے کان میں یہ بات ڈالدی کہ فلاں شخص شرم کے مارے شہر سے آوارہ ہونا
چاہتا ہے آپکو اسکے حال پر رحم آیا۔ فرمایا بیچارہ کس محنت میں گرفتار ہوا ہے ایکدن کا ذکر ہے کہ آپ گھوڑے پر سوار ہوکے
ایک راستہ میں گزر رہے تھے دفعتہ وہ شخص سامنے آگیا۔ چونکہ عالم تھا تعظیم کے قصد سے گھوڑے پر سے نیچے اتر آئے

ترجمہ اردو

Marfat.com

گرفتند و دو سہ نوبت سینہ بر سینۂ او نہادہ بخشش کردہ و آہستہ بگوشش فرمودند کہ امشب ہر دو شما برہنہ شدہ خواب کنید وے گوید کہ ازہمان لحظہ در خود قوتی مشاہدہ کردم و با اہل خانہ بصد حیا و خجالت گفتم کہ عزیزے چنین فرمودہ است بہ تمسخر و استہزا این مضمون گفتند ؎

این ہم اندر عاشقی بالائے غمہائے دگر با جبر و امتثال امر حضرت ایشان فتح شد و قوتے یافتم کہ مدتہا کم نشد روزے در اوائلہا کہ نو تماشائی این کارخانہ بلند قدر بودم و در ملازمت گرامی ہوسناکانہ آمد و رفت میکردم بخاطر آوردم اگر امروز اشرافے کنند و مرا بخود کشند داخل خادمان عالی گردم و الا سخنے از مرغوبات راہ بفرمایند۔ شب پانزدہم ماہ شعبان بود فرمودند امشب شب براتست در سلسلۂ شما یعنے چشتیہ نمازے کہ درین شب میگزارند چند رکعت است عرضہ کردہ شد صد رکعت و بروایتے دو رکعت ہم آمدہ۔ فرمودند اگر شق آخر است شاید ما ہم توانیم گزارد و ہمدرین محل فرمودند مثل ما بریش گاو میماند و آنچنان است کہ شخصے از پسر خود پرسید کہ گاہی ریش گاو

لگالیا۔ اور دو تین دفعہ سینہ مبارک اُسکے سینہ پر رکھکر بڑے زور سے بھینچا اور آہستہ سے اُس کے کان میں فرمایا کہ آج شب کو تم دونوں میاں بیوی برہنہ سونا۔ وہ شخص کہتا ہے کہ اُسیدم میں نے اپنے میں قوت رجولیت دیکھی اور اپنی بیوی سے نہایت شرم وحیا کے ساتھ کہا کہ ایک عزیز نے ایسا فرمایا ہے اُس نے تمسخر و استہزا کے ساتھ یہ مصرعہ پڑھا ع این ہم اندر عاشقی بالائے غمہائے دگر۔ غرضکہ حضرت کے حکم بجالانے کی وجہ سے فوراً کشود کار ہوگیا اور مجھے وہ قوت باقی جو مدتوں تک کم نہیں ہوئی شروع شروع میں جبکہ میں اس بلند قدر کارخانہ کا نو تماشائی تھا اور ملازمت گرامی میں ہوسناکانہ آمد و رفت رکھتا تھا۔ ایک دن میرے خیال میں گزرا کہ اگر حضرت مجھپر آج کوئی تصرف کریں اور اپنی طرف کھینچ لیں تو خادمان عالی کے زمرہ میں داخل ہوجاؤں اور نہ ہو تو اتنا ضرور ہو کہ ہماری پسندیدہ راہ میں سے کچھ نہ کچھ ارشاد فرمائیں۔ شعبان کی پندرہویں شب تھی کہ آپنے فرمایا آج شب برات ہے تمہارے سلسلہ یعنی سلسلہ چشتیہ میں جو نماز اس رات میں پڑھی جاتی ہے کتنی رکعتیں ہیں عرض کیا گیا سو اور ایک روایت میں دو رکعتیں بھی آئی ہیں فرمایا اگر دوسری شق بھی معتبر ہے تو شاید ہم بھی ادا کرسکیں۔ اسی موقع پر فرمایا کہ ہماری مثال ریش گاؤ سے ملتی جلتی ہوئی ہے اور اس معمے کی طلسم کشائی یہ ہے کہ ایک شخص نے اپنے لڑکے سے پوچھا کہ کبھی تو ریش گاؤ۔

Marfat.com

بودہ پسر گفت معنی آن چیست گفت کسی از خانہ برآید وبگوید کہ بے آنکہ رنجے بکشم گنجے بیابم گفت بابا تا بودہ ام ریش گاو بودہ ام ما ہم تا بودہ ایم ریش گاو بودہ ایم یکے از صوفیان نقل کرد کہ روزے بخاطر آوردم کہ مرا خدمتے فرمایند واز بازار چیزے ماکول طلب دارند ناگاہ کسے بطلب من آمد فرمودند برائے ما از بازار تربز بیار عرضہ کردم کہ معرفت تربز چندانی ندارم فرمودند ہر کدام کہ بزعم تو خوب باشد بیار وعادت شریف این بود کہ ورائے خادمانے کہ متعین این چنین خدمتہا بودند بدیگرے نفرمایند خصوصًا نو در آمدگان این طریق واین مرد زان وقت از جملہ نو در آمدہا بودہ ہم وے نقل کرد کہ فصل زمستانی بود پوششے نداشتم الا پختہ بے لحاف کہ با اہلیہ خود شبہا می پوشیدم واز تنگی معیشت قدرت لحاف ساختن معدوم بود شبے از اہل خانہ خود خجالتے کشیدم کہ بخاطر انتہا رسیدہ باشد کہ بطرفہ بے حمیتی کار افتادہ صباحش کہ در ملازمت حضرت ایشان نماز بجماعت میگزاردم در اثنائے نماز نیز خاطر شبینہ آمد والتفی کردم بعد از فراغ

ہوا ہے لڑکے نے کہا اسکے معنے کیا ہیں جواب دیا کہ ایک شخص گھر سے نکل کر کہتا ہے کہ بدون کسی طرح کے رنج ومشقت اٹھانیکے خزانہ پر کامیاب ہو جاؤں لڑکے نے کہا بابا اگر یہی بات ہے تو میں جب تک رہا ہوں ریش گاو رہا ہوں۔ خواجہ نے فرمایا ہم بھی جب تک رہے ہیں۔ ریش گاو رہے ہیں۔ صوفیوں میں سے ایک نے بیان کیا کہ ایک روز میرے دل میں خیال آیا کہ کاش حضرت کوئی خدمت میرے سپرد فرمائیں اور بازار سے کوئی کھانے کی چیز مجھ سے منگوائیں۔ دفعۃً ایک شخص مجھے بلانے آیا اور میں حاضر ہوا تو فرمایا ہمارے لیئے بازار سے تربوز خرید لاؤ میں نے عرض کیا کہ مجھے تربوز کی چنداں پہچان نہیں ہے فرمایا تمہارے خیال میں جو اچھا ہووے لاؤ۔ اور عادت شریف اسطرح واقع ہوئی تھی کہ آپ ان خادموں کے علاوہ جو اسطرح کی خدمت پر متعین تھے کسی دوسرے شخص سے کچھہ فرماتے نہیں تھے خصوصًا اُن لوگوں سے جو اس طریق میں نئے نئے داخل ہوئے تھے اور یہ شخص اسوقت انہیں لوگوں کے زمرے میں داخل تہا جو نئے نئے ملازمت عالی میں حاضر ہوئے تھے اِسی شخص کا بیان ہے کہ جاڑے کا موسم تھا اور میں بجز ایک چادر کے اوڑہنے کی کوئی چیز نہیں رکھتا تہا میرے پاس لحاف وغیرہ نہ تہا صرف ایک چادر تھی جو راتوں کو اپنی بیوی کے ساتھ اوڑہتا تہا اور معاش کی تنگی سے لحاف بنانے کی قدرت نہ تھی ایک رات میں نے اپنی بیوی سے عجب طرح کی شرمندگی اور ندامت اٹھائی اور اپنے دل میں کہا کہ بیوی کہتی ہوگی کہ عجب بے حمیتی بالا پڑا ہے اسی م

ترجمہ اردو

چون نظر حضرت ایشان بر سن افتاد بیکی از مخلصان که معامله اخراجات متعلق بایشان بود فرمودند
که از یاران ما بپرسید هر که لحافی یا جامه نداشته باشد یا اهل خانه وی نداشته باشد بهر طور که باوی بگوید ساخته بدهید دو سه
کس دیگر نیز اهم احتیاج من ظاهر شدند و بانجاح رسیدند وی گوید از آن باز همیشه ترسان بودم که مبادا خاطرے
بیاید که موجب گرانی اقدس شده برهم زن مقاصد سعادتمندی گردد و قوت علمی و قدرت بر اقسام
سخن خصوصاً در علم تصوف آن قدر بود که فضلائے وقت که سالها درس علوم گفته اند استفادهاے
عظیم میکردند روزے عزیزے التماس کرد که برائے شرح رباعیات که مسمی بسلسلة الاحرار ست
و دران دلانبازگی تسوید فرموده بودند تاریخ اتمام گفته شود و در همان مجلس قلم دوات طلبیده
نوزده تاریخ برائے آن رساله املا فرمودند دو تاریخ بیاد محرر بود برائے تمثیل ایراد یافت
باقی در آخر سلسلة الاحرار مسطور است یکے تجرع فصوص حکم دوم نظم وجوب و مع ذلک بجهت
رعایت ظاهر شریعت ازین تصنیف خود که سخن وحدت وجود در انجا بخوب ترین تدقیقات مبین است

جب حضرت کی نظر مجھ پر پڑی تو مخلصوں میں سے ایک شخص سے جسکے متعلق خرچ اخراجات کی تھی فرمایا کہ ہمارے یاروں سے دریافت
کرو کہ جسکے پاس کپڑا یا لحاف نہو یا اسکی بیوی کے پاس نہو تو وہ جسطرح کہے اسکی مرضی کے مطابق بنا کر دیدو دو تین
اور میرے ساتھ دو تین اور شخصوں نے لحاف کی احتیاج ظاہر کی اور ہماری احتیاج فوراً رفع کر دی گئی۔ یہی
شخص کہتا ہے کہ اس دن سے میں ہمیشہ خائف رہتا تھا کہ مبادا کوئی ایسا خطرہ دلمیں گزرے جس سے خاطر اقدس پر گرانی پیدا
ہو کر مقاصد سعادتمندی کو درہم برہم کر دے۔ آپ کو قوت علمی اور تقریر کی باتوں پر بالخصوص علم تصوف میں اس
درجہ قدرت تھی کہ فضلائے وقت جو سالہا سال سے درس علوم میں مشغول تھے آپ سے بڑے بڑے فائدے حاصل کرتے
تھے۔ ایک دن ایک عزیز نے التماس کی کہ شرح رباعیات کے لیئے جسکا نام سلسلة الاحرار ہے جو اسی زمانہ میں
حضرت نے تصنیف فرمائی ہے تاریخ اتمام لکھی جائے۔ آپنے اسی مجلس میں قلم دوات طلب فرما کر انیس تاریخیں
اس رسالہ کے لیئے لکھ ڈالیں۔ کاتب حروف کو صرف دو تاریخیں یاد ہیں جو تمثیلاً درج کتاب کیجاتی
ہیں۔ باقی تاریخیں رسالة الاحرار کے آخر میں لکھی ہوئی ہیں۔ ان میں سے ایک تاریخ ہے تجرع فصوص حکم دوسری
تاریخ ہے۔ نظم وجوب۔ یہ رسالہ اگرچہ آپ کی تصنیف سے ہے۔ مگر باوجود اسکے آپ ظاہر شریعت کی رعایت کی
وجہ سے اپنی اس تصنیف سے کہ وحدت وجود کے بارے میں وہاں بہت عمدہ تحقیق اور تدقیق سے کام لیا ہے

Marfat.com

ناراض بودند و میفرمودند از ما این تصنیف خوب واقع نشده و میفرمودند که محقق شد که وراے طریق توحید راہے است وسیع و راہ توحید نسبت بآن شاہراہ کوچہ تنگی بیش نیست و این نوزدہ تاریخ در یک مجلس نوشتن از قدرت اکثر عقول بیرون است خصوصًا با عدم مہارت و کمی ورزش بلکہ خارق عادتست و چہ احتیاج باثبات خارق کہ وجود حضرت ایشان تمام خارق عادت بود ازینجا نسبت سخن شیخ الاسلام پیر ہرات قدس اللہ سرہ بیاد آمد کہ در نفحات در باب کرامت و حال و مقام و وقت در دست او شجرہ بود بلی سہ در دل ہر بندہ کہ حق مزہ است ؛ وی داد از پیمبر معجزہ است حضرت ایشان رحمہ اللہ تعالی بتاریخ بست و پنجم ماہ جمادی الآخری سنہ یکہزار و دوازدہ وقت شنبہ رخت اقامت بدار القرار کشیدند و روز یکشنبہ بست و ششم در شمال قدمگاہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم بیرون قلعہ سلطان فیروز کہ براے مجاوران قدمگاہ ساختہ و الی الآن آباد است مدفون شدند محرر سطور در مرثیہ حضرت ایشان این ابیات مرقوم قلم خونین رقم گردانیدہ۔

سخت ناراض تھے اور فرماتے تھے کہ یہ ہماری تصنیف عمدہ تصنیف نہیں ہے اور فرماتے تھے کہ یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ طریق توحید کے سوائے ایک اور راہ ہے نہایت وسیع جسکے مقابلہ میں توحید کی راہ ایسی ہے جیسے شاہراہ کے مقابلہ میں ایک تنگ گلی۔ آپ کا ایک مجلس میں یہ انیس تاریخیں لکھدینا اکثر عقول کی قدرت سے باہر ہے۔ خاصکر عدم مہارت اور کمی ورزش کے ساتھ بلکہ خارق عادت ہے اور آپ کی خارق عادت ثابت کرنے کے لیئے کسی دلیل کی حاجت نہیں ہے کیونکہ آپ سراپا خارق عادت تھے۔ اس موقع پر شیخ الاسلام پیر ہرات قدس سرہ کی ایک بات یاد آئی کہ اپنے نفحات میں اس گروہ کے ایک بزرگ کے بارے میں کیا اچھا کہا ہے کہ اُسکی کرامات کے ساتھ تعریف نہ کریں اور احوال و مقامات کے ساتھ آراستہ نہ کریں۔ کرامت اور حال اور مقام اور وقت اُس کے ہاتھ میں بمنزلہ شجرہ کے ہے کیوں نہیں سے در دل ہر بندہ کہ حق مزہ است وے داد از پیمبر معجزہ است ؛ حضور خواجہ رحمہ اللہ تعالی نے جمادی الاخری کی پچیسوں تاریخ سنہ ہجری ہفتہ کی شام کو وفات پائی۔ اور چھبیسویں تاریخ اتوار کے روز سلطان فیروز کے قلعہ کے باہر جو قدم شریف کے مجاوروں کے لیئے بنایا گیا تھا اور اب تک آباد ہے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے قدیم شریف کے شمالی جانب میں مدفون ہوے۔ کاتب حروف نے آپ کے مرثیہ میں قلم خونی رقم سے ذیل کی چند بیتیں لکھیں ؛

مرثیه منظوم

دل برگرفت ازین چمن آن تازه نوبهار — زین غم بخون دیده نشستم چو لاله زار
کو غنچه که داد خود دلستاند ز عیش من — تا بیش ازین بچهره نبندم بخون نگار
این یک دو روزه عمر مدارے برین منه — وین غلط فریب جهان دل برین مدار
بر حال خویش گریه کند مرغ این چمن — بر عمر خویش خنده زند کبک کوهسار
از هر جمیعت قافله در هیچ ره نماند — هشدار و هان نظرے بر قضا گمار
خوش خوان سرودهاست درین که چون جرس — هر صبح و شام مرثیه خوانست روزگار
بر خون خلق چرخ دهن باز کرده است — عبرت بگیر ازین سبع آدمی شکار

کان قطب فلک دل عرش جا گرفت
خلوت گزید با حق و جام لقا گرفت

امشب که ناله بلبل خاموش تازه کرد — آهنگ گریه بر من مدهوش تازه کرد
هر ناله ماتمے دگر افزود بر دلم.... — داغے که خفته بود در آغوش تازه کرد
جوش درون که از دم سردم فسرده بود — آتش بسینه در زده آن جوش تازه کرد
شوریده حکایت آن شیخ نهفته گفت — آشفتگی بسینه بلانوش تازه کرد
آن خواجه که با دل غمزدائے هوشمند — آئین شرع و قاعده هوش تازه کرد
وز بهر حلقه هائے غلامیش مهر و ماه — هر روز سبقهائے بنا گوش تازه کرد
از یک روزگار بر آمد پیام چرخ — بر ما هزار درد فراموش تازه کرد

یکره خبر رسید که آن در سفر چه دید
بر اوج نه سپهر بین آن قمر چه دید

آن هادی زمانه رخ اندر نقاب کرد — زین شیوه خانمان جهان را خراب کرد
در عمر روزگار ندیدست کس بخواب... — زین صعب تر غمے که دل و دیده آب کرد
در کار عیش زهر شکست از فراق او — عشرت بجام و شیشه خود خون ناب کرد

Marfat.com

خود وصل برگزید و بیاران فراق داد
خود باده بخورد و جگرها کباب کرد

هرکس که ناله هائے جگر ریش ما شنید
شب را تمام روز قیامت حساب کرد

بیدار باد و دیده عبرت گزین هوش
کان بخت ارجمند جهان عزم خواب کرد

خون شد دل سپهر ز بسیار خفقنش
در زیر خاک با دل بیدار خفتنش

دامان کشیده سرو ازین بوستان چراست
گر گلبن شگفته رعنا نهان چراست

پیمانهٔ مراد حریفان نکرده پر
آن ساقی شراب بقا سرگران چراست

پژمرده گشت غنچهٔ امید بے رخش
افسرده خاطر از چمن آن باغبان چراست

آن مایهٔ جمال جهان گو سفر نکرد
افسرده رنگ رونق روے جهان چراست

آن نوبهار تازه اگر رخ نهفته است
گلها جگر فگار ز دست خزان چراست

از هفت بام چرخ اگر سنگ غم نریخت
بر پشت جانم این همه کوه گران چراست

آن آفتاب اوج هدایت اگر نخفت
این تیرگی روے زمین و زمان چراست

آن گنج شایگان که نهفت است زیر خاک
از مخلصان نیاز بدان آستان پاک

گویند خضر وقت و مسیح زمانه مرد
خورشید نورگستر این هفت خانه مرد

پوشیده چشم یکره و شد زنده ابد
معشوق دهر بود ولی عاشقانه مرد

الا محبتش هوسم جمله مرده باد
چون آن مه دو هفته و فرد یگانه مرد

نالن بلبلان چمن از فراق او
هیهات کان طراوت و زیب و فسانه مرد

رنگ رخم شکسته تر آمد ز جام دل
خون در رگ ترانهٔ چنگ و چغانه مرد

رشدے ازان نفس که رخ خود نهفت دوست
ساز طرب شکست و نواے ترانه مرد

برحکم وهم و دیده کوتاه بین مگوے
کان روح بخش زندگی جاودانه مرد

چون نوعروس وصل ورا آغوش برگرفت
از بس حلاوتش لب خاموش برگرفت

آدم که شهسوار زمین و زمن نماند ‏ گلدسته کو بود بدست چمن نماند

یعقوب وار دیده بکوری سپرده به ‏ چون در زمانه یوسف گل پیرهن نماند

آشفته گشت خاطر مجروح الجنان ‏ کز جوش گریه هیچ دماغ سخن نماند

دل شاد بلبلی که بگو و صد زمانه داشت ‏ آن گل چو رخ نهفت زبان در دهن نماند

شد برگ ریز لاله و گل از خزان دهر ‏ در گلشن نشاط لب نغمه زن نماند

دهر از فراق چون شب دیجور تیره شد ‏ کان شمع بزم قدس درین انجمن نماند

آن نور قدس روشنی از دیده برگرفت ‏ خور گو نمان چو شهنشاه سخن نماند

دل خون کن زمانه غم خواجه باقی است ‏ جانکاه عاقبت الم خواجه باقی است

از حق هزار مکرمت آفرین برو ‏ شد ختم سرفرازی دنیا و دین برو

چون ما در زمانه ندارد چو او پسر ‏ زانست گو بهائے زمان و زمین برو

بر بام خود کشیده پی فخر چون مسیح ‏ دل بسته بود چون فلک چارمین برو

دانستم آنکه بود چو من عاشق رخش ‏ کز بام ریخت زهره گل یاسمین برو

بلبل نهفت در غم نعش خنجر و سنان ‏ گل چاک کرد پیرهن نازنین برو

دلها بخاک او چو مگس بر شکر گرو ‏ صد حسرت است و جگر انگبین برو

بر قدر درد او تو اتم گریه کرد ‏ گویند تا بحشر شهور و سنین برو

آه این چه ماتم است که خون جگر بسوخت
هر لحظه ام بدرد و غم تازه تر بسوخت

تقریظ

چکیدۂ خامۂ بلاغت شمامہ۔ فدائے حسن مقالات طریقت تولائے ذوق لذات حقیقت۔ شیفتۂ حرف و حکایات اولیائے عظام۔ دلدادۂ تذکار صوفیہ کرام۔ زبدۃ الحکما رئیس الشعرا وحید زمن ابو احمد حکیم سید محمد حسن صاحب حسن بابی نقشبندی مجددی مظہری دہلوی ثم الالوری سلمہ اللہ تعالیٰ

الحمد للہ و سلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

اللہ اللہ اگلے زمانہ میں طالب صادق جو راہ طلب مولا میں قدم دھرتے اور منزل مقصود کے ذوق و شوق کا دم بھرتے تھے وہ مرشدان کامل کی تلاش میں جنگل جنگل خاک اڑاتے اور عالم غربت کی طرح طرح کی سختیاں اٹھاتے اور ایسے پھرتے تھے اور جب کہیں اپنے مطلوب کا پتہ پاتے تو اسکے آستانہ فیض نشانہ پر حاضر ہوتے اور بعد الفراغ آزمایشوں کے ثابت قدم رہ کر خدمت کرتے اور پھر ریاضتوں کی سختیاں جھیل کر اور مجاہدوں کی مشقتیں سہکر اور فقر و فاقہ کی بلائیں اٹھا کر ایک مدت دراز کے بعد اپنی مراد و مطلوب کو پہونچتے تھے۔

سچ یہ ہے کہ ان لوگوں کی طبیعتیں سعادت ازلی سے مالا مال اور ان کی روحیں ایسی ہی قابل ہوتی تھیں جو ان شدائد کی متحمل ہو کر اور مصائب انتہائی کی برداشت کر کے آخر کار فائز المرام ہوتی تھیں۔

تب ہی تو ان لوگوں کا سکہ آجتک بیٹھا ہوا ہے اور کس عظمت اور شان کے ساتھ صفحہ روزگار پر ان کا نام نامی یادگار باقی ہے مگر اب زمانے نے ایسا پلٹا کھایا اور انقلابی حالتوں نے ویسا رنگ دکھایا ہے کہ اگلی سب باتیں خواب و خیال ہو گئیں بفرض محال اگر کہیں دیکھیں تو طلب افسردہ۔ طالب دل مردہ متقدمین کے ذکر سنکر متعجب اور متحیر کہ یہ ریاضتیں طاقت بشری سے باہر اور یہ مجاہدہ قوت انسانی سے خارج اس خداشناسی کی ایسی سرد بازاری ہو اور حقائق تصوف سے طبیعتیں ایسی بیگانہ تو طلب کہیں اور طالب کہاں اور نتائج ریاضت کا کیا ذکر لیکن بنی نوع انسان کی ہمدردی اور ابنائے جنس کی مزید شفقت نے گوارا نہ کیا کہ اپنے برادران دینی کو اس فیض خاص سے بے بہرہ رکھیں۔

پس ایسی حالت میں یہی بہتر سوجھی کہ اولیائے کرام کے ملفوظات اور اہل اللہ کے حالات شائع کر کے افاضہ علم کا کام کیجئے چنانچہ مقبول بارگاہ۔ عارف حق آگاہ۔ شریعت و طریقت پناہ حقیقت و معرفت دستگاہ حضرت **خواجہ باقی باللہ** قدس سرہ کے ملفوظات شریفہ اور افادات لطیفہ کا ترجمہ اردو میں کرا کے طبع کیا جاتا ہے تاکہ خاص و عام اس سے مستفید ہو کر صفائی باطن اور تزکیہ نفوس کی دولت سے محروم نہ رہیں۔

نظر بر آں جامع حسنات روزگار۔ مورد مراحم پروردگار۔ ستودہ شعار۔ نیکوکار **مرزا محمد عبد الغفار بیگ** صاحب دلواہب مالک **افضل الاخبار دہلی**۔ کی سعی جمیلہ متکفل اس امر کی ہوئی۔

منعم مطلق اس کے ساعی و مترجم وغیرہ کو جزائے خیر عطا فرمائے آمین ثم آمین فقط۔

قطعہ تاریخ

طبع زاد شاعر شیریں مقال، سخنور نازک خیال، سالک صراط مستقیم، ناہج منہج قو...

راجی رحمت شفاعت حضرت خیر البشر حکیم محمد عمر صاحب فصیح دہلوی ثم الا...

حیات باقیہ خوش طبع گردید ز افضال تعالیٰ و تبارک
فصیحا سال از روئے جہاتی کشود ستیم ملفوظ مبارک

Marfat.com

بدمعاش سے شادی کرنا۔ صالحہ کمیاں سے تعلقات۔ سوتیلی ماں کے ہاں بچہ کا پیدا ہونا۔ چھٹی کی دھوم دھام۔ صالحہ پر چوری کا
کا الزام۔ بیوی کی حمایت۔ بھائی بہنوں کی نکچش۔ نند بھاوجوں کی چشمک سوتیلی ماں کے بھائی کے کہنے سے صالحہ کو
میاں کا مارنا انجام کار صالحہ کی موت باپ کا خواب پہلی بیوی سے ملاقات شکایت حالات۔ باپ کا گھبرا اٹھنا۔ بیٹی کے
گھر جانا اور اس کو مردہ پانا۔ چیخنا چلانا۔ رونا پیٹنا۔ تین چار روز کے بعد رخصت ہونا۔ سوتیلی ماں کا انجام جو تمام قصہ کی جان
ہے دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ دوزخ جنت کی سیر۔ دہلی کی ٹکسالی زبان قلعہ معلے کے محاورات عجیب دلکش کتاب ہے قیمت ۱۲
تذکرہ صابریہ۔ یعنی سوانحعمری مخدوم علاؤالدین علی احمد صابری پیران کلیری جس میں آپ کی پیدائش پرورش
تعلیم۔ بیعت۔ شادی۔ کلیر شریف میں تشریف آوری اور وہاں کی مسجد وغیرہ کو الٹ دینے کا حال مفصل درج ہے ۴ر
علاج الوبا۔ از تصنیف لطیف عالیجناب مولانا حکیم خواجہ سلامت اللہ صاحب سونی پتی احراری۔ اس کتاب میں وبا کی علامتیں
اس کے اسباب وبا سے محفوظ رہنے کے نہایت عمدہ اور مفید تدابیر حفظ ماتقدم کے لیئے وبائی ہوا کی ترکیب شناخت
ایسے صاف الفاظ میں شرح طور پر لکھی ہیں کہ کم از کم ایک کتاب کا ہر شخص کے پاس ہونا ضروری ہے مصنف کی عرق ریزی
اور جانفشانی دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے قیمت ۴ر
ارکان دین۔ مولفہ مولوی مظہر اللہ صاحب حنفی نقشبندی مجددی۔ فرض واجب سنت مستحب نفل حرام مکروہ۔
مباح۔ سلاح۔ نجاسات کا مسائل وضو۔ اور اس کے توڑنے والی چیزیں اس کے مکروہات غسل کے طریقے غسل واجب تیمم
نماز واذان واقامت کا کل حال اس کتاب میں درج ہے غرضکہ دین کے تمام ارکان مولف صاحب نے واضح کر دیئے ہیں قیمت ۱ر
حیات ولی۔ جو ایک نہایت ہی قابل قدر کتاب ہے جس میں حضرت عارف باللہ مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رح اور
ان کے محترم خاندان کی سچی تاریخ جو نہایت معتبر ذرائع سے اور مستند تذکروں سے منتخب اور فراہم کر کے چھاپی گئی ہے غرض کہ
یہ کتاب حضرت شاہ صاحب کے حالات کا مکمل مجموعہ ہے اس کے چار حصے ہیں پہلے حصہ میں شاہ ولی اللہ صاحب کے
حالات اور کرامات دوسرے میں آپ کے ننہیال کے بزرگوں کا تذکرہ۔ تیسرے میں آپ کے والد ماجد مولانا شاہ عبدالرحیم
کے سوانحات۔ چوتھے حصے میں آپ کے چاروں صاحبزادوں شاہ عبدالعزیز شاہ رفیع الدین۔ شاہ عبدالقادر شاہ
عبدالغنی رح کے حالات مکمل درج ہیں مزید براں جابجا مفید نوٹ دیئے ہیں جن سے کتاب کی وضاحت میں بہت کچھ اضافہ
ہوگیا ہے باوجود اس کے قیمت عار
حمائل شریف مترجم مترجمہ شمس العلما مولوی حافظ نذیر احمد صاحب ایل ایل ڈی۔ مولانا صاحب کے ترجمہ قرآن کی شہرت اور
اور مقبولیت اس سے ظاہر ہے کہ تھوڑے ہی عرصہ میں چالیس ہزار قرآن شریف وحمائلیں مترجم ہدیہ ہو چکی ہیں اور پھر بھی مسلمانوں کی خواہش
اور شوق کم نہیں ہوا اور گرانی قیمت کیوجہ سے اب تک متوسط الحال اور امرا ہی بہرہ مند ہوئے اور غربا محروم تھے لہذا ہم نے
بغرض استفادہ غربا ایک چھوٹی تقطیع کی حمائل چھپوائی مولانا صاحب سے درخواست کی جو منظور ہو گئی اور حمائل چھپ کر تیار ہو گئی
جو لحاظ چھپائی و کاغذ وصحت وغیرہ اپنی آپ نظیر ہے غربا نے بھی استفادہ حاصل کیا کیونکہ باوجود بہت سی خوبیوں کے قیمت
بالکل کم یعنی صرف فی جلد عہ اور مجلد کی عار اور صرف ہمارے ہاں سے ملتی ہے براہ راست دفتر افضل الاخبار
دہلی سے طلب فرمائیں اور ان کی جملہ تصنیفات اور لکچر وغیرہ بھی ہمارے ہاں موجود ہیں ہم سے طلب کریں +

Marfat.com

ذیل کے پتہ سے ہر قسم کی کتابیں بکفایت ملتی ہیں۔

مختصر فہرست کتب افضل الاخبارات مجتبی دہلی

احسن التفاسیر اردو۔ مولفہ مولنا حاجی حافظ سید احمد حسن صاحب پنشنر تعلقدار حیدرآباد دکن۔ اردو زبان کی قسمت جاگی کلام خدا کی تفسیر کے متعدد لباس اس خوش نصیب زبان نے پہنے مگر احسن التفاسیر حلہ بہشتی ہے جو غیب سے اردو کو ملا۔ علامہ مفسر نے عجیب و غریب حقائق و معارف سے اسکو آراستہ کیا اول تو یہ کوشش کی گئی ہے کہ کلام الٰہی کی آیتیں جو اس طرح الفاظ سے قرآن پاک میں دوسری جگہ وارد ہوئے ہیں اس کے بعد مستند احادیث سے معتبر صحابہ کرام مثلاً خلفائے اربعہ و امام المفسرین حضرت عبداللہ ابن عباس رض کے ارشادات سے نامور اور مسلم الثبوت تفاسیر مثلاً ابن جریر۔ ابن کثیر۔ معالم التنزیل وغیرہ سے وہ وہ نکتے فراہم کئے ہیں وہ وہ لطائف چنے ہیں کہ طبیعت بلا خود ہو جاتا ہے روایات کے صحت کا التزام حد سے زیادہ۔ شان نزول کی توضیح ایسی کہ حرف حرف آئینہ ہوتا چلا جاتا ہے۔ محکم متشابہ آیتوں کی وضاحت۔ ناسخ منسوخ کی حقیقت اپنے اپنے موقع پر ایسی لکھی ہے کہ خطرات و شبہات کا شمہ باقی نہیں رہتا اس پر طرہ یہ کہ زبان صاف۔ سیدھی دلچسپ۔ اسکو کہتے ہیں ہم خرما و ہم ثواب۔ ظاہر بھی دلفریب باطن بھی وجد انگیز مسلمان اپنی شمع کو لیں اور دیکھیں کہ احسن التفاسیر کے دل آرا فانوس میں وہ کیسی بھلی معلوم ہوتی ہے اس تفسیر کو سات حصوں میں تقسیم کر کے ہر ایک منزل کو ایک حصہ قرار دیا ہے قیمت حصہ اول عا حصہ دوم عہ حصہ سوم عا قیمت چہارم عا حصہ پنجم عا حصہ ششم عا حصہ ہفتم اخیر عہ محصول بذمہ خریدار۔ جو صاحب پوری تفسیر یعنی ساتوں منزلیں خریدیں گے ان سے عنہ روپیہ علاوہ محصول لئے جائیں گے۔ بحیثیت مجموعی قیمت کل تفسیر للعہ مقرر ہے۔

بوستان غوثیہ یعنی سوانح عمری حضرت بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ جس میں آپکی ولادت۔ شجرہ نسب۔ تعلیم بیعت کرامت۔ وصال اور آپ کی اولاد امجاد و خلفاء وغیرہ کے حالات نہایت دلچسپ عبارت میں قلمبند کئے گئے ہیں قیمت فی جلد ۱۲ر

معدن نجم بندہ نواز۔ اس میں حضرت خواجہ سید محمود بندہ نواز گیسو دراز دہلوی ثم گلبرگی رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ حضرت شاہ نصیر الدین روشن چراغ دہلی کے قلمبند ہیں پیدائش سے لیکر تا وصال بالترتیب اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ مثلاً شجرہ نسب۔ اخلاق۔ علم و فضل وجہ تسمیہ بندہ نواز گیسو دراز۔ ترک دہلی۔ کرامتیں اور خرق عادات۔ اقامت گلبرگہ وغیرہ کا حال نہایت دلگیر عبارت میں درج ہوئے ہیں نیز تصوف کے نکات اور رموز اور مسائل کی بھی حسب موقع توضیح کی ہے جس سے کتاب کی دلچسپی میں ایک خاص اضافہ ہوگیا ہے ضمناً اور بہت سے مفید اور عجیب و غریب مضامین بھی آگئے ہیں قیمت ۸ر

تفریح الاحباب فی مناقب الاصحاب و الآل اس میں فضائل خلفائے اربعہ اور اہل بیت کے تمام ستودہ خصائل حضرات حسنین کے برگزیدہ فضائل درج ہیں حق یہ ہے کہ دریا کو کوزہ میں بند کر دیا ہے ایک کالم میں اصل متن عربی اور دوسرے میں اردو ترجمہ صفحہ بصفحہ درج ہے اور ۲۰۰ صفحہ کی ضخامت ہے قیمت ۱۲ر

جواہر الایقان فی حفظ الایمان فاتحہ سوم۔ چہلم محفل میلاد وغیرہ کا ثبوت غیر مقلدین کے عقائد کا رد عبدالوہاب نجدی کا تذکرہ اختلافی مسائل کا انفصال میں لاجواب کتاب ہے ۱۴۰ صفحہ قیمت ۱۳ر

شرف المناقب یعنی سوانح عمری حضرت شاہ شرف الدین بو علی قلندر پانی پتی رحمۃ جس میں آپ کے حالات اور کرامات درج ہیں ہر پہلو سے یہ کتاب بے نظیر ہے، و قیمت صرف ۴ر

Marfat.com